الہامی پیغام

اِفسیوں کے نام

پولُس رسُول کے خط

کی

تفسیر

مُصنّف

جاناتھن ٹرنر

جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں

ناشرین:

آوازِ حق

۲۰۱۹

www.awazehaq.com

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ

باب	مضمون	صفحہ
۱	مصنف، پڑھنے والے اور لِکھنے کا مقام	۱
۲	مسیح میں رُوحانی برکات	۶
۳	مخلصی اور خُدا کی مرضی کے بھید	۱۲
۴	مِیراث	۱۸
۵	اِفسیوں کے لئے پولس رسول کی شکرگزاری اور دُعا	۲۴
۶	مسیح کی سربلندی	۳۰
۷	گُناہ میں مُردہ، مسیح میں زِندہ	۳۶
۸	نجات کی بنیاد	۴۲
۹	خُدا سے جُدا	۴۸
۱۰	مسیح ہماری صُلح ہے	۵۴
۱۱	خُدا کے گھرانے	۶۱
۱۲	مسیح کا بھید	۶۷
۱۳	خُوشخبری کا خادِم	۷۳
۱۴	اِفسیوں کے لئے پولس رسول کی دُوسری دُعا	۷۹
۱۵	بُلاوے کے لائق زِندگی گزارنا	۸۵
۱۶	راہنمائی کا انعام	۹۱

فہرستِ مضامین

باب	مضمون	صفحہ
۱۷	ہر طرح سے بڑھتے جائیں	۹۷
۱۸	اُس میں تعلیم پائی	۱۰۳
۱۹	پُرانی اِنسانیّت کو اُتار ڈالو، نئی اِنسانیّت کو پہنو	۱۰۹
۲۰	خُدا کی مانِند بنو	۱۱۵
۲۱	دانائی سے زِندگی گزارنا	۱۲۱
۲۲	بیوی اور شوہر	۱۲۷
۲۳	فرزند اور والدین، غُلام اور مالِک	۱۳۳
۲۴	خُدا کے سب ہتھیار باندھ لو	۱۴۰
۲۵	رُوح میں دُعا کرنا، تُخِکُس، آخری دُعائے خیر	۱۴۶
۲۶	لازوال محبّت	۱۵۲

تمہید

پاک کلام میں لکھا ہے، ''ہر ایک صحِیفہ جو خُدا کے اِلہام سے ہے تعلِیم اور اِلزام اور اِصلاح اور راستبازی میں تربِیت کرنے کے لِئے فائِدہ مند بھی ہے تا کہ مردِ خُدا کامِل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لِئے بِالکل تیّار ہو جائے۔'' (۲۔تِیمُتھِیُس ۳:۱۶۔۱۷)

''اِلہامی پیغام'' عُنوان کے تحت ہم آپ کی خدمت میں بائبل مُقدس کی مختلف کتابوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں تا کہ نہ صِرف مسِیحی بلکہ غیر مسِیحی دوست بھی حکمت و زندگی سے بھرپور پاک کلام کو آسانی سے سمجھ کر خُدا کی نظر میں کامل و نیک بن سکیں۔ مگر آیئے سب سے پہلے یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ''اِلہام'' کیا ہے؟ اِلہام جس یونانی لفظ کا ترجمہ ہے، اُس کا مطلب ہے ''وہ جو خُدا کی طرف سے پھُونکا گیا''۔ یعنی جس طرح خُدا نے عملِ تخلیق کے وقت اِنسان کے نتھنوں میں اپنی رُوح پھُونکی تھی، اُسی طرح اُس نے پاک صحیفوں میں بھی اپنی تخلیقی رُوح پھُونک دی ہے۔ رُوح اُلقُدس کی یہ سرگرمی ابتدائی کلیسیا کے لِئے اِس بات کا ثبوت تھی کہ یہ صحیفے اِلہامی ہیں۔ خُدا نے اپنے پاک رُوح کے وسیلے سے اپنا کلام اِنسانی لفظوں میں پھُونک دیا۔ اِسی ٹھوس حقیقت پر مسِیحی کلیسیا نے ہمیشہ دعویٰ کِیا کہ بائبل مُقدس ایک اِلہامی کتاب ہے، یعنی اُس کا منبع و سرچشمہ خُدا ہے۔ تو آیئے، ہم بائبل مُقدس میں سے اِفسیوں کے نام، پَولُس رسُول کے خط کی تفسیر پر غور کریں:

پہلا باب

مصنف، پڑھنے والے اور لِکھنے کا مقام

(اِفِسیوں ۱:۱-۲)

ہم میں سے تقریباً ہر کسی کے دِل میں کبھی نہ کبھی یہ سوال ضرور اُبھرتا ہے کہ ''خدا نے یہ دُنیا کیوں تخلیق کی؟ بنی نوع اِنسان کیلئے اُس کا مقصد کیا ہے؟ کیا ہم خدا کے منصوبے کو جان سکتے ہیں؟ جبکہ یہ سوال خدا کے بارے میں ہیں تو ظاہر ہے کہ اِن کا جواب بھی خدا کے بخشے ہوئے مکاشفہ سے ہی مِل سکتا ہے۔ خدا نے بنی نوع اِنسان کے لئے اپنا مقصد اور منصوبہ بائبل مقدس میں ظا ہر کِیا ہے۔ خدا کے منصوبے کو پوری طرح سمجھنے کیلئے نہایت ضروری ہے کہ ہم بائبل کا مکمل طور پر مطالعہ کریں۔ لیکن سب سے زیادہ مختصر اور اختصار سے الٰہی منصوبے کا بیان بائبل مقدس میں افسیوں شہر کے مسیحیوں کے نام لکھے ہوئے الہامی خط میں ہے۔

یہ خط اِن الفاظ سے شروع ہوتا ہے: ''پولس کی طرف سے جو خدا کی مرضی سے مسیح یسوع کا رسول ہے، اُن مقدسوں کے نام جو افُسس میں ہیں اور مسیح یسوع میں ایماندار ہیں۔ ہمارے باپ خدا اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے تمہیں فضل اور اِطمینان حاصل ہوتا رہے۔'' (افسیوں ۱:۱-۲)

یہ پولس کون ہے؟ پولس کا پیدائشی نام ساؤل تھا۔ شروع میں وہ ایک جوشیلا اور مذہبی قِسم کا یہودی تھا۔ وہ اپنے بارے میں کہتا ہے، ''آٹھویں دِن میرا ختنہ ہوا، اسرائیل کی قوم اور بنیمین کے قبیلہ کا ہوں، عبرانیوں کا عبرانی، شریعت کے اعتبار سے فریسی ہوں۔ جوش کے اعتبار سے کلیسیا کا ستانے والا، شریعت کی راستبازی کے اعتبار سے بے عیب تھا۔'' (فلپیوں ۳:۵-۶)

ساؤل، مسیح کے پیروکاروں کی مخالفت پورے مذہبی جوش و جذبے سے کر رہا تھا۔ وہ کہتا ہے، ''میں نے بھی سمجھا تھا کہ یسوع ناصری کے نام کی طرح طرح سے مخالفت کرنا مجھ پر فرض ہے، چنانچہ مَیں نے یروشلیم میں ایسا ہی کِیا اور سردار کاہنوں کی طرف سے اختیار پاکر بہت سے مقدسوں کو قید میں ڈالا اور جب وہ قتل کِئے جاتے تھے تو مَیں بھی یہی رائے دیتا تھا، اور ہر عبادتخانہ میں اُنہیں سزا دِلا دِلا کر زبردستی اُن سے کفر کہلواتا تھا بلکہ اُن کی مخالفت میں ایسا دیوانہ بنا کہ غیر شہروں میں بھی جا کر اُنہیں ستاتا تھا۔'' (اعمال ۲۶:۹-۱۱)

لیکن پھر مُردوں میں سے زندہ جی اُٹھنے والے مسیح نے اپنے آپ کو ساؤل پر ظاہر کِیا۔ اِس واقعہ نے ساؤل کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اُسکی مسیح کیلئے رائے بالکل غلط ہے، اور اپنے نئے نام پولس کے ساتھ اُس نے اپنی باقی ماندہ زندگی تکلیفوں، مصیبتوں اور رکاوٹوں کے باوجود اُس ایمان کی تبلیغ و ترقی کیلئے وقف کر دی جس کو تباہ و برباد کرنے کی اُس نے کبھی کوشش کی تھی۔

لیکن اگر پولس نے یہ خط لکھا ہے تو پھر ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ خط الہامی ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ پولس نے اپنے اختیار سے یہ خط نہیں

لکھا بلکہ مسیح یسوع کے رسول کی حیثیت سے یہ خط تحریر کِیا۔ ''رسول'' کا بُنیادی مطلب ہے ''وہ جو بھیجا گیا'' دوسرے لفظوں میں یہ کہ جب پولس لکھتا ہے کہ وہ مسیح یسوع کا رسول ہے تو درحقیقت وہ کہہ رہا ہے کہ اُسے مسیح نے بھیجا ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس لکھتا ہے، ''پس ہم مسیح کے ایلچی ہیں۔ گویا ہمارے وسیلہ سے خدا اِلتماس کرتا ہے...'' (۲۔کرنتھیوں ۵:۲۰)

جب ہم یہ خط پڑھتے ہیں تو ہم محض پولس کے الفاظ ہی نہیں پڑھ رہے بلکہ مسیح کا وہ کلام پڑھ رہے ہیں جو پولس کے وسیلہ ہم پر ظاہر ہوا۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ پولس نے رسول کا عہدہ اپنے لئے خود بخود ہی نہیں چن لیا، بلکہ وہ صاف صاف کہتا ہے کہ وہ ''خدا کی مرضی سے'' مسیح یسوع کا رسول ہے۔ (۱:۱) یہ خط درحقیقت ایک اِلہامی پیغام ہے۔

اگر مسیح نے پولس کو رسول ہونے کیلئے چُنا تو پھر اُس نے اُسے کِس طرف بھیجا؟ اِس خط کے ۳ باب کی آیت ایک اور آٹھ کے علاوہ پاک صحائف کے دوسرے کئی حوالہ جات میں پولس واضح کرتا ہے کہ مسیح نے اُسے خاص طور پر اُن غیر قوم والوں کے درمیان بھیجا ہے جو یہودی سلسلے سے نہیں ہیں۔ پاک صحائف کا کچھ حصہ ایسا ہے جو بُنیادی طور پر مسیح کے یہودی پیروکاروں کیلئے لکھا گیا، لیکن افسیوں کے نام خط میں وہ اندازِ کلام اور وہ لب و لہجہ استعمال کِیا گیا ہے جو خاص طور پر اُن لوگوں کیلئے مناسب ہے جو غیر یہودی سلسلے سے تعلق رکھتے ہیں۔

پولس اِس خط میں ''مقدسوں'' سے مخاطب ہے۔ وہ کسی آسمانی مخلوق کی بات نہیں کر رہا اور نہ ہی اُن لوگوں سے مخاطب ہے جنہوں نے کوئی اعلیٰ و نیک کام کِئے ہیں۔ مسیح نے پولس کو جو کہا اُس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے، ''...تجھے اِس لئے بھیجتا ہوں کہ تُو اُن کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے روشنی کی طرف اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف رُجوع لائیں اور مجھ پر ایمان لانے کے باعث گناہوں کی معافی اور مقدسوں میں شریک ہو کر میراث پائیں۔'' (اعمال ۲۶:۱۷-۱۸)

اِس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ ''مقدسوں'' سے پولس کا مطلب مسیحی لوگ ہیں۔ لیکن پولس یہ خط اُن کو نہیں لکھ رہا جو محض نام کے مسیحی ہیں۔ وہ اُن کو ''مسیح یسوع میں ایماندار'' بھی کہتا ہے۔ (۱:۱) یہ خط اُن کے لئے نہیں ہے جن کا نام تو مسیحی ہے مگر زندگی مسیحیوں جیسی نہیں ہے۔ یہ خط خدا کے منصوبے کو ہم پر ظاہر کرتا ہے، لیکن آپ خدا کے منصوبے میں اُس وقت تک شامل نہیں ہو سکتے جب تک مکمل طور پر مسیح یسوع کے نہیں ہو جاتے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ پولس اپنے اِس خط کو بند کرنے سے پہلے اُن لوگوں کیلئے اطمینان و فضل چاہتا ہے جو خدا کو باپ اور مسیح کو خداوند جانتے ہیں۔ لہذا سوال یہ ہے کہ کیا آپ اپنی زندگی مسیح کے لئے بسر کرتے ہیں تاکہ آپ اُس کی طرف سے اطمینان اور فضل پا سکیں؟

پولس یہ خط افسس میں رہنے والے مقدسوں کے نام لکھ رہا ہے۔ افسس رومی صوبے ایشیا کا سب سے بڑا شہر تھا جو موجودہ مُلک ترکی کے مغربی

ساحل پر واقع ہے۔ لیکن اِس سے ایک اَور سوال ذہن میں اُبھرتا ہے، کہ اعمال کی کتاب میں لکھا ہے کہ پولس دو سال تک بڑی کامیابی سے افسس میں تبلیغ کرتا اور تعلیم دیتا رہا (اعمال ۱۹) لیکن اِس خط سے لگتا ہے کہ پولس وہاں ذاتی طور پر کسی کو بھی نہیں جانتا تھا۔ اِس کا جواب تو یہی ہو سکتا ہے کہ پولس چاہتا تھا کہ اُس کا یہ خط کئی کلیسیاؤں تک پہنچے۔ کلسیوں ۴ باب اُس کی ۱۶ آیت میں کلسے میں رہنے والے مسیحیوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ لودیکیہ کے شہر سے آنے والے خط کو بھی پڑھیں۔ گو ہماری بائبل میں ''لودیکیین'' نام کی کوئی کتاب نہیں ہے، مگر ایک بہت ہی پُرانا لکھنے والا کہتا ہے کہ افسیوں کے نام خط لودیکیہ کے رہنے والوں کے نام لکھا گیا۔ لہذا یہ کہنا مناسب ہو گا کہ یہ خط اگرچہ ایشیا کے صوبے کے سب سے اہم شہر کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے، مگر درحقیقت پولس نے یہ خط صوبے کے تمام مسیحیوں کے نام لکھا جن میں سے بیشتر سے وہ کبھی ذاتی طور پر ملا ہی نہیں۔

یہ خط اُس وقت لکھا گیا جب پولس قید میں تھا، ممکن ہے کہ اُس نے قیصریہ میں دو سال کی قید کے دوران اِس خط کو تحریر کِیا، لیکن زیادہ امکان ہے کہ یہ خط روم میں قید کے دوران لکھا گیا۔ کلیسیا کی روایات کی روشنی میں بھی یہی لگتا ہے کہ خط لکھے جانے کے وقت پولس روم میں تھا۔ گو وثوق سے یہ کہنا نہایت مشکل ہے کہ یہ خط کب لکھا گیا، ہم کہہ سکتے ہیں کہ تیمتھیس کے نام پہلا خط لکھے جانے سے پہلے لکھا گیا۔

دُوسرا باب

مسیح میں رُوحانی برکات

(اِفسیوں ۱:۳-۶)

اگر ہمیں کوئی جیل سے خط لکھے، تو ظاہر ہے اُس میں اپنے ساتھ بُرے سلوک کا حال یا غم و غصہ یا تلخی و مایوسی سے بھرپور باتیں درج ہوں گی۔ لیکن اپنے افسیوں کے نام الہامی خط میں پولس رسول پڑھنے والوں کو خوش آمدید کہنے کے بعد خدا کی تعریف اور حمد و ثنا کرتا ہے۔

پہلے باب کی آیت ۳ میں وہ لکھتا ہے، "ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو جس نے ہم کو مسیح میں آسمانی مقاموں پر ہر طرح کی روحانی برکت بخشی۔"

اِس سے ہم یہ سبق سیکھتے ہیں کہ ہماری جسمانی حالت کیسی بھی کیوں نہ ہو، اگر ہم مسیح میں ہیں تو اُس کی برکت ہم پر ہو گی۔ یہ سچ ہے کہ خدا اپنے بندوں کو دُنیاوی اور جسمانی برکات سے نوازتا ہے۔ لیکن دُنیاوی برکات یا تو تباہ و برباد ہو جاتی ہیں یا ہمارے ہاتھ سے نکل جاتی ہیں۔ اِس کے مقابلے میں روحانی برکات بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ جیسا کہ پطرس رسول لکھتا ہے، "...ایک غیرفانی اور بیداغ اور لازوال میراث کو حاصل کریں۔ وہ تمہارے واسطے آسمان پر محفوظ ہے۔" (۱-پطرس ۱:۴-۵)

جبکہ پطرس رسول آسمان پر ملنے والی میراث پر نظریں جمائے ہوئے ہے جہاں خدا رہتا ہے اور جہاں بُرائی کا نام و نشان تک نہیں ہے، مگر پولس اِس سے بھی کہیں زیادہ کی بات کر رہا ہے۔ وہ جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے ''آسمانی مقاموں'' کی بات کرتا ہے۔ جہاں خدا رہتا ہے وہاں کوئی بُرائی اپنی جگہ نہیں بنا سکتی۔ لیکن اَور بھی روحانی مقام ہیں جہاں اِنسان کی روح کیلئے جنگ ہو رہی ہے۔ گو پہلے باب کی ۲۰ آیت میں لکھا ہے کہ خدا آسمانی مقاموں میں رہتا ہے، مگر ۶ باب کی ۱۲ آیت کے مطابق بُرائی و شرارت کی روحانی فوجیں بھی وہیں ہیں۔ لیکن اُن کے خلاف لڑی جانے والی اِس جنگ کے باوجود مسیح کے پیروکار مُبارک ہیں۔

وہ کونسی برکات ہیں جن سے مسیح کے پیروکار لطف اندوز ہوتے ہیں؟ ۴ سے ۶ آیت میں پولس لکھتا ہے، ''چنانچہ اُس نے ہم کو بنایِ عالم سے پیشتر اُس میں چُن لیا تاکہ ہم اُس کے نزدیک محبت میں پاک اور بے عیب ہوں۔ اور اُس نے اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق ہمیں اپنے لئے پیشتر سے مقرر کِیا کہ یسوع مسیح کے وسیلہ سے اُس کے لے پالک بیٹے ہوں تاکہ اُس کے اُس فضل کے جلال کی ستایش ہو جو ہمیں اُس عزیز میں مفت بخشا۔''

سب سے پہلی برکت جس سے مسیح کے پیروکار لطف اندوز ہوتے ہیں یہ ہے کہ خدا نے ہمیں مسیح میں دُنیا کی تخلیق سے پہلے ہی چُن لیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا اطمینان و سکون ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اپنی ساری زندگی اِسی شک میں گزار دیتے ہیں کہ خدا اُنہیں قبول کرے گا یا نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ

اگر وہ صرف اچھے کام ہی کر لیں تو شائد خدا اُنہیں اپنے پاس آنے کا موقع دے دے گا۔ لیکن مسیح کے پیروکاروں کو ایسی فکر مندی میں مبتلا ہونے کی قطعی ضرورت نہیں۔ پہلا پطرس پہلا باب اُس کی ۲۰ آیت میں پطرس رسول لکھتا ہے کہ ہمارا نجات دہندہ مسیح بنایِ عالم سے پیشتر ہی چُن لیا گیا تھا۔ جس طرح نجات دہندے کو چن لیا گیا اُسی طرح خدا نے اُنہیں بھی دُنیا کی تخلیق سے پہلے ہی قبول کر لیا جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں۔

لیکن وہ کیوں چُنے گئے؟ پولس کہتا ہے کہ مسیح کا پیروکار اِس لئے چُنا گیا کہ وہ پاک اور بے عیب ہو۔ چُنے جانے کیلئے یہ خوبیاں ہونا کوئی شرط نہیں بلکہ چُنے جانے کا نتیجہ ہیں۔ یہ خوبیاں ہم اپنے آپ سے اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتے بلکہ مسیح میں ہونے کی وجہ سے ہمارے اندر جنم لیتی ہیں۔ پاک صحائف اِس حقیقت سے بالکل مُتفق ہیں، مثال کے طور پر عبرانیوں ۱۳ باب اُس کی ۱۲ آیت میں لکھا ہے، ''اِسی لئے یسوع نے بھی اُمت کو خود اپنے خون سے پاک کرنے کیلئے دروازہ کے باہر دُکھ اُٹھایا۔'' جو ہمارے لئے کرنا ناممکن ہے وہ خدا نے مسیح کے وسیلہ سے کر دیا۔ پولس اِس خط کے ۲ باب میں اِس موضوع کی مزید وضاحت کرے گا۔

ہمیں یہ بھی ذہن میں رکھنا ہے کہ پاک اور بے عیب ہونے میں اور محبت کے درمیان ایک قریبی رشتہ ہے۔ اور یہ بالکل مناسب ہے کیونکہ یہ خدا کی ہمارے ساتھ محبت ہی ہے جس نے اُسے اُبھارا کہ وہ ہمیں پاک اور بے عیب بنائے۔ اور اِسی لئے ہم پر بھی لازم ٹھہرا کہ محبت کریں۔ پاک صحائف میں لکھا

ہے، ''محبت اِس میں نہیں کہ ہم نے خدا سے محبت کی بلکہ اِس میں ہے کہ اُس نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کیلئے اپنے بیٹے کو بھیجا۔ اے عزیزو! جب خدا نے ہم سے ایسی محبت کی تو ہم پر بھی ایک دوسرے سے محبت رکھنا فرض ہے۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۰-۱۱)

دوسری برکت جس کا ذکر پولس رسول اپنے خط میں کرتا ہے، یہ ہے کہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو پیشتر ہی سے مقرر کِیا کہ وہ لے پالک بیٹے ہوں۔ خدا نے ہمیں ''اپنی مرضی کے نیک ارادہ کے موافق'' لے پالک ہونے کا حق دیا۔ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو کسی مجبوری کے تحت نہیں بلکہ اپنی مرضی و خوشی سے لے پالک کا حق بخشا ہے۔ اِس سے یہ بھی صاف عیاں ہو جاتا ہے کہ خدا ہمیں محض نوکر یا غلام بنا کر نہیں رکھنا چاہتا بلکہ ہمارے ساتھ ایک خاندان کا سا رشتہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ روم میں مسیح کے پیروکاروں کے نام خط میں پولس رسول اِس کی یوں وضاحت کرتا ہے، ''کیونکہ تم کو غلامی کی روح نہیں ملی جس سے پھر ڈر پیدا ہو بلکہ لے پالک ہونے کی روح ملی ہے جس سے ہم ابا یعنی اے باپ کہکر پکارتے ہیں۔ روح خود ہماری روح کے ساتھ مل کر گواہی دیتا ہے کہ ہم خدا کے فرزند ہیں۔'' (رومیوں ۸:۱۵-۱۶)

آپ نے غور فرمایا، کہ یہ مسیح ہے جس کے وسیلہ سے خدا نے ہمیں فرزند بننے کا حق دیا۔ جب تک ہم مسیح پر اپنا مکمل ایمان نہیں رکھیں گے خدا ہمیں کبھی بھی اپنے خاندان میں شامل ہونے کا موقع نہیں دے گا۔

ہم پہلے ہی دیکھ چُکے ہیں کہ خدا نے کیسے مسیح کے پیروکاروں کو دُنیا کی تخلیق سے پہلے ہی چُن لیا، اور یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو لے پالک ہونے کیلئے پیشتر ہی سے مقرر کِیا۔ یہاں تھوڑی وضاحت کی ضرورت ہے، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا نے پہلے ہی سے ہر اِنسان کی زندگی کا فیصلہ کر لیا ہے، ہر عمل پہلے ہی سے ''لکھا'' جا چُکا ہے، لیکن پولس رسول یہ نہیں کہہ رہا۔ ایک اَور مقام پر پولس وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ، خدا کو پہلے سے علم تھا اور اِسی بُنیاد پر وہ جانتا ہے کہ اِنسان آزاد ہونے کے ناطے اپنے لئے کیا پسند کرے گا اور اِسی لئے پیشتر ہی سے اُس نے اُنہیں لے پالک بیٹے ہونے کیلئے مقرر کر دیا۔ پولس لکھتا ہے، ''...جن کو اُس نے پہلے سے جانا اُن کو پہلے سے مقرر بھی کِیا کہ اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہوں تاکہ وہ بہت سے بھائیوں میں پہلوٹھا ٹھہرے۔'' (رومیوں ۲۹:۸)

ہاں، ہم میں سے ہر ایک کی تقدیر کا فیصلہ پہلے سے ہو چُکا ہے، لیکن اِس فیصلے کی بُنیاد اِس بات پر ہے کہ ہم نے اپنے لئے کیا چُنا۔ کیا آپ نے مسیح کو چُننے کا فیصلہ کر لیا ہے؟

پولس رسول اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو اِس لئے چُنا ہے کہ اُس کے فضل کے جلال کی ستایش ہو۔ حمد و ستایش لے پالک ہونے کا ایک قدرتی نتیجہ ہے۔ خدا کے خاندان میں شامل ہونے کو ''فضل'' کہتے ہیں کیونکہ ہم اِس قابل نہیں۔ جب مسیح کا پیروکار محسوس کرتا ہے کہ خدا نے اُس پر کتنی مہربانی اور کرم کِیا ہے تو وہ اُس کی حمد و ستایش

کِئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پولس کا اِس سے بھی گہرا مطلب ہے، حمد و ستایش محض دکھاوے کا ایک عمل نہیں ہونا چاہیے، بلکہ مسیح کے پیروکار کے کردار کا ایک حِصہ ہونا چاہیے۔ یہ خاص طور پر نہایت موزوں ہے کیونکہ خدا نے اپنا فضل ہمیں مفت دیا ہے۔ کیا آپ کی زندگی سے خدا کی حمد و ستایش ہوتی ہے؟

پولس رسول لکھتا ہے کہ خدا کا یہ فضل ہمیں ''اُس عزیز میں'' مُفت ملا ہے، یعنی مسیح کے وسیلہ سے ملا ہے۔ خدا، مسیح کو اِسقدر پیار کرتا ہے کہ اگر ہم اُسے قبول کریں تو خدا بھی ہمیں قبول کرے گا۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم مسیح کے ہیں۔

تیسرا باب

مخلصی اور خُدا کی مرضی کے بھید

(اِفسیوں ۱:۷۔۱۰)

پولس رسول افسیوں کے نام اپنا اِلہامی خط اُن روحانی برکات سے شروع کرتا ہے جو مسیح کے پیروکاروں کا حصہ ہیں۔ پہلے باب کی ۷ سے ۱۰ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''ہم کو اُس میں اُس کے خون کے وسیلہ سے مخلصی یعنی قصوروں کی معافی اُس کے اُس فضل کی دولت کے موافق حاصل ہے جو اُس نے ہر طرح کی حکمت اور دانائی کے ساتھ کثرت سے ہم پر نازل کِیا۔ چنانچہ اُس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اُس نیک ارادہ کے موافق ہم پر ظاہر کِیا جسے اپنے آپ میں ٹھہرا لیا تھا تاکہ زمانوں کے پورے ہونے کا ایسا انتظام ہو کہ مسیح میں سب چیزوں کا مجموعہ ہو جائے، خواہ وہ آسمان کی ہوں خواہ زمین کی۔''

آیت ۶ میں پولس رسول کہتا ہے کہ خدا، مسیح کے پیروکاروں کو مفت فضل بخشتا ہے، اور آیت ۷ میں وہ خدا کے فضل کی دولت کا ذکر کرتا ہے۔ خدا کا فضل ایک ایسا تحفہ ہے جس کے ہم مستحق نہیں۔ وہ انمول تحفہ ہے کیا، جس کا ذکر پولس رسول کر رہا ہے اور جس کے ہم مستحق نہیں؟ آیت ۷ میں وہ کہتا ہے کہ خدا کا وہ تحفہ مخلصی ہے۔ لیکن مخلصی کا مطلب کیا ہے؟ اِسی آیت میں وہ کہتا

ہے کہ یہ ''قصوروں کی معافی'' ہے۔ لیکن معافی کوئی ایسی چیز نہیں جو خدا کسی خود مختارانہ فیصلے کے ذریعہ دیتا ہے بلکہ معافی خود ''اُس میں'' ہے۔ یہ آیت ۶ کی طرف اشارہ ہے جہاں مسیح کو ''اُس عزیز'' کہا گیا ہے۔ اور یہ معافی جو مسیح میں ہمیں ملتی ہے بغیر قیمت کے نہیں۔ پولس رسول ہمیں یاد دلاتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ ''اُس کے خون کے وسیلہ سے'' ملتی ہے، یعنی یہ مسیح کا خون ہے جو ہمیں قصوروں سے معافی بخشتا ہے، اپنا یہ قیمتی خون اُس نے اُن کی خاطر بہایا جو مسیح میں ہیں یعنی جنہوں نے اُسے اپنا خداوند قبول کر لیا ہے۔

خدا کے فضل یا مخلصی کے تحفے کی جس کے ہم مستحق نہیں دو اَور خصُوصیات ہیں، جس سے مسیح کے پیروکار لطف اندوز ہوتے ہیں جیسا کہ آیت ۹ میں بیان کِیا گیا ہے۔ پہلی خصوصیت تو یہ کہ خدا نے ہم پر اِسے کثرت سے نازل کِیا۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ہمیں ناخوشی سے نہیں دیا گیا اور نہ ہی یہ کہ مسیح کے پیروکاروں کے بس تھوڑے سے گناہ مُعاف کر دیئے، خدا کا یہ تحفہ معافی و مخلصی کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کی مسیح کا خون قیمت ادا نہیں کر سکتا۔

خدا کے فضل کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اُس نے ہمیں یہ ''ہر طرح کی حکمت اور دانائی کے ساتھ''

بخشا۔ یہ ایک اہم نکتہ ہے جس کو یا تو دُنیا والے سمجھتے نہیں یا وہ اِس تصور ہی کا مذاق اُڑاتے ہیں کہ مسیح کی زندگی کی قربانی بنی نوع اِنسان کے گناہوں کی معافی کیلئے ضروری ہے۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے،

”...کیا خدا نے دُنیا کی حکمت کو بے وقوفی نہیں ٹھہرایا؟ اِس لئے کہ جب خدا کی حکمت کے مطابق دُنیا نے اپنی حکمت سے خدا کو نہ جانا تو خدا کو یہ پسند آیا کہ اِس منادی کی بے قوفی کے وسیلہ سے ایمان لانے والوں کو نجات دے۔ چنانچہ یہودی نشان چاہتے ہیں اور یونانی حکمت تلاش کرتے ہیں، مگر ہم اُس مسیحِ مصلوب کی منادی کرتے ہیں جو یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر اور غیر قوموں کے نزدیک بے وقوفی ہے۔ لیکن جو بلائے ہوئے ہیں، یہودی ہوں یا یونانی، اُن کے نزدیک مسیح خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے، کیونکہ خدا کی بے وقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے اور خدا کی کمزوری آدمیوں کے زور سے زیادہ زور آور ہے۔“ (۱-کرنتھیوں ۱:۲۰-۲۵)

گو اِنسانی نکتہء نظر سے خدا کا مخلصی و معافی دینے کا منصوبہ غیر ضروری اور بے فائدہ نظر آتا ہے، لیکن ہم کون ہوتے ہیں خدا کے منصوبے کو شک کی نگاہ سے دیکھنے والے؟ اگر خدا کا یہ منصوبہ بے فائدہ اور غیر ضروری بھی کیوں نہ ہوتا پھر بھی ہمارے لئے اِس کو رد کرنا احمقانہ بات ہوتی۔ اگر ہم خدا کے فراخدلانہ تحفے کو رد کر دیں تو پھر ہم اپنے گناہوں سے معافی کِسطرح پائیں گے؟

خدا نے اپنا فضل مسیح کے پیروکاروں پر نہ صرف کثرت سے نازل کِیا ہے بلکہ پولس رسول آیت ۹ میں کہتا ہے کہ ”اُس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اُس نیک ارادہ کے موافق ہم پر ظاہر کِیا۔“

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو خدا کی مرضی کو نہیں جانتے، وہ جانتے ہی نہیں کہ خدا کا اُن کیلئے کوئی منصوبہ ہے اور اُن کا اُس الٰہی منصوبے میں کیا مقام ہو گا۔ لیکن خدا نے اپنی مرضی مسیح کے پیروکاروں پر ظاہر کی۔ آیت ۱۰ کے مطابق خدا کی مرضی یہ ہے کہ ''مسیح میں سب چیزوں کا مجموعہ ہو جائے، خواہ وہ آسمان کی ہوں خواہ زمین کی۔'' یہ خدا کی مرضی ہے کہ سب چیزیں اور سب اِنسان خواہ وہ کوئی بھی کیوں نہ ہوں، خواہ وہ آسمان کی مخلوق ہوں یا زمین کی، سب کے سب مسیح کی تابعداری اور اختیار میں آ جائیں۔ ایک مسیحی کیلئے محض مسیح کے اختیار کو تسلیم کر لینا ہی کافی نہیں، بلکہ اِس کا یہ مطلب بھی ہے کہ ہم اُسکی مانند بنیں۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''کیونکہ جن کو اُس نے پہلے سے جانا اُن کو پہلے سے مقرر بھی کِیا کہ اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہوں...'' (رومیوں ۸:۲۹) یہ خدا کی مرضی میں شامل ہے کہ ہم مسیح کی مانند ہوں، اور اگر ہم مسیح کی مانند نہیں ہیں تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم نے ابھی تک خدا کی مرضی کو پورا نہیں کِیا۔

خدا کی مرضی کا ایک اَور پہلو بھی ہے۔ جب ہم اپنی طرف دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دُنیا گناہ میں پھنس کر تباہ ہو چکی ہے۔ نفرت، حسد، تکبر، قوم پرستی اور تعصب نے لوگوں کو مختلف طبقوں اور فرقون میں بانٹ دیا ہے۔ نہ صرف بنی نوع اِنسان پر بلکہ ساری تخلیق پر گناہ کے اثرات نظر آ رہے ہیں جس کی وجہ سے ہر کوئی اپنے آپ ہی سے جنگ کر رہا ہے۔ لیکن خدا کی مرضی و ارادہ یہ نہیں، پولس رسول واضح طور پر لکھتا ہے کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ ''مسیح میں سب چیزوں کا مجموعہ ہو جائے۔'' اور یہ صرف اُسی وقت ممکن ہے جب سب

لوگ مسیح میں امن و صلح کا علم اُٹھا کر ایک ہو جائیں۔ جیسا کہ ایک اَور مقام پر لکھا ہے، ''کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا کہ ساری معموری اُسی میں سکونت کرے، اور اُس کے خون کے سبب سے جو صلیب پر بہا صلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلہ سے اپنے ساتھ میل کر لے، خواہ وہ زمین کی ہوں خواہ آسمان کی۔'' (کلسیوں ۱:۱۹-۲۰)

جب لوگ مسیح کی تابعداری کر کے خدا کے ساتھ اور ایک دوسرے کے ساتھ میل کر لیں گے تو سب چیزیں آسمانی ہوں یا زمینی امن و صلح کے تحت ہو جائیں گی۔ پاک کلام میں ایک اَور مقام پر لکھا ہے، ''اِس لئے کہ مخلوقات بطالت کے اختیار میں کر دی گئی تھی، نہ اپنی خوشی سے بلکہ اُس کے باعث سے جس نے اُس کو اِس امید پر بطالت کے اختیار میں کر دیا کہ مخلوقات بھی فنا کے قبضہ سے چھوٹ کر خدا کے فرزندوں کے جلال کی آزادی میں داخل ہو جائے گی۔'' (رومیوں ۸:۲۰-۲۱) حقیقی امن، حقیقی آزادی اور حقیقی صلح صرف مسیح کے وسیلہ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ سب چیزیں کب مسیح کے تابع ہو جائیں گی؟ اگرچہ مسیح کے پیروکار اِس وقت امن و صلح کی حالت میں ہیں، لیکن خدا کی مرضی یہ ہے کہ ہر چیز مکمل طور پر مسیح کے تابع ہو جائے اور ایسا، ''زمانوں کے پورے ہونے پر'' ہو گا۔ لفظ ''زمانوں'' سے کیا مطلب ہے؟ اِس سے خدا کی مرضی کے ظاہر ہونے کا فرق معلوم ہوتا ہے۔ بزرگوں کے زمانے میں خدا نے اپنی مرضی براہِ راست چُنے ہوئے خاندانوں کے سربراہوں حضرت نوح، حضرت ابرہام،

حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب پر ظاہر کی۔ موسیٰ کی توریت کے زمانے میں خدا نے اپنی مرضی چُنی ہوئی قوم اسرائیل کے وسیلے سے موسیٰ جیسے نبی پیغمبروں کی مدد سے اور پاک کلام کو لکھ کر ظاہر کی۔ مسیحی زمانے میں خدا نے اپنے آپ کو مسیح کی ذات میں ظاہر کِیا۔ جب مسیحی دَور ختم ہونے کو ہو گا تو مسیح زمین پر پھر آئے گا اور تمام چیزیں خواہ زمین کی ہوں یا آسمان کی اُس کے تابع کر دی جائیں گی۔

چوتھا باب

مِیراث

(اِفسیوں ۱:۱۱-۱۴)

افُسس کے رہنے والوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے شروع میں پولس رسول اُن برکات کا ذکر کرتا ہے جن سے مسیح کے پیروکار لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ وہ اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے پہلے باب کی آیت ۱۱ سے ۱۴ میں لکھتا ہے، ''اُسی میں ہم بھی اُس کے ارادہ کے موافق جو اپنی مرضی کی مصلحت سے سب کچھ کرتا ہے پیشتر سے مقرر ہو کر مِیراث بنے، تاکہ ہم جو پہلے سے مسیح کی امید میں تھے اُس کے جلال کی ستایش کا باعث ہوں۔ اور اُسی میں تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اُس پر ایمان لائے پاک موعودہ روح کی مہر لگی۔ وہی خدا کی ملکیت کی مخلصی کیلئے ہماری مِیراث کا بیعانہ ہے تاکہ اُس کے جلال کی ستایش ہو۔''

آیت ۹ میں پولس رسول خدا کی مرضی کے بھید کا ذکر کرتا ہے جو اُس نے مسیح کے پیروکاروں پر ظاہر کِیا۔ آیت ۱۱ میں پولس خدا کی مرضی کے ایک اَور پہلو کا ذکر کرتا ہے، اِس کی بُنیاد محض وہم و خیال پر مبنی نہیں بلکہ سب کچھ خدا کے ارادے اور مصلحت کی بِنا پر ہے۔ یہ ارادہ اور مصلحت کیا ہے؟ آیت ۵ میں پولس رسول کہتا ہے کہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو پیشتر سے مقرر کِیا کہ وہ

اُس کے لے پالک بیٹے ہوں۔ اور اَب وہ لکھتا ہے کہ پیشتر سے خدا کی میراث ہونے کیلئے مقرر ہوئے۔

کوئی خدا کی مِیراث کِس طرح بن سکتا ہے؟ مِیراث صرف اُس وقت دی جاتی ہے جب کوئی مَر جاتا ہے۔ لہٰذا اِس مِیراث کو حاصل کرنے کیلئے کسی کا مَرنا ضروری تھا۔ غور فرمایئے کہ پولس رسول کہتا ہے کہ یہ مسیح کے وسیلے سے پوری ہوئی۔ پاک کلام میں ایک اَور مقام پر لکھا ہے، ''...اُس نے اب اُس کے جسمانی بدن میں موت کے وسیلہ سے تمہارا بھی میل کر لیا جو پہلے خارج اور بُرے کاموں کے سبب سے دِل سے دُشمن تھے تاکہ وہ تم کو مقدس، بے عیب اور بے الزام بنا کر اپنے سامنے حاضر کرے۔'' (کلسیوں ١:٢١-٢٢)

مسیح اُن کو خدا کے سامنے حاضر کرتا ہے جن کو اُس نے اپنی موت کے وسیلہ سے مقدس بنایا، اور اِس طرح مسیح کے پیروکار خدا کی مِیراث بن جاتے ہیں۔

آیت ١٢ میں پولس رسول کہتا ہے، ''ہم جو پہلے سے مسیح کی اُمید میں تھے۔'' یہ یہودی لوگوں کی طرف اشارہ ہے کیونکہ یہ یہودی ہی تھے جنہوں نے سب سے پہلے مسیح کو خداوند کی حیثیت سے قبول کِیا۔ لیکن خدا کی نجات صرف یہودی لوگوں تک ہی محدود نہیں، آیت ١٣ میں پولس رسول اُن لوگوں کو بھی شامل کرتا ہے جو یہودی نہیں تھے، اِسی لئے وہ اُنہیں مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے، ''تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سُنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے اور اُس پر ایمان لائے پاک موعودہ رُوح کی مُہر لگی۔''

لیکن سوال یہ ہے کہ غیر یہودی لوگ کیسے خدا کی مِیراث میں شامل ہوئے؟ پولس رسول لکھتا ہے کہ ''جب تم نے کلامِ حق کو سُنا...'' پولس ''کلامِ حق'' کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ ''تمہاری نجات کی خوشخبری ہے۔'' اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ہم نجات پانا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ خوشخبری کو سُنیں۔ لیکن یہ خوشخبری کیا ہے؟ ایک اَور مقام پر پولس رسول خوشخبری کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے، ''...مسیح کتابِ مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مُؤا اور دفن ہوا اور تیسرے دِن کتابِ مقدس کے مطابق جی اُٹھا۔''(۱۔کرنتھیوں ۱۵:۳۔۴)

سُننے کا مطلب اِس سے کہیں زیادہ ہے کہ بس آواز کانوں تک پہنچے۔ اگر مسیح کی موت، دفن ہونے اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی حقیقت کو صرف کانوں سے سُن کر ہی کوئی نجات پا سکتا تو شائد بنی نوع اِنسان کی اکثریت نجات پا چُکی ہوتی۔ لیکن پاک صحائف میں ''سُننے'' کا مطلب یہ بھی ہے کہ جو سُنا جائے اُس پر عمل بھی کِیا جائے۔ مثال کے طور پر پاک کلام میں لکھا ہے، ''کیونکہ ہمیں بھی اُن ہی کی طرح خوشخبری سُنائی گئی لیکن سُنے ہوئے کلام نے اُن کو اِس لئے کچھ فائدہ نہ دیا کہ سُننے والوں کے دِلوں میں ایمان کے ساتھ نہ بیٹھا۔'' (عبرانیوں ۴:۲)

کلامِ حق صرف اُسی صورت میں نجات پیدا کر سکتا ہے جب سُنا ہوا کلام دِل میں ایمان کے ساتھ بیٹھ جائے۔ پولس رسول واضح طور پر کہتا ہے کہ وہ جنہیں یہ خط لکھ رہا ہے اُنہوں نے کلامِ حق کو نہ صرف سُنا بلکہ اُس پر دِل سے

ایمان بھی لائے۔ اِسی لئے ''کلامِ حق'' جو اُنہوں نے سُنا فائدہ مند ثابت ہوا اور اُن کے لئے ''نجات کی خوشخبری'' لے کر آیا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کوئی کیسے جان سکتا ہے کہ وہ نجات پا چُکا ہے؟ اِس کا جواب یہ ہے کہ خدا اپنے وعدے کے مطابق مسیح کے پیروکاروں کو رُوح القُدس بخشتا ہے۔ رُوح القُدس کا تحفہ خدا کے اُس وعدے کی تکمیل ہے جو اُس نے ابرہام سے کِیا کہ دُنیا کے سب لوگ اُس کے وسیلے سے برکت پائیں گے۔ (پیدائش ۱۲:۱۔۳)

پاک کلام میں لکھا ہے، ''تا کہ مسیح یسوع میں ابرہام کی برکت غیر قوموں تک بھی پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلہ سے اُس رُوح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے۔''(گلتیوں ۳:۱۴)

خدا نے اپنی رُوح کا وعدہ یوایل نبی کے ذریعہ پھر کِیا، ''... مَیں ہر فردِ بشر پر اپنی رُوح نازل کروں گا......اور جو کوئی خداوند کا نام لے گا نجات پائے گا...'' (یوایل ۲:۲۸، ۳۲)

خدا نے اپنا یہ وعدہ پطرس رسول کے ذریعہ ایک بار پھر پکا کرتے ہوئے کہا، ''یہ وعدہ تم اور تمہاری اولاد اور اُن سب دُور کے لوگوں سے بھی ہے جن کو خداوند ہمارا خدا اپنے پاس بلائے گا۔'' (اعمال ۲:۳۹)

پولس رسول رُوح کے دو مقصد اور کام واضح کرتا ہے۔ پہلا یہ کہ رُوح دُنیا کے سامنے گواہی دیتی ہے کہ مسیح کا پیروکار خدا کی ملکیت ہے۔ پولس کہتا ہے کہ اُن پر خدا کی ''مہر لگی'' ہے۔ جس طرح ایک مالک اپنی کسی چیز پر اپنا نشان

لگا دیتا ہے تاکہ سب لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ اُس کی ملکیت ہے، خدا اپنی مُہر مسیحیوں پر لگا دیتا ہے۔ ہر مسیحی پر اپنے مالک کا نشان لگا ہوا ہے۔ خدا کی رُوح ایک مسیحی کے اندر تبدیلی کا کام اُس وقت تک جاری رکھتی ہے جب تک وہ مسیح کی مانند نہیں بن جاتا۔ رُوح کی مُہر کب لگتی ہے؟ پاک کلام میں لکھا ہے کہ ایسا اُس وقت ممکن ہوتا ہے جب کوئی شخص مسیح میں بپتسمہ لیتا ہے۔ پولس رسول مثال پیش کرتے ہوئے کہتا ہے، ''کیونکہ ہم سب نے خواہ یہودی ہوں خواہ یونانی، خواہ غلام خواہ آزاد۔ ایک ہی رُوح کے وسیلہ سے ایک بدن ہونے کیلئے بپتسمہ لیا اور ہم سب کو ایک ہی رُوح پلایا گیا۔'' (۱-کرنتھیوں ۱۲:۱۳)

پولس کہتا ہے کہ رُوح کا دوسرا مقصد اور کام یہ ہے کہ وہ خدا کے لوگوں کے لئے پیشتر سے مقرر میراث یعنی نجات کے لئے بیعانہ کے طور پر کام کرتی ہے۔ آیت ۱۱ میں واضح کِیا گیا ہے کہ مسیحی خدا کی میراث ہیں۔ ایک مسیحی کو میراث میں مخلصی و نجات ملتی ہے، اور خدا کو میراث میں مسیحی ملتا ہے۔ ایک لحاظ سے جیسا کہ پولس رسول آیت ۷ میں بتاتا ہے کہ مخلصی و نجات ایک ٹھوس حقیقت ہے کیونکہ مسیح نے اِس کی قیمت پہلے سے ادا کر دی ہے۔ لیکن دوسری طرف مخلصی و نجات اُس وقت تک مکمل نہیں ہو گی جب تک مسیح کے پیروکاروں کو آسمان پر انعام نہیں مل جائے گا۔ خدا کی رُوح ایک گارنٹی ہے کہ انعام ضرور ملے گا۔ خدا کی رُوح کے یہ دو مقصد اور کام دوسرے کرنتھیوں کے باب ایک کی ۲۱ سے ۲۲ آیت میں پھر دہرائے گئے ہیں، لکھا ہے،''اور جو ہم کو

تمہارے ساتھ مسیح میں قائم کرتا ہے اور جس نے ہم کو مسح کِیا وہ خدا ہے، جس نے ہم پر مہر بھی کی اور بیعانہ میں رُوح کو ہمارے دِلوں میں دیا۔"

جب مسیح کے پیروکار کو یہ احساس ہوتا ہے کہ خدا نے اُس کے لئے کیا کِیا ہے تو اُس کا سَر خدا کی حمد و ثنا میں جُھک جاتا ہے۔ اِن برکات کا ذکر کرتے ہوئے پولس رسول نے تین بار خدا کی تعریف و تمجید کی ہے، آیت ۶ میں وہ کہتا ہے، "اُس فضل کے جلال کی ستایش ہو..." آیت ۱۲ میں وہ کہتا ہے، "اُس کے جلال کی ستایش کا باعث ہوں۔" اور آیت ۱۴ میں وہ کہتا ہے، "اُس کے جلال کی ستایش ہو۔" اگر ہماری زندگی سے خدا کی حمد و ستایش نہیں ہوتی یا ہم دوسروں کیلئے خدا کی حمد و تمجید کا باعث نہیں بنتے تو پھر ہمیں اپنے آپ سے سوال پوچھنا ہے، "کیا مَیں مسیح میں ہوں؟"

پانچواں باب

اِفسیوں کے لئے پولس رسول کی شکرگزاری اور دُعا

(اِفسیوں ۱:۱۵-۱۹)

افسیُوں کے نام اپنا الہامی خط پولس رسول یہودی یعنی خدا کے چُنے ہوئے لوگوں کے نکتہء نظر سے لکھ رہا ہے۔ مگر وہ غیر یہودیوں کو بھی یہ خط لکھ کر سمجھانا چاہتا ہے کہ خدا نے اُن کیلئے مسیح کے وسیلے سے کتنا اعلیٰ اور عظیم کام کِیا ہے۔ اِس نکتہء نگاہ سے جب پولس رسول خدا کے مخلصی و نجات کے عظیم منصوبے کے بارے میں سوچتا ہے کہ غیر یہودی بھی اِس میں شامل ہیں تو وہ عجیب خوشی سے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اُن لوگوں کیلئے دُعا میں سر جُھکا دیتا ہے جنہیں یہ خط لکھ رہا ہے۔ پہلے باب کی ۱۵ سے ۱۹ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''اِس سبب سے مَیں بھی اُس ایمان کا جو تمہارے درمیان خداوند یسوع پر ہے اور سب مقدسوں پر ظاہر ہے حال سُن کر تمہاری بابت شکر کرنے سے باز نہیں آتا اور اپنی دُعاؤں میں تمہیں یاد کِیا کرتا ہوں کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کا خدا جو جلال کا باپ ہے تمہیں اپنی پہچان میں حکمت اور مُکاشفہ کی رُوح بخشے، اور تمہارے دِل کی آنکھیں روشن ہو جائیں تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اُسکے بُلانے سے کیسی کچھ اُمید ہے اور اُس کی میراث کے جلال کی دولت مقدسوں میں کیسی

کچھ ہے، اور ہم ایمان لانے والوں کیلیئے اُس کی بڑی قدرت کیا ہی بے حد ہے..."

اِس سے پہلے کہ ہم پولس رسول کی دُعا پر ذرا تفصیل سے روشنی ڈالیں یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم ایک بات کی وضاحت کر دیں۔ آیت ۱۵ میں ہمارا اُردو ترجمہ کہتا ہے، "...اُس ایمان کا جو تمہارے درمیان خداوند یسوع پر ہے اور سب مقدسوں پر ظاہر ہے حال سُن کر..."

الفاظ "پر ظاہر ہے" اصلی اور ابتدائی یونانی متن میں نہیں ہیں۔ اِس آیت کے کتابی متن کے بارے میں دو روایات ہیں۔ جس روایت کی ہمارا اُردو ترجمہ پیروی کرتا ہے اُس کے معنی اُس وقت تک واضح نہیں ہو سکتے جب تک ترجمے میں الفاظ کا اضافہ نہ کِیا جائے۔ شائد معنی زیادہ بہتر طور پر واضح ہوتے اگر یوں کہتے، "اُس ایمان کا جو تمہارے درمیان خداوند یسوع پر ہے اور سب مقدسوں سے تمہاری ایمانداری سُن کر..."

دوسری روایت کے معنی کچھ اِسطرح سے ہو سکتے ہیں، "اُس ایمان کا جو تمہارے درمیان خداوند یسوع پر ہے اور اُس محبت کا جو سب مقدسوں سے ہے حال سُن کر..." اِس تفسیر کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم دوسری روایت کی پیروی کریں گے۔

پولس رسول اپنی دُعا کا شکر گزاری کرتے ہوئے آغاز کرتا ہے۔ جب ہم پاک صحائف کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ دُعا اور شکر گزاری میں ایک گہرا رشتہ ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے، "بِلاناغہ دُعا کرو، ہر ایک بات میں شکر

گزاری کرو کیونکہ مسیح یسوع میں تمہاری بابت خدا کی یہی مرضی ہے۔" (۱۔تھسلنیکیوں ۵:۱۷-۱۸)

شائد یہ کہنا مناسب ہو گا کہ یہ ایک وجہ ہے کہ بعض اوقات خدا ہماری دُعا کا جواب نہیں دیتا کیونکہ اُس میں شکر گزاری شامل نہیں ہوتی۔ بِلاناغہ دُعا کرنے کے حُکم کی روشنی میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ پولس رسول لکھتا ہے کہ وہ "شکر کرنے سے باز نہیں آتا۔" اور دُعا نہ سُنے جانے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم بڑی آسانی سے ہمت ہار جاتے ہیں۔

پولس رسول جن لوگوں کو یہ خط لکھ رہا ہے، اُن کا دو باتوں میں شکر ادا کرتا ہے، مسیح پر اُن کا ایمان اور سب مقدسوں کیلئے اُن کی محبت۔ وہ اُن کیلئے یہ دُعا بھی کرتا ہے کہ اُمید رکھیں۔ خدا کے ساتھ کسی کے رشتے کی خوبی اور پختگی کا اندازہ اِن تین خصُوصیات سے لگایا جا سکتا ہے، ایمان، اُمید اور محبت۔ پاک صحائف میں اِن تین خوبیوں کا ذکر بار بار آیا ہے۔ رُوحانی ترقی کو جانچنے کیلئے یہ تینوں بُنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثال کے طور پر کرنتھس کی کلیسیا کے نام مختلف رُوحانی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے پولس رسول لکھتا ہے، "غرض ایمان، اُمید، محبت یہ تینوں دائمی ہیں مگر افضل اِن میں محبت ہے۔" (۱۔کرنتھیوں ۱۳:۱۳)

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ افسیوں کے نام یہ خط لکھے جانے کے کئی سال بعد افسس کی کلیسیا کو تنبیہ کی گئی کیونکہ اُنہوں نے خالص ایمان کو قائم رکھنے کے جوش میں محبت کا دامن چھوڑ دیا۔ پاک صحائف میں اِس کلیسیا کے نام مسیح کے الفاظ یوں قلمبند ہیں۔ "مَیں تیرے کام اور تیری مشقت اور تیرا صبر تو

جانتا ہوں اور یہ بھی کہ تُو بدوں کو دیکھ نہیں سکتا اور جو اپنے آپ کو رسول کہتے ہیں اور ہیں نہیں تُو نے اُن کو آزما کر جھوٹا پایا... مگر مجھ کو تجھ سے یہ شکایت ہے کہ تُو نے اپنی پہلی سی محبت چھوڑ دی، پس خیال کر کہ تُو کہاں سے گرا ہے اور توبہ کر کے پہلے کی طرح کام کر..." (مکاشفہ ۲:۲، ۴-۵)

پولس رسول افسس کے رہنے والوں کے حق میں بلاناغہ دُعا کرتے ہوئے خدا سے دو باتوں کی التجا کرتا ہے۔ پہلی یہ کہ وہ اُنہیں "حکمت و مکاشفہ کی رُوح بخشے۔" ممکن ہے کہ پولس یہاں رُوح کی اُن خاص نعمتوں کی بات کر رہا ہے جو نئے عہد نامے کے پاک صحائف مکمل ہونے سے پہلے رسول کے ہاتھ رکھنے پر چُنے ہوئے مسیحیوں کو دی گئیں۔ پہلا کرنتھیوں ۱۲ باب اُس کی ۷ سے ۱۱ آیت میں دی گئی رُوحانی نعمتوں کی فہرست میں حکمت اور نبوت دونوں کا ذکر ہے۔ لیکن لگتا ہے کہ پولس یہاں رُوحانی نعمتوں کیلئے دُعا نہیں کر رہا بلکہ خدا کی رُوح کے اُس کام کی بات کر رہا ہے جو مسیح کے ہر پیروکار کی زندگی میں ہونا چاہیے۔ اُس نے آیت ۱۴ میں پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ رُوح مخلصی کیلئے ہماری مِیراث کا بیعانہ ہے۔ یہاں رُوح کا کام حکمت اور خدا کی مرضی کا علم بخشنا ہے۔ یقیناً پولس رسول کی دُعا کا مقصد یہ ہے کہ وہ خدا کو بہتر طور پر پہچان سکیں۔ پاک صحائف میں ایک اَور مقام پر رُوح کے اِس کام کی یوں وضاحت کی گئی ہے، "رُوح سب باتیں بلکہ خدا کی تہ کی باتیں بھی دریافت کر لیتا ہے کیونکہ انسانوں میں کون کسی انسان کی باتیں جانتا ہے سِوا انسان کی اپنی رُوح کے جو اُس میں ہے؟ اِسی طرح خدا کے رُوح کے سِوا کوئی خدا کی باتیں نہیں

جانتا۔ مگر ہم نے نہ دُنیا کی رُوح بلکہ وہ رُوح پایا جو خدا کی طرف سے ہے تاکہ اُن باتوں کو جانیں جو خدا نے ہمیں عنایت کی ہیں۔" (۱۔کرنتھیوں ۲:۱۰۔۱۲)

دوسری بات جس کے لئے پولس رسول دُعا کرتا ہے کہ "تمہارے دِل کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔" تین وجوہات کی جن کی بِنا پر پولس چاہتا ہے کہ اُن کی آنکھیں روشن ہو جائیں۔ پہلی کہ وہ اُمید کو جان سکیں، دوسری کہ وہ خدا کی مِیراث کے جلال کی دولت کو جان سکیں اور تیسری وجہ کہ وہ خدا کی قدرت و قوت کی پہچان حاصل کر سکیں۔ مسیح کے بغیر ہر اِنسان نا اُمیدی کی دُنیا میں رہتا ہے، جیسا کہ پولس رسول اپنے الہامی خط کے اگلے حصے میں کہتا ہے کہ وہ اپنے گناہوں میں "مَر" چُکے ہیں، مگر جب وہ خدا کی پکار پر کان دھرتے ہیں تو پھر وہ اُمید میں زندگی گزارتے ہیں کیونکہ وہ اُس مِیراث پر نظریں جمائے ہوتے ہیں جو خدا اُنہیں دینے والا ہے۔

لیکن محض مسیح کا پیروکار ہی نہیں جو مِیراث پاتا ہے، اِنتظامِ الٰہی میں مسیح کا پیروکار بذاتِ خود خدا کی میراث ہے۔ خدا کی نظر میں ایک مسیحی کی بہت زیادہ قدر و قیمت ہے۔ پولس جن لوگوں کو یہ خط لکھ رہا ہے اُنہیں اُن کی قدر و قیمت کی پہچان کروانا چاہتا ہے۔

خدا کی رُوح مسیح کے پیروکار کو نہ صرف اُمید، اور خدا کی نظر میں قدر و قیمت بخشتی ہے بلکہ قدرت و قوت بھی دیتی ہے۔ اگرچہ پولس رسول اُن لوگوں کو یہ خط لکھ رہا ہے جو مسیح کو پہلے سے قبول کر چُکے ہیں، وہ اُن پر زور دیتے

ہوئے کہتا ہے کہ یہ قدرت و قوت اُن کیلئے ہے جو ایمان رکھتے ہیں۔ پولس جس قوت و طاقت کا ذکر کر رہا ہے وہ سیاسی اور فوجی نہیں بلکہ اُس کے سہارے وہ راستباز اور پاک زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

چھٹا باب

مسیح کی سربلندی

(اِفسیوں ۱۹:۱-۲۳)

افسیوں کے نام اپنے اِلہامی خط میں پولس رسول ایمان لانے والوں کیلئے دُعا کرتا ہے کہ وہ خدا کی قدرت و قوت کو جانیں۔ پہلے باب کی آیت ۱۹ سے ۲۳ میں وہ اپنا کلام جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے، ''اُس کی بڑی قوت کی تاثیر کے موافق جو اُس نے مسیح میں کی جب اُسے مُردوں میں سے جلا کر اپنی دہنی طرف آسمانی مقاموں پر بٹھایا، اور ہر طرح کی حکومت اور اِختیار اور قدرت اور ریاست اور ہر ایک نام سے بہت بلند کِیا جو نہ صرف اِس جہان میں بلکہ آنے والے جہان میں بھی لِیا جائے گا۔ اور سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا اور اُس کو سب چیزوں کا سردار بنا کر کلیسیا کو دے دیا۔ یہ اُس کا بدن ہے اور اُسی کی معموری جو ہر طرح سے سب کا معمُور کرنے والا ہے۔''

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم زندگی میں آنے والی تکلیفوں اور مشکلوں کو دیکھکر پریشان ہو جاتے ہیں۔ لیکن پولس رسول، مسیح کے پیروکاروں کو یقین دِلاتا ہے کہ وہی قدرت و قوت جس نے مسیح کو مُردوں میں سے زندہ کِیا ہماری تکلیفوں اور مشکلوں میں بھی مددگار ثابت ہو گی۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ کوئی اُس وقت تک زندہ نہیں کِیا جا سکتا جب تک کہ پہلے مَر نہ جائے۔ مسیحیت کا یہ ایک اہم

ترین اُصول ہے۔ خدا اپنی قوت ہمارے واسطے اُس وقت تک اِستعمال نہیں کرے گا جب تک ہم اپنی مرضی ترک کر کے اپنی خودی کا اِنکار نہ کریں۔ مسیح نے فرمایا، ''مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک گیہوں کا دانہ زمین میں گِر کر مَر نہیں جاتا اکیلا رہتا ہے، لیکن جب مَر جاتا ہے تو بہت سا پھل لاتا ہے۔ جو اپنی جان کو عزیز رکھتا ہے وہ اُسے کھو دیتا ہے اور جو دُنیا میں اپنی جان سے عداوت رکھتا ہے وہ اُسے ہمیشہ کی زندگی کیلئے محفوظ رکھیگا۔'' (یوحنا ۱۲: ۲۴۔۲۵)

اگر ہم مسیح کے مُردوں میں جی اُٹھنے کی قدرت و قوت کا تجربہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ ہم گیہوں کے دانے کی طرح پہلے مَر جائیں۔ ایک اَور مقام پر پاک صحائف میں لکھا ہے، ''... کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جِتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہوئے تاکہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مُردوں میں سے جلایا گیا اُسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔'' (رومیوں ۶: ۳۔۵)

پولس رسول چاہتا ہے کہ اُس کے پڑھنے والے اِس نئی زندگی کو گزارنے کی قدرت کا تجربہ حاصل کریں۔ دو باب میں وہ اِس بارے میں مزید وضاحت کرے گا۔

خدا نے مسیح یسوع کو نہ صرف مُردوں میں سے زندہ کِیا بلکہ اُسے جلال و سرفرازی بھی بخشی۔ جب پولس کہتا ہے کہ خدا نے مسیح کو اپنی دہنی طرف آسمانی مقاموں پر بِٹھایا، تو وہ زبور ۱۱۰ کی طرف اشارہ کر رہا ہے، جہاں خدا داؤد نبی

کے ذریعہ کلام کرتے ہوئے فرماتا ہے، ''یہوواہ نے میرے خداوند سے کہا تُو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ مَیں تیرے دُشمنوں کو تیرے پاؤں کی چوکی نہ کر دُوں۔'' (زبور ۱:۱۱۰)

جس تمثیلی زبان میں کہا گیا ہے کہ ''میرے دہنے ہاتھ بیٹھ'' اُس کا مطلب ہے کہ پاس بِٹھانے والے کی طرف سے بیٹھنے والا طاقت و اختیار کا پورا پورا مظاہرہ کرے۔ اِس کے علاوہ یہ ایک بہت ہی عزت اور اعلیٰ و افضل مقام ہے۔ لہٰذا جب ہم کہتے ہیں کہ مسیح، خدا کے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے تو اِس سے ہمارا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا نے اُسے عزت و سرفرازی بخشی ہے اور وہ خدا کے واسطے طاقت و اختیار کا مظاہرہ کرتا ہے۔

مسیح یسوع کی سرفرازی اور سربلندی کی جگہ ''آسمانی مقاموں'' پر ہے۔ مسیح کو نہ صرف زمین کے رہنے والوں پر بلکہ فرشتوں اور ہر طرح کی آسمانی چیزوں پر طاقت و اختیار دیا گیا ہے۔ اُس کا اختیار ہر کسی پر ہے۔

مسیح یسوع کو کتنی عزت و طاقت بخشی گئی؟ پولس رُسول لکھتا ہے، خدا نے اُسے ''ہر طرح کی حکومت اور اختیار اور قدرت اور ریاست اور ہر ایک نام سے بہت بلند کِیا۔'' (۲۱:۱) ایک اَور مقام پر اِس کی یوں وضاحت کی گئی ہے، ''کیونکہ جب تک وہ سب دُشمنوں کو اپنے پاؤں تلے نہ لے آئے اُسکو بادشاہی کرنا ضرور ہے۔سب سے پچھلا دُشمن جو نیست کِیا جائے گا وہ موت ہے۔ کیونکہ خدا نے سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا ہے مگر جب وہ فرماتا ہے کہ سب کچھ اُس کے تابع کر دیا گیا تو ظاہر ہے کہ جس نے سب کچھ اُس کے تابع کر

دیا وہ الگ رہا، اور جب سب کچھ اُس کے تابع ہو جائے گا تو بیٹا خود اُس کے تابع ہو جائے گا جس نے سب چیزیں اُس کے تابع کر دیں تاکہ سب میں خدا ہی سب کچھ ہو۔" (۱۔کرنتھیوں ۱۵:۲۵۔۲۸)

مسیح یسوع کو نہ صرف اعلیٰ ترین طاقت و اختیار دیا گیا بلکہ اِس حد تک سرفراز کِیا گیا کہ "ہر ایک نام سے بہت بلند کِیا۔" جیسا کہ پوُلس رسول ایک مقام پر وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ مسیح کو یہ سربلندی اور سرفرازی اِس لئے بخشی گئی کیونکہ اُس نے اپنے آپ کو اپنی مرضی سے حلیم و فروتن بنایا۔ "ویسا ہی مزاج رکھو جیسا مسیح یسوع کا بھی تھا۔ اُس نے اگرچہ خدا کی صورت پر تھا، خدا کے برابر ہونے کو قبضہ میں رکھنے کی چیز نہ سمجھا بلکہ اپنے آپ کو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور اِنسانوں کے مشابہ ہو گیا، اور اِنسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی۔ اِسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کِیا اور وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا ٹِکے، خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا، خواہ اُن کا جو زمین کے نیچے ہیں، اور خدا باپ کے جلال کیلئے ہر ایک زبان اِقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے۔" (فلپیوں ۲:۵۔۱۱)

اِس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ جیسا نام اور مرتبہ مسیح کو دیا گیا ہے اگر کوئی اَور فلسفہ یا مذہب کسی بھی شخص کو اِس سے زیادہ اعلیٰ و افضل نام دیتا ہے

تو وہ سچائی کی پیروی نہیں کر رہا۔ یقیناً یہ مسیح کے اعلیٰ ترین نام کو دبانے اور اُس کے اختیار کو ناحق ضبط کرنے کی کوشش ہے جو خدا نے اُسے بخشا ہے۔

شائد کوئی یہ سوال کرے کہ ہاں، ایک وقت تھا کہ یہ بات دُرست تھی مگر خدا نے اِس کو منسُوخ کر کے نیا مکاشفہ دے دیا ہے۔ پولس رسول مسیح یسوع کے نام کی سربلندی اور سرفرازی کے بارے میں لکھتا ہے کہ ''نہ صرف اِس جہان میں بلکہ آنے والے جہان میں بھی لیا جائے گا۔'' اِس آیت میں ہمارا اردُو ترجمہ لفظ ''جہان'' اِستعمال کرتا ہے، لیکن وہ لفظ جس سے یہ ترجمہ کِیا گیا درحقیقت وقت کو ظاہر کرتا ہے، بہتر ہوتا ہے کہ یہاں ''جہان'' کی بجائے لفظ ''زمانہ'' اِستعمال ہوتا، لہذا اِس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح کا نام نہ صرف اِس زمانے میں بلکہ آنے والے زمانے میں بھی ہر ایک نام سے زیادہ سربلند ہے۔

پولس رسول، مسیح کے اختیار کے بارے میں ایک بار پھر زور دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ، خدا نے ''سب کچھ اُس کے پاؤں تلے کر دیا...'' (افسیوں ۲۲:۱) یہ بیان زبور ۸ سے لیا گیا ہے جہاں لکھا ہے، ''تُو نے اُسے اپنی دستکاری پر تسلط بخشا ہے، تُو نے سب کچھ اُس کے قدموں کے نیچے کر دیا ہے۔'' (زبور ۶:۸)

مسیح یسوع کے اعلیٰ ترین اختیار کی عظمت کو ثابت کرنے کے بعد پولس رسول اَب اُس کی فضلیت و برتری کے ایک پہلو پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے۔ مسیح کو ''سب چیزوں کا سردار بنا کر کلیسیا کو دے دیا۔'' (۲۲:۱) یہاں پولس رسول کسی خاص کلیسیا یا جماعت کی طرف اشارہ نہیں کر رہا بلکہ مسیح کے سب

پیروکاروں کی بات کر رہا ہے۔ کلیسیا تشبیہاً مسیح کا بدن اور مسیح اُس کا سر ہے۔ یہ تصور اِس خط میں ذرا اَور وضاحت سے پھر دہرایا جائے گا۔

پولس رسول کے اگلے بیان کو سمجھنا ذرا مشکل ہے، جب وہ کہتا ہے کہ کلیسیا مسیح کی معموری ہے۔ شائد اِس کی مزید وضاحت یوں کر سکتے ہیں، جس طرح کلیسیا مسیح کے بغیر کچھ نہیں، اُسی طرح مسیح کا مکمل جلال صرف کلیسیا ہی میں ظاہر ہو سکتا ہے۔

ساتواں باب

گُناہ میں مُردہ، مسیح میں زِندہ

(اِفسیوں ۲:۱-۵)

پولس رسول افسیوں کے نام لکھے گئے اپنے الہامی خط کے پہلے باب کا اختتام مسیح یسوع کی قدرت و اختیار اور عظمت و سرفرازی کے ذکر سے کرتا ہے۔ خدا نے ہر ایک چیز اور ہر ایک کو اُس کے تابع کر دیا ہے۔ لیکن جب مسیح ہر کسی پر فضیلت اور طاقت دے کر بلند و سرفراز کر دیا گیا، تو اُن لوگوں کا مقام کیا ہے جن کے نام پولس رسول یہ خط لکھ رہا ہے؟ دو باب کی ایک سے تین آیت میں وہ کہتا ہے، ''اور اُس نے تمہیں بھی زندہ کِیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے۔ جن میں تم پیشتر دُنیا کی روِش پر چلتے تھے اور ہوا کی عَملداری کے حاکم یعنی اُس رُوح کی پیروی کرتے تھے جو اَب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔ اِن میں ہم بھی سب کے سب پہلے اپنے جسم کی خواہشوں میں زندگی گزارتے اور جسم اور عقل کے ارادے پورے کرتے تھے اور دوسروں کی مانند طبعی طور پر غضب کے فرزند تھے۔''

پولس رسول جن غیر یہودیوں کو یہ خط لکھ رہا ہے، اُن کی پچھلی حالت یہ تھی کہ وہ مُردہ تھے۔ اُس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ جسمانی طور پر مر چُکے تھے بلکہ اگلی ہی آیت میں واضح کِیا گیا ہے کہ وہ دُنیا کی روِش کی پیروی کرتے

تھے۔ پولس جس موت کا یہاں ذکر کر رہا ہے وہ رُوحانی موت ہے۔ اِس موت کا سبب کیا ہے؟ پولس کہتا ہے کہ یہ موت اُن کے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے واقع ہوئی۔ پاک کلام میں ایک اَور مقام پر اِس بارے میں لکھا ہے، ''... گناہ کی مزدوری موت ہے...'' (رومیوں ۶:۲۳)

پولس رسول گناہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے، ''دُنیا کی روِش پر چلنا گناہ ہے۔ یوحنا رسول اِس کو زیادہ تفصیل سے واضح کرتے ہوئے لکھتا ہے، ''نہ دُنیا سے محبت رکھو نہ اُن چیزوں سے جو دُنیا میں ہیں، جو کوئی دُنیا سے محبت رکھتا ہے اُس میں باپ کی محبت نہیں۔ کیونکہ جو کچھ دُنیا میں ہے یعنی جسم کی خواہش اور آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی وہ باپ کی طرف سے نہیں بلکہ دُنیا کی طرف سے ہے۔ دُنیا اور اُس کی خواہش دونوں مٹتی جاتی ہیں لیکن جو خدا کی مرضی پر چلتا ہے وہ ابد تک قائم رہے گا۔'' (۱۔یوحنا ۲:۱۵۔۱۷)

یہ لوگ روُحانی طور پر اِس لئے مَر گئے کیونکہ وہ خدا کی پیروی کرنے کی بجائے جسم کی خواہش، آنکھوں کی خواہش اور زندگی کی شیخی کے پیچھے بھاگنے لگے۔

لیکن اُن کی ہلاکت کی صرف یہی ایک وجہ نہیں ہے۔ وہ خدا کی طرف سے منہ موڑ کر کسی اَور کی پیروی کرنے لگے۔ پولس رسول اُس ہستی کو'' ہَوا کی عملداری کے حاکِم'' کہتا ہے۔'' اِس جملے کا مطلب کچھ زیادہ صاف نہیں، لیکن ہَوا کی خصُوصیات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہم ایک اچھی قیاس آرائی کر سکتے ہیں۔ ہَوا اِنسان کے زندہ رہنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اِنسان دُنیا میں بہت

ساری چیزوں کے بغیر رہ سکتا ہے لیکن ہَوا کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ شائد یہاں پولُس رسول کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اِنسان جہاں کہیں بھی کیوں نہ رہے وہاں یہ ہستی بھی موجود ہو گی۔ اِس زندگی میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں اِنسان اِس کے اثر سے بچ کر نکل سکتا ہے۔ ہَوا کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اُسے کافی حد تک دیکھا نہیں جا سکتا۔ ہم صرف اُس کے اثرات محسوس کر کے اُس کو پہچان جاتے ہیں۔ اِسی طرح ہم براہٗ راست اِس ہستی کو پہچان نہیں سکتے۔ اِس کی پہچان صرف اُس کے ہم پر اور دوسروں پر اثر کو دیکھکر ہی ہو سکتی ہے۔ پولُس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ ''ہَوا کی عملداری کے حاکم'' ایک ایسی رُوح ہے جو نافرمانی کرنے والوں میں کام کرتی ہے۔ ہم جہاں کہیں بھی خدا اور اُس کے منصوبے سے نافرمانی دیکھتے ہیں تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ نافرمانی کی رُوح اپنا اثر دِکھا رہی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پولُس ''ہَوا'' کے لفظ کا اِستعمال نافرمانی کے رویے کو ایک ہی معنی میں واضح کرنے کیلئے کر رہا ہے۔ خیر مطلب جو بھی کیوں نہ ہو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حاکم وہی ہستی ہے جس کو یوحنا رسول ''دُنیا کا سردار'' یعنی شیطان کا نام دیتا ہے۔ (یوحنا ۱۲:۳۱، ۱۴:۳۰، ۱۶:۱۱)

صرف غیریہودی لوگ ہی اپنے قصوروں اور گناہوں میں مُردہ نہیں تھے، آیت تین میں پولُس رسول اپنے آپ کو اور یہودی لوگوں کو بھی اِس ہلاکت میں شامل کرتے ہوئے کہتا ہے ''ہم بھی سب کے سب''۔ کسی کی نجات کیلئے نسلی میراث ہی کافی نہیں۔ وہ لوگ جو دُنیا کی روِش پر چلتے ہیں خواہ وہ کسی بھی نسل سے کیوں نہ ہوں رُوحانی طور پر مُردہ ہیں۔

اِس کے علاوہ یہودی اور غیر یہودی میں ایک اَور بات میں مشابہت پائی جاتی ہے۔ پولس رسول اِس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ، ''...طبعی طور پر غضب کے فرزند تھے۔'' (۳ آیت)

''طبعی طور پر'' اِس جملے کی وضاحت کی ضرورت ہے۔ دُنیا میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ بنی نوع اِنسان کی پیدائش بُری فطرت کے ساتھ ہوئی۔ لیکن پاک کلام کی روشنی میں اِس تصور میں قطعی سچائی نہیں، لکھا ہے، ''خدا نے سب پر جو اُس نے بنایا تھا نظر کی اور دیکھا کہ بہت اچھا ہے...'' (پیدائش ۱:۳۱) تو صاف ظاہر ہے کہ جب خدا نے بنی نوع اِنسان کو ''بہت اچھا'' قرار دیا تو اِس میں گناہ آلودہ فطرت کہاں سے آ گئی۔

دوسری طرف کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو یقین رکھتے ہیں کہ جب بنی نوع اِنسان کو تخلیق کِیا گیا تو سب کچھ اچھا تھا مگر آدم کے گناہ سے ہمیں یہ کمزوری ورثہ میں ملی ہے۔ ہاں، یہ دُرست ہے کہ آدم کے گناہ میں گرنے کا نتیجہ بنی نوع اِنسان کی جسمانی موت کی صورت میں نکلا، لیکن رُوحانی جرم ہمیں ورثے میں نہیں مِلا۔ پاک صحائف میں صاف طور پر لکھا ہے کہ ہر ایک آدمی اپنے فیصلوں اور اپنی حرکات کے رُوحانی نتائج کا ذاتی طور پر خود ذمہ دار ہو گا۔ پاک کلام میں لکھا ہے، ''جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔'' (حزقی ایل ۱۸:۴، ۲۰)

اگر اِنسان بُری فطرت کے ساتھ تخلیق نہیں ہوا اور اُس کو ورثے میں موروثی گناہ بھی نہیں ملا، تو پھر پولس رسول کا اِس سے کیا مطلب ہے؟ اُس کا

مطلب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ اِنسان کی طبیعت میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جو ہمیں ''غضب کا فرزند'' بنا دیتی ہے۔ اِس تبدیلی کا ایجنٹ کون ہے؟ یہ تبدیلی ہمارے اپنے ہی گناہ سے پیدا ہوتی ہے۔ پہلی آیت میں پولس رسول نے کہا، کہ غیریہودی لوگ اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے رُوحانی طور پر مَر گئے، اور آیت تین میں وہ یہودی لوگوں کو بھی اِس جرم میں شامل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ جسم کی خواہشوں میں زندگی گزارتے تھے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ جب ہم گناہ کرتے ہیں تو اِس سے ہماری طبیعت میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ جو ہمیں اُس سے جس کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ ''بہت اچھا'' ہے، اُس میں بدل دیتی ہے جو طبعی طور پر خدا کے غضب کے تحت ہے۔ پولس رسول اِس تصور کو ''غضب کے فرزند'' کہہ کر واضح کرتا ہے یعنی ایک ایسا اندازِ بیان جس کا مطلب ہے کہ وہ جو خدا کے غضب کے لائق ہے۔ لوگوں کو خدا کی ناخوشی اور سزا کا سامنا محض کسی اَور کے قصور یا آدم کی نسل سے ہونے کی وجہ سے نہیں کرنا پڑتا، بلکہ اِس لئے اُن پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے کہ وہ اپنے فعل و عمل کی وجہ سے اِسی لائق ہیں۔ جب ہم گناہ کرتے ہیں تو ہم رُوحانی طور پر مَر جاتے ہیں اور اپنے آپ کو خدا کی عدل و اِنصاف سے بھرپور عدالت کے سامنے کھڑا کر دیتے ہیں۔

جیسا کہ پولس رسول کہتا ہے کہ یہودی اور غیریہودی دونوں طبعی طور پر بُرائی میں پھنسے ہوئے ہیں اور خدا کے غضب کے تحت ہیں، تو اَب سوال یہ ہے کہ کیا اُن کے لئے کوئی اُمید نہیں؟ بالکل اُمید ہے۔ آیت چار اور پانچ میں

پولس رسول لکھتا ہے، ''مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی، جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کِیا۔ (تم کو فضل ہی سے نجات ملی ہے)''

اِن آیات میں پولس رسول نے جو کچھ بھی لکھا ہے اُس کے بارے میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے، لیکن خاص بات جو غور کرنے کے قابل ہے یہ ہے کہ زندگی خودبخود وجود میں نہیں آئی۔ ہم سب اپنے گناہوں کی وجہ سے رُوحانی طور پر مُردہ تھے۔ اگر آج ہم زندہ ہیں تو یہ خدا کے رحم کی دولت ہے جس کے سبب سے اُس نے ہم کو زندہ رکھا۔

آٹھواں باب

نجات کی بنیاد

(اِفسیوں ۲:۴-۱۰)

افسیوں کے نام اپنے اِلہامی خط کے دو باب کی پہلی تین آیات میں پولس رسول لکھتا ہے کہ ہم سب اپنے گناہوں کے سبب سے رُوحانی طور پر مُردہ تھے۔ ہمارے گناہوں نے ہمیں طبعی طور پر خدا کے غضب کے تحت کر دیا۔ لیکن خدا ہمیں مُردہ حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ آیت چار اور پانچ میں پولس رسول لکھتا ہے، ''مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی، جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کِیا۔ (تم کو فضل ہی سے نجات ملی ہے)''

اِن آیات میں کچھ باتیں ایسی ہیں جو غور طلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم گناہگار خدا کے غضب کے لائق ہیں لیکن اِس کے باوجود وہ ہمیں اِس سے بچانا چاہتا ہے۔ اگرچہ ہم نے اُس کے خلاف گناہ کِیا مگر وہ پھر بھی ہم سے پیار کرتا ہے۔ جیسا کہ اُس نے حزقی ایل نبی کی معرفت فرمایا، ''... شریر کے مرنے میں مجھے کچھ خوشی نہیں بلکہ اِس میں ہے کہ شریر اپنی راہ سے باز آئے اور زندہ رہے...'' (حزقی ایل ۳۳:۱۱)

دوسری بات یہ کہ وہ خدا ہے جس نے ہمیں زندہ کِیا، یہ سب ہم نے اپنی قابلیت سے حاصل نہیں کِیا۔

تیسری بات یہ کہ خدا نے ہمیں مسیح کے ساتھ زندہ کِیا ہے۔ گناہ کی قیمت ادا کرنا ہمیشہ سے ضروری ہے۔ مسیح معصوم و بے گناہ تھا، مگر اُس نے ہم مجرموں کا جرم و قصور اپنے سر لے لیا۔ خدا ہمیں اُس وقت تک نئی رُوحانی زندگی عطا نہیں کر سکتا جب تک ہم اُس قیمت کو قبول نہ کریں جو مسیح نے ہماری خاطر ادا کی۔ جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے، ''...جب ہم اُس کے ساتھ مَر گئے تو اُس کے ساتھ جیئینگے بھی...'' (۲-تیمُتھیُس ۲:۱۱)

چوتھی بات یہ کہ ہم خود سے خدا کی بخشی ہوئی زندگی کے لائق نہیں۔ یہ اُس کا رحم اور فضل ہے کہ اُس نے ہمیں زندہ کِیا۔

خدا نے مسیح کی پیروی کرنے والوں کو نئی رُوحانی زندگی کے ساتھ ساتھ اَور بہت کچھ دیا ہے۔ آیت ۶ اور ۷ میں پولس رسول لکھتا ہے، ''اور مسیح یسوع میں شامل کر کے اُس کے ساتھ جلایا اور آسمانی مقاموں پر اُسکے ساتھ بِٹھایا، تاکہ وہ اپنی اُس مہربانی سے جو مسیح یسوع میں ہم پر ہے آنے والے

زمانوں میں اپنے فضل کی بے نہایت دولت دِکھائے۔''

خدا گناہوں میں مُردہ اِنسان کی بحالی کیلئے نہ صرف نئی رُوحانی زندگی دیتا ہے بلکہ وہ اُنہیں وہی مقام اور سرفرازی بخشتا ہے جو اُس نے مسیح یسوع کو دیا۔ پہلے باب کی ۲۰ آیت میں پولس رسول نے لکھا ہے کہ خدا نے مسیح یسوع کو ''مُردوں میں سے جلا کر اپنی دہنی طرف آسمانی مقاموں پر بِٹھایا۔'' اور یہاں

وہ لکھتا ہے کہ جن کو خدا نے نئی زندگی بخشی اُن کو مسیح کے ساتھ آسمانی مقاموں پر بِٹھایا۔ پولس رسول کے لکھنے سے یوں لگتا ہے کہ جیسے یہ حقیقت پوری ہو چکی ہے۔ یہ دُنیا اکثر مسیح کے پیروکاروں کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا نے اُنہیں نہایت اعلیٰ و افضل مقام بخشا ہے۔

پولس رسول مستقبل کے بارے میں بھی ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ خدا، مسیح کے پیروکاروں کو ''آنے والے زمانوں میں'' اپنا فضل دِکھائے۔ یوحنا رسول بھی اِس فضل کے بارے میں کہتا ہے، ''عزیزو! ہم اِس وقت خدا کے فرزند ہیں اور ابھی تک یہ ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہوں گے، اِتنا جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہو گا تو ہم بھی اُس کی مانند ہوں گے کیونکہ اُس کو ویسا ہی دیکھیں گے جیسا وہ ہے۔'' (۱-یوحنا ۳:۲)

خدا نہ صرف مسیح کے پیروکاروں کو رُوحانی موت سے زندگی میں لاتا ہے بلکہ وہ اُنہیں بدل کر اپنے جیسا بنا دیتا ہے۔

آیت ۸ سے لے کر ۱۰ تک پولس رسول ہمیں بتاتا ہے کہ خدا کِس طرح مسیح کے پیروکاروں کو نجات دیتا ہے۔ ''کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے، اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے، اور نہ اعمال کے سبب سے ہے تاکہ کوئی فخر نہ کرے۔ کیونکہ ہم اُسی کی کاریگری ہیں اور مسیح یسوع میں اُن نیک اعمال کے واسطے مخلوق ہوئے جن کو خدا نے پہلے سے ہمارے کرنے کیلئے تیار کیا تھا۔''

پولس کہتا ہے کہ خدا ہمیں اپنے فضل کے وسیلے سے نجات بخشتا ہے۔ اِس سے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا ہمیں نجات دینے کیلئے پابند و مجبور نہیں ہے۔ نجات کے ہم مستحق نہیں ہیں، ہاں خدا ہمیں نجات دیتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے نہ کہ اُس پر لازم ہے۔ اگرچہ نجات کے کام کی ابتدا اور نجات دینے کا عمل خدا سے جاری ہوتا ہے، لیکن ہم میں سے ہر ایک پر بھی اِس کی کافی حد تک ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ پولس رسول لکھتا ہے کہ ہمیں ایمان کے وسیلہ سے نجات ملی ہے، لہذا بالکل واضح اور صاف ہے کہ صرف ایمان رکھنے والے ہی نجات پائیں گے۔ اگر مَیں ایمان رکھنے سے اِنکار کرتا ہوں تو مَیں نجات نہیں پا سکتا۔ یہاں تک کہ ایمان بھی خود بخود پیدا نہیں ہوتا، یہ خدا ہے جو ہمیں اِس قابل بناتا ہے کہ ہم ایمان رکھیں، جیسا پولس آیت ۸ میں لکھتا ہے، ''...یہ تمہاری طرف سے نہیں، خدا کی بخشش ہے...'' ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، ''...جو تم میں نیت اور عمل دونوں کو اپنے نیک ارادہ کو انجام دینے کیلئے پیدا کرتا ہے وہ خدا ہے۔'' (فلپیوں ۲:۱۳)

یہ وجہ ہے کہ پولس رسول نجات کو ایک تحفہ کہتا ہے۔ نجات پانے کا موقع اور نجات پانے کی قابلیت دونوں خدا ہمیں مہیا کرتا ہے۔ یہ حقیقت میں ایک تحفہ ہے جِسے ہم اپنی مرضی سے قبول بھی کر سکتے ہیں اور اپنی مرضی سے رد بھی کر سکتے ہیں۔

لیکن ہم نجات کو ایک تحفے کے طور پر کیوں قبول کریں؟ کیا ہم خود اچھے اور نیک عمل کر کے نجات کما نہیں سکتے؟ نہیں، پولس صاف طور پر کہتا ہے

کہ خدا اِنسان کے اعمال کو نجات کے بدلے قبول نہیں کرتا۔ یہ ایک اہم تصور ہے جِسے سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ کوئی خاص کام یا عمل کریں گے تو اُن کے گناہ کا حساب برابر ہو جائے گا یا بالکل ہی دُھل جائیں گے۔ لیکن یہ تصور غلط ہے۔ ہم کبھی بھی اپنے گناہ صاف نہیں کر سکتے اور نہ ہی ہم کوئی خاص کام یا عمل کر کے نجات خرید سکتے ہیں۔ اگر ہم اچھے کام کرتے ہیں تو خدا ہم سے توقع ہی اچھے کاموں کی کرتا ہے۔ ہم خدا کو کبھی بھی کسی کام کیلئے اپنا پابند نہیں بنا سکتے۔ مسیح یسوع نے اِس بات کو اپنے شاگردوں کے سامنے اِس طرح واضح کِیا، ”تم میں سے ایسا کون ہے جس کا نوکر ہل جوتتا یا گلہ بانی کرتا ہو اور جب وہ کھیت سے آئے تو اُس سے کہے کہ جلد آ کر کھانا کھانے بیٹھ؟ اور یہ نہ کہے کہ میرا کھانا تیار کر اور جب تک مَیں کھاؤں پیوؤں کمر باندھ کر میری خدمت کر، اُس کے بعد تُو خود کھا پی لینا؟ کیا وہ اِس لئے اُس نوکر کا احسان مانے گا کہ اُس نے اُن باتوں کی جن کا حُکم ہوا تعمیل کی؟ اِسی طرح تم بھی جب اُن سب باتوں کی جن کا تمہیں حُکم ہوا تعمیل کر چُکو تو کہو کہ ہم نکمے نوکر ہیں، جو ہم پر فرض تھا وہی کِیا ہے۔“ (لوقا ۱۷:۷-۱۰)

ایک اَور وجہ جس کی بِنا پر خدا اِنسان کے کاموں کو قبول نہیں کرتا یہ ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ لوگ اپنے خاص کام یا عمل کے باعث غرور و تکبر کریں۔ خدا چاہتا ہے کہ ہم اُس کے پاس حلیمی اور فروتنی سے آئیں۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اُس پر بھروسہ رکھیں، نہ کہ اپنی محنت و کوشش پر فخر کریں۔ ایک اَور

مقام پر پاک صحائف میں لکھا ہے، ''خداوند کے سامنے فروتنی کرو، وہ تمہیں سربلند کرے گا۔'' (یعقوب ۴:۱۰)

اگر ہمارے اپنے کام ہمیں نجات نہیں دِلا سکیں گے تو کیا ہم اُنہیں کرنے سے بری ہیں؟ نہیں ایسا ہرگز نہیں، پولس رسول واضح طور پر کہتا ہے کہ مسیح کے پیروکار خدا کے ہاتھ کی کاریگری ہیں، اُنہیں خدا نے تخلیق ہی اِسی لئے کِیا ہے کہ وہ اچھے کام کریں جن کو خدا نے پہلے سے تیار کر رکھا ہے۔ لفظ ''کاریگری'' کا جو ترجمہ کِیا گیا ہے، حقیقت میں ایک فنکارانہ کام یا شاہکار کو واضح کرتا ہے۔ جب کوئی کسی فنکارانہ کام یا شاہکار کی طرف دیکھتا ہے تو اُس کو تخلیق کار یا فنکار نظر آ جانا چاہیے۔ مسیح کے پیروکار اِس لئے اچھے کام نہیں کرتے کہ اُن سے نجات حاصل کریں بلکہ چاہتے ہیں اُن کاموں کی بدولت نجات کی حقیقت کو ظاہر و آشکارا کریں۔ وہ خدا کی مانند بننے کے مرحلے سے گزر رہے ہوتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو جانچنے اور پرکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم اچھے کام کیوں کرتے ہیں۔ کیا ہم نجات کمانا چاہتے ہیں؟ یا ہم اِس لئے بھلائی کے کام کرتے ہیں کہ ہم اُس کی مانند ہیں جس نے ہمیں مسیح کے وسیلے سے زندگی دی؟

نواں باب

خُدا سے جُدا

(اِفسیوں ۲:۱۱-۱۳)

کون اپنے ماضی کے دکھوں اور تکلیفوں کے بارے میں سوچنا چاہتا ہے؟ لیکن گزری ہوئی مصیبتوں کی یاد ہمیں مدد دیتی ہے کہ آج ہم جن برکات سے لطف اُٹھا رہے ہیں، اُن کو قدر کی نگاہ سے دیکھ سکیں۔ خدا کی برکات کی دِل سے قدر کرنے کے لئے مسیح کے پیروکار کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اُس حالت کو یاد کرے جو مسیح کو جاننے سے پہلے تھی۔ پولس رسول نے اپنا یہ اِلہامی خط افسیوں کے مسیحیوں، خاص طور پر غیر یہودی پس منظر سے تعلق رکھنے والوں کی ہدایت و راہنمائی کیلئے لکھا ہے۔ پہلے باب کی ایک سے پانچ آیت میں پولس رسول اُنہیں یاد دِلاتا ہے کہ کِسطرح خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو روحانی موت سے مسیح میں زندہ کِیا۔ آیت گیارہ اور بارہ میں اُنہیں وہ حالت یاد کرواتا ہے جو مسیح کے پیروکار بننے سے پہلے تھی۔ اگرچہ پولس رسول نے پہلے ہی سے واضح کر دیا کہ یہودی اور غیر یہودی دونوں اپنے گناہوں کے سبب سے رُوحانی طور پر مُردہ تھے مگر غیر یہودیوں کو کوئی خاص روحانی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ پولس رسول لکھتا ہے، ”پس یاد کرو کہ تم جو جسم کی رُوح سے غیر قوم والے ہو اور وہ لوگ جو جسم میں ہاتھ سے کِئے ہوئے ختنہ کے سبب سے مختون کہلاتے ہیں تم کو

نا مختون کہتے ہیں۔ اگلے زمانہ میں مسیح سے جدا اور اسرائیل کی سلطنت سے خارج اور وعدہ کے عہدوں سے ناواقف اور نااُمید اور دُنیا میں خدا سے جُدا تھے۔"

پولس رسول واضح کرتا ہے کہ تعصب ایک ایسی رکاوٹ تھا جس کا غیر یہودی لوگوں کو سامنا تھا۔ خدا نے یہودی لوگوں کو چُنا تا کہ اُن میں سے نجات دہندہ کو دُنیا میں لائے، اور بجائے اِس کے وہ اِس عزت افزائی کے لئے اپنے آپ کو حلیم و فروتن کریں، وہ مغرور و گھمنڈی ہو گئے کہ خدا نے اُنہیں چُنا ہے۔ اور نہ صرف وہ تکبر میں آ گئے بلکہ غیر یہودیوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ اُن کے غرور کی بُنیاد ختنے کی رسم تھی۔ یہ حقیقت ہے کہ خدا نے حضرت ابرہام کے ذریعے ختنے کی رسم مقرر کی۔ لیکن یہودیوں نے ختنے کا حکم دینے والے خدا کو جلال دینے کی بجائے ختنے کو اپنا مرکز بنا لیا۔ اِس طرح اُنہوں نے خدا کے بنائے ہوئے دستور کو اِنسانی رسم و رواج کے معیار تک نیچے گرا دیا۔ پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کو یاد دِلاتا ہے کہ ختنہ جسم میں اِنسانی ہاتھ سے ہوتا ہے۔ ایک اَور مقام پر پاک کلام میں بڑی وضاحت سے لکھا ہے، خدا کی نظر حقیقت میں جسم کی ظاہری شکل پر نہیں بلکہ وہ دِل میں تبدیلی کو دیکھتا ہے۔ پولس کہتا ہے، "وہ یہودی نہیں جو ظاہر کا ہے اور نہ وہ ختنہ ہے جو ظاہری اور جسمانی ہے، بلکہ یہودی وہی ہے جو باطن میں ہے اور ختنہ وہی ہے جو دِل کا اور رُوحانی ہے نہ کہ لفظی۔ ایسے کی تعریف آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔" (رومیوں ۲:۲۸-۲۹)

ہم میں سے ہر ایک کو پوچھنے کی ضرورت ہے کہ کہیں ہم دِل کی تبدیلی کی بجائے ظاہری اور جسمانی چیزوں پر زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے اُن لوگوں کیلئے رکاوٹ کا باعث تو نہیں جو خدا کی طرف آنا چاہتے ہیں؟

دُوسری رکاوٹ مسیح سے دُوری و جدائی تھی جس کا غیر یہودی لوگوں کو سامنا تھا۔ ایک لحاظ سے یہ بات ہر اُس شخص کیلئے سچ ہے جس نے ابھی تک مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول نہیں کِیا، لیکن غیر یہودیوں کیلئے یہ اُن سے کہیں زیادہ ہے۔ غیر یہودی نہ صرف مسیح سے رُوحانی طور پر بلکہ نسلی طور پر بھی جدا ہے۔ مسیح یسوع یہودی نسل سے پیدا ہوا، پاک صحائف میں لکھا ہے، ''لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا، تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو مول لے کر چُھڑا لے اور ہم کو لے پالک ہونے کا درجہ ملے۔'' (گلتیوں ۴:۴-۵)

مسیح یسوع نے خود فرمایا، ''...نجات یہودیوں میں سے ہے۔'' (یوحنا ۴:۲۲) غیر یہودیوں کیلئے نہائت ضروری ہے کہ وہ اپنے نسلی غرور کو مسیح کے پاس آنے کیلئے رکاوٹ نہ بننے دیں۔

غیر یہودی لوگوں کو ایک اَور مشکل کا سامنا کرنا پڑا، جیسا کہ پولس رسول لکھتا ہے کہ وہ ''اسرائیل کی سلطنت سے خارج تھے۔'' اِس کا یہ مطلب نہیں وہ محض اسرائیل کی جسمانی قوم سے خارج تھے بلکہ اِس سے بھی کہیں زیادہ اہم وہ رُوحانی طور پر خارج تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا نے یہودیوں کو چُنا کہ اُس کے لوگ ہوں۔ مثال کے طور پر خدا نے اُنہیں عامُوس نبی کی معرفت

فرمایا، ''دُنیا کے سب گھرانوں میں سے مَیں نے صرف تم کو برگزیدہ کِیا ہے...'' (عامُوس ۲:۳) جب تک غیر یہودی لوگوں نے یہودیت میں شامل ہونا قبول نہ کِیا، وہ خدا کے ساتھ ایک خاص رشتہ جوڑ نہیں سکتے تھے۔

پولس رسول کی فہرست کے مطابق غیر یہودیوں کو ایک اَور روحانی نقصان یہ تھا کہ وہ وعدہ کے عہدوں سے ناواقف تھے۔ کم سے کم دو وجوہات ہیں جن کی بِنا پر غیر یہودی لوگ خدا کے وعدوں سے بے خبر تھے۔ پہلا یہ کہ اُن کو خدا کا کلام یاد نہ تھا۔ آدم اور حوا ابھی باغِ عدن ہی میں تھے تو خدا نے وعدہ کِیا کہ حوا کی نسل سے ایک دِن نجات دہندہ آئے گا۔ صرف یہودی لوگوں نے خدا کے اِس وعدے کو یاد رکھا۔ شائد یہ ایک وجہ ہے کہ خدا نے اُنہیں سب گھرانوں پر ترجیح دے کر چُن لیا۔ جب تک مسیح دُنیا میں نہیں آیا، یہ یہودی ہی تھے جنھوں نے خدا کے نازل کِئے ہوئے پاک کلام کی نہ صرف حفاظت و نگہبانی کی بلکہ دوسروں تک پہنچایا۔ اور اِسطرح ہم دوسری وجہ جان گئے ہیں کہ غیر یہودی لوگ خدا کے وعدوں سے بے خبر کیوں تھے۔ مسیح یسوع نے فرمایا، ''... مَیں تم سے کہتا ہوں کہ جس کے پاس ہے اُس کو دیا جائے گا اور جس کے پاس نہیں اُس سے وہ بھی لے لیا جائے گا جو اُس کے پاس ہے۔'' (لوقا ۲۶:۱۹)

اِس اُصول کی روشنی میں خدا نے اُن لوگوں پر اپنا کلام نازل کرنا بند کر دیا جنھوں نے اُس کی حفاظت و نگہبانی نہیں کی، اور اُن پر کثرت سے نازل فرمایا جنھوں نے اُس کی حفاظت و نگہبانی کی۔ خدا نے غیر یہودی لوگوں کو اُن

کی اپنی چُنی ہوئی راہ پر جانے دیا، جبکہ یہودی خدا کے ساتھ اُس رشتے میں داخل ہو گئے جو عہد کے سبب سے قائم ہوا۔

ظاہر ہے کہ جب کوئی خدا کے کلام سے غفلت و بے خبری سے کام لیتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا کا نجات دہندے کے بارے میں وعدے کیا ہے تو اُس کے پاس سچی اُمید نہیں۔ جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے، ''کیونکہ جتنی باتیں پہلے لکھی گئیں وہ ہماری تعلیم کیلئے لکھی گئیں تاکہ صبر سے اور کتابِ مقدس کی تسلی سے اُمید رکھیں۔'' (رومیوں ۱۵:۴)

بنی نوع اِنسان نے ہر طرح کی فلاسفی اور مذہب کو گلے لگانے کی کوشش کی ہے تاکہ زندگی کا کوئی مقصد قائم کر سکے، لیکن کسی طرح بھی اُس کو اُمید کی کرن نظر نہ آ سکی کیونکہ اُن کی بُنیاد سچائی پر نہیں۔ صرف خدا کا پاک کلام جو یہودی لوگوں کی بدولت نازل ہوا، اور جس کی اُنہوں نے حفاظت و نگہبانی کی نجات دہندے کی راہ دِکھا سکتا ہے۔

پولس رسول غیر یہودی لوگوں کی حالت کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ ''دُنیا میں خدا سے جُدا تھے۔'' بنی نوع اِنسان کی تاریخ یہی ہے کہ وہ خدا سے دُور ہو کر اُس کے پاک کلام کو بھول گئے اور بغیر راہنمائی کے اندھیرے میں اِدھر اُدھر ٹکریں مار رہے ہیں۔

اگر کہانی کا انجام یہ ہوتا تو نااُمیدی کا باعث ہوتا۔ غیر یہودی دُنیا رُوحانی موت میں پھنس چکی تھی اور نکلنے کی کوئی راہ دِکھائی نہیں دیتی تھی، لیکن خدا نے کہانی یہیں ختم نہیں کر دی، جیسا کہ پولس رسول آیت ۱۳ میں لکھتا ہے،

''مگر تم جو پہلے دُور تھے اب مسیح یسوع میں مسیح کے خون کے سبب سے نزدیک ہو گئے ہو۔''

یہ مسیح ہی ہے جس کے وسیلے سے خدا ہم سب کو یہاں تک کہ غیر یہودیوں کو بھی موقع دیتا ہے کہ وہ اُس سے صلح کریں۔ یہ مسیح ہی ہے جس نے تعصب و جدائی کی دیوار اور نسلی رکاوٹوں کو ہٹا دیا جو ہمیں خدا تک پہنچنے سے رُوک رہی تھیں۔ یہ مسیح ہی ہے جس میں خدا کے سارے وعدے پورے ہوئے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم اُس کے خون کی قربانی قبول کرنے کیلئے تیار ہیں جو اُس نے ہماری خاطر دی۔

دسواں باب

مسیح ہماری صُلح ہے

(اِفسیوں ۲: ۱۴-۱۸)

آپس کے تفرقوں اور لڑائی جھگڑوں نے ہماری دُنیا کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ جدھر بھی نظر ڈالیں جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں ایک مُلک دوسرے مُلک پر چڑھائی کِئے ہوئے ہے۔ ایک مذہب کے لوگ دوسرے مذہب کے لوگوں کا گلہ دبانے کی کوشش میں ہیں۔ امیر اور غریب میں فرق و جدائی، نہ جانے کتنی ہی معصوم زندگیاں نسلی، علاقائی اور فرقہ وارانہ نفرت و حقارت کی وجہ سے موت کی نیند سو چُکی ہیں۔ نفرت و تشدد کا یہ سلسلہ ہزاروں سال سے یونہی چلا آ رہا ہے۔ یرمیاہ نبی اپنے زمانے کے حالات کو اِن الفاظ میں بیان کرتا ہے، ''سلامتی کا انتظار تھا پر کچھ فائدہ نہ ہوا اور شفا کے وقت کا پر دیکھو دہشت!'' (یرمیاہ ۸:۱۵)

کیا اُمید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی؟ کیا امن و سلامتی کا سورج کبھی طلوع نہیں ہو گا؟ افسیوں کے نام اپنے الہامی خط میں پولس رسول پورے یقین و بھروسہ سے کہتا ہے کہ امن و سلامتی مسیح یسوع کے وسیلے سے ممکن ہے۔ دوسرے باب کی ۱۴ سے ۱۸ آیت میں پولس کہتا ہے، ''کیونکہ وہی ہماری صلح ہے جس نے دونوں کو ایک کر لیا اور جدائی کی دیوار کو جو بیچ میں تھی ڈھا دیا۔

چنانچہ اُس نے اپنے جسم کے ذریعہ سے دُشمنی یعنی وہ شریعت جس کے حُکم ضابطوں کے طور پر تھے موقوف کر دی تا کہ دونوں سے اپنے آپ میں ایک نیا اِنسان پیدا کر کے صلح کرا دے، اور صلیب پر دُشمنی کو مٹا کر اور اُس کے سبب سے دونوں کو ایک تن بنا کر خدا سے مِلائے، اور اُس نے آ کر تمھیں جو دُور تھے اور اُنہیں جو نزدیک تھے دونوں کو صلح کی خوشخبری دی، کیونکہ اُسی کے وسیلہ سے ہم دونوں کی ایک ہی رُوح میں باپ کے پاس رسائی ہوتی ہے۔''

پاک کلام کا یہ چھوٹا سا حوالہ بیان کرتا ہے کہ مسیح یسوع نے ِکسطرح یہ ممکن بنا دیا کہ ہم نہ صرف ایک دوسرے کے ساتھ بلکہ خدا کے ساتھ بھی صلح رکھیں۔ اِس بات کو سمجھنے کیلئے کہ مسیح کیسے صلح پیدا کرتا ہے نہایت ضروری ہے کہ ہم اُن وجوہات پر توجہ دیں جن کے سبب سے تفرقے اور جدائیاں پیدا ہوئیں۔ آیت ۱۱ اور ۱۲ میں پولس رسول واضح کرتا ہے کہ یہودی اور غیر یہودی میں فرق و جدائی کی وجہ نسلی اور مذہبی غرور تھا۔ موسوی شریعت،خاص طور پر ختنے کی رسم اختلاف و جدائی کا سبب بنی، لیکن مسیح نے ختنے کی جسمانی رسم سے کھڑی کی گئی جدائی کی اِس دیوار کو جسم کے ذریعہ تباہ و برباد کر دیا۔ اُس کی موت نے موسوی شریعت اور اُس کے حکموں اور ضابطوں کو جو لوگوں کے بیچ دیوار بن کر کھڑے تھے پورا کر کے کاملیت تک پہنچایا۔ مسیح نے جو کچھ کِیا، اُس کے بعد بنی نوع اِنسان موسوی شریعت کے تحت نہ رہا۔ خدا کی نظر میں اَب ہر ایک شخص برابر ہے۔ جہاں مساوات و برابری ہے وہاں باہمی دُشمنی و نفرت کی جگہ باہمی یگانگت

و محبت ہے۔ اختلاف و جُدائی کی دیوار گر کر ٹوٹ جاتی ہے اور اِتفاق و اِتحاد کیلئے رستہ کھل جاتا ہے۔

لوگوں کے باہمی اختلافات اور لڑائیاں اُس شدید دُوری و جدائی کا محض ایک عکس ہیں جو خدا اور انسان کے درمیان ہے، خدا اور اِنسان کے درمیان اِس شدید دُوری و جدائی کا سبب ہمارے ''قصور اور گناہ'' ہیں، جن کا ذکر پولس رسول نے پہلی آیت میں کِیا ہے۔ گناہ کو چُن کر بنی نوع اِنسان نے جان بوجھکر اپنے آپ کو مقدس خدا سے دُور کر لیا ہے۔ جیسا کہ یسعیاہ نبی نے لکھا ہے، ''دیکھو خداوند کا ہاتھ چھوٹا نہیں ہو گیا کہ بچا نہ سکے اور اُس کا کان بھاری نہیں کہ سُن نہ سکے، بلکہ تمہاری بدکرداری نے تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی کر دی ہے اور تمہارے گناہوں نے اُسے تم سے رُوپوش کِیا ایسا کہ وہ نہیں سُنتا۔'' (یسعیاہ ۵۹:۱-۲)

مسیح نے صلیب پر اپنی جان قربان کر کے بنی نوع اِنسان کے گناہوں کا فدیہ دیا اور صلیب ہی کے وسیلے سے وہ اُن کی خدا سے صُلح کرواتا ہے جو اُس کی اِس قربانی کو قبول کرتے ہیں۔ جیسا کہ پولس رسول کسی اَور مقام پر لکھتا ہے، ''کیونکہ باپ کو یہ پسند آیا کہ ساری معموری اُسی میں سکونت کرے، اور اُس کے خون کے سبب سے جو صلیب پر بہا صُلح کر کے سب چیزوں کا اُسی کے وسیلہ سے اپنے ساتھ میل کر لے، خواہ ہ زمین کی ہوں یا آسمان کی۔'' (کلسیوں ۱:۱۹-۲۰)

مسیح کے وسیلے سے خدا کے ساتھ میل اور صلح صرف ایک ہی گروہ ، قبیلے یا قوم تک محدود نہیں ہے۔ پولس رسول کہتا ہے کہ ''اُس نے آ کر تمہیں جو دُور تھے اور اُنہیں جو نزدیک تھے دونوں کو صُلح کی خوشخبری دی۔'' (آیت ۱۷)

اِس بیان کا اگر پولس کے اُس بیان سے مقابلہ کریں جو اُس نے ۱۱ سے ۱۳ آیت میں دیا تو بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ جن کو وہ ''دُور'' کہتا ہے اُن سے اُس کی مُراد غیر یہودی لوگ ہیں، جن کو وہ ''نزدیک'' کہتا ہے کہ اُن سے اُس کی مُراد یہودی لوگ ہیں۔ پولس رسول کا یہ بیان یسعیاہ نبی کی سینکڑوں سال پہلے کی ہوئی پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے۔ ''سلامتی، سلامتی اُس کو جو دُور ہے اور اُس کو جو نزدیک ہے اور مَیں ہی اُسے صحت بخشوں گا۔'' (یسعیاہ ۱۹:۵۷)

خدا کے یہ الفاظ جو یسعیاہ نبی نے لکھے خاص طور پر اسرائیل کے لوگوں کے لئے ہیں، لیکن پولس رسول اِن الفاظ کو غلط طور پر اِستعمال نہیں کر رہا جب وہ اِنہیں غیر یہودی لوگوں کیلئے بھی اِستعمال کرتا ہے۔ مسیح کے بارے میں زکریاہ نبی بھی لکھتا ہے، ''...وہ قوموں کو صلح کا مژدہ دے گا اور اُس کی سلطنت سمندر سے سمندر تک اور دریایِ فرات سے اِنتہایِ زمین تک ہو گی۔'' (زکریاہ ۱۰:۹)

لیکن یہ کیسے سچ ہو سکتا ہے؟ پولس رسول کیسے کہہ سکتا ہے کہ مسیح نے سلامتی کا پرچار کِیا جب کہ مسیح نے خود اپنے بارے میں کہا کہ ''یہ نہ سمجھو کہ

مَیں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں، صلح کرانے نہیں بلکہ تلوار چلوانے آیا ہوں۔'' (متی ۱۰:۳۴)

ایک اَور موقع پر اُس نے کہا، ''کیا تم گمان کرتے ہو کہ مَیں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں؟ مَیں تم سے کہتا ہوں کہ نہیں بلکہ جدائی کرانے۔'' (لوقا ۱۲:۵۱)

اِن بظاہر مختلف بیانات کا جواب پولس رسول کے اِس بیان میں ہے کہ خدا کے ساتھ میل وصلح مسیح کی صلیب کے وسیلے ہی سے ہے۔ یہ صرف اُسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جب لوگ اُن کی خاطر دی ہوئی مسیح کی قربانی کو قبول کریں۔ یہی وہ بیان ہے جس کی روشنی میں مسیح کے اِن الفاظ '' تلوار چلوانے اور اور جدائی کرانے'' کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ مسیح نے یہ بھی کہا کہ ''... مَیں اِس لئے آیا کہ وہ زندگی پائیں اور کثرت سے پائیں۔'' (یوحنا ۱۰:۱۰)

لیکن اگر لوگ اِس عظیم قربانی کو جو مسیح نے صلیب پر اُن کی خاطر دی رد کر دیں تو پھر اِس کے بدلے میں تلوار اور جدائی ہی ہو گی۔ مثال کے طور پر جب مسیح نے ''نزدیک آ کر شہر کو دیکھا تو اُس پر رویا اور کہا، کاشکہ تُو اپنے اِسی دِن میں سلامتی کی باتیں جانتا! مگر اَب وہ تیری آنکھوں سے چھپ گئی ہیں کیونکہ وہ دِن تجھ پر آئیں گے کہ تیرے دُشمن تیرے گرد مورچہ باندھ کر تجھے گھیر لیں گے اور ہر طرف سے تنگ کریں گے، اور تجھ کو اور تیرے بچوں کو جو تجھ میں ہیں زمین پر دے پٹکینگے اور تجھ میں کسی پتھر پر پتھر باقی نہیں چھوڑیں گے اِس لئے کہ تُو نے اُس وقت کو نہ پہچانا جب تجھ پر نگاہ کی گئی۔'' (لوقا ۱۹:۴۱-۴۴)

لیکن اپنے پیروکاروں کو مسیح نے کہا، ''اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں۔ جس طرح دُنیا دیتی ہے مَیں تمہیں اُس طرح نہیں دیتا، تمہارا دِل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔'' (یوحنا ۱۴:۲۷)

اُس نے یہ بھی کہا، ''مَیں نے تم سے یہ باتیں اِس لئے کہیں کہ تم مجھ میں اطمینان پاؤ۔ دُنیا میں مصیبت اُٹھاتے ہو لیکن خاطر جمع رکھو مَیں دُنیا پر غالب آیا ہوں۔'' (یوحنا ۱۶:۳۳)

اَب سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے مسیح کی اُس قربانی کو قبول کِیا ہے جو اُس نے ہماری خاطر صلیب پر دی، یا ہم نے اِسے رد کر دیا ہے؟

پولس رسول آیت ۱۸ میں لکھتا ہے کہ یہودی اور غیر یہودی مسیح کے پیروکار دونوں ایک رُوح کے وسیلے سے باپ یعنی خدا کے پاس آتے ہیں۔ اِس سے ہم جان سکتے ہیں کہ خدا نہ صرف مسیح کے پیروکاروں کو اپنے پاس آنے کا حق بخشتا ہے بلکہ وہ ہر کسی کے ساتھ خواہ اُس کا تعلق کسی بھی گروپ، قبیلے اور قوم سے کیوں نہ ہو مساوی یعنی ایک جیسا سلوک کرتا ہے۔ ہر کوئی خدا کے پاس آ سکتا ہے، یہ رسائی مسیح کے ذریعہ روح القدس کے وسیلے سے ہے۔ مسیح کا پیروکار خواہ وہ کہیں بھی کیوں نہ ہو خدا کے پاس آ سکتا ہے، ضروری نہیں کہ وہ ایک خاص مقام یا جگہ پر اکٹھے ہوں، یا کسی خاص جغرافیائی سمت پر رُخ کر کے خدا کے پاس اپنی التجا لائیں۔ جیسا کہ مسیح یسوع نے ایک عورت کے پوچھنے پر بتایا کہ ''...وہ وقت آتا ہے کہ تم نہ تو اِس پہاڑ پر باپ کی پرستش کرو گے اور نہ یروشلیم میں... مگر وقت آتا ہے بلکہ اَب ہی ہے کہ سچے پرستار باپ کی

پرستش رُوح اور سچائی سے کریں گے کیونکہ باپ اپنے لئے ایسے ہی پرستار ڈھونڈتا ہے۔ خدا رُوح ہے اور ضرور ہے کہ اُس کے پرستار رُوح اور سچائی سے پرستش کریں۔'' (یوحنا۴:۲۱-۲۴) کیا ہم اِس طرح خدا کے پاس آتے ہیں؟

گیارھواں باب

خُدا کے گھرانے

(اِفسیوں ۲:۱۹-۲۲)

افسیوں میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے الہامی خط کے ۲ باب کی ۱۴ اور ۱۵ آیت میں پولس رسول موسوی شریعت کو ''جدائی کی دیوار'' کہتا ہے، کیونکہ یہ غیر یہودی لوگوں کو یہودیوں سے جدا کر کے عداوت و نفرت پیدا کرتی تھی، بلکہ غیریہودیوں اور خدا کے درمیان ایک رکاوٹ بن کر بھی کھڑی تھی۔

پولس رسول شریعت کو دیوار کہتے وقت بلا شک و شبہ یروشیلم میں ہیکل کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جس کا باہر کا صحن ''غیر اقوام کا احاطہ'' کہلاتا تھا، ایک نیچی دیوار اِس صحن کو ''بنی اِسرائیل کے احاطے'' اور ہیکل سے جدا کرتی تھی۔ یہ وہ دیوار تھی جس پر نوٹسز اور اشتہار وغیرہ لگے ہوتے تھے کہ ''کسی دوسری نسل کا کوئی شخص اِس دیوار اور ہیکل کے ارد گرد بنے احاطے کے اندر داخل نہیں ہو سکتا، اور جو اِس حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے پکڑا گیا وہ اپنی موت کا خود شکریہ ادا کرے گا۔''

لیکن پولس رسول لکھتا ہے کہ صلیب پر اپنی موت کے وسیلے سے مسیح یسوع نے شریعت کو پورا کر کے اُس دیوار کو ڈھا دیا ہے جس نے ایک انسان کو

دوسرے انسان سے جدا کر رکھا تھا۔ اَب یہودی اور غیر یہودی دونوں مسیح کے خون کے وسیلے خدا سے اور ایک دوسرے سے صلح کر سکتے ہیں۔ ۱۹ سے ۲۲ آیت میں پولس رسول واضح کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے، ''پس اب تم پردیسی اور مسافر نہیں رہے بلکہ مقدسوں کے ہموطن اور خدا کے گھرانے کے ہو گئے۔ اور رسولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سِرے کا پتھر خود مسیح یسوع ہے تعمیر کِئے گئے ہو۔ اُسی میں ہر ایک عمارت مل ملا کر خداوند میں ایک پاک مقدِس بنتا جاتا ہے، اور تم بھی اُس میں باہم تعمیر کِئے جاتے ہو تاکہ رُوح میں خدا کا مسکن بنو۔''

پولس رسول کہتا ہے کہ مسیح کا رکاوٹ بنی دیوار کو تباہ و برباد کرنے کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ مسیح کے غیر یہودی پیروکار ''پردیسی اور مسافر'' نہ رہے۔ شائد اِس کا اَور بہتر ترجمہ یہ ہو کہ ''پردیسی اور اجنبی'' نہ رہے۔ آیت ۱۲ میں پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کو یاد دلاتا ہے کہ مسیح کے پاس آنے سے پہلے وہ ''اسرائیل کی سلطنت سے خارج'' تھے، لیکن اب وہ ''مقدسوں کے ہموطن'' بن گئے ہیں۔ ''مقدسوں'' کی اصطلاح کو تھوڑی وضاحت کی ضرورت ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ مقدس وہ آدمی ہوتا ہے جس نے کوئی خاص کام کِئے ہوئے ہوں یا جو غیر معمولی خصوُصیات کا مالک ہو۔ لیکن پولس رسول کا یہ مقصد نہیں ہے، آیت ۹ میں وہ پہلے واضح کر چُکا ہے کہ کوئی شخص بھی اپنے کاموں کی وجہ سے نجات نہیں پا سکتا۔ پولس نے جو یونانی لفظ یہاں استعمال کِیا ہے اُس کا بُنیادی مطلب یہ ہے کہ ''وہ جس کو کسی خاص مقصد کیلئے الگ کر دیا گیا ہو۔'' پولس

رسول یہ کہنا چاہتا کہ غیر یہودی لوگوں کے مسیح کو قبول کرنے کے سبب سے اُنہیں یہودی لوگوں کے ساتھ چُن لیا ہے اور اُنہیں اپنا بنا لیا ہے۔

رکاوٹ بنی ہوئی دیوار کو گرانے کا دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ جن غیر یہودی لوگوں نے مسیح کو قبول کِیا وہ خدا کے گھرانے میں شامل ہو گئے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں خدا اُن کے ساتھ اپنے بچوں کی طرح سلوک کرتا ہے۔ پہلے باب کی آیت ۵ میں پولس رسول پہلے ہی کہہ چُکا ہے کہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو پیشتر سے مقرر کِیا کہ'' اُس کے لے پالک بیٹے ہوں۔'' جو پہلے دُشمن تھے اَب مسیح میں بھائی بن گئے ہیں۔

خدا کے گھرانے کا دوسرا نام ''کلیسیا'' ہے۔ یہ ہم اِس لئے جانتے ہیں کہ تیمتھیس کو لکھتے ہوئے پولس رسول کہتا ہے کہ ''مَیں تیرے پاس جلد آنے کی اَمید کرنے پر بھی یہ باتیں تجھے اِس لئے لکھتا ہوں کہ اگر مجھے آنے میں دیر ہو تو تجھے معلوم ہو جائے کہ خدا کے گھر یعنی زندہ خدا کی کلیسیا میں جو حق کا ستون اور بُنیاد ہے کیونکر برتاؤ کرنا چاہیے۔'' (۱۔تیمتھیس ۳:۱۴-۱۵)

افسیوں کے رہنے والے مسیحیوں کے نام اپنے خط کے پہلے باب میں پولس رسول کلیسیا یعنی خدا کے گھرانے کو ایک جسم کہتا ہے۔ لیکن دو باب کی آیت ۲۰ میں وہ اِسے عمارت بھی کہتا ہے۔

جس طرح کسی بھی جگہ کوئی عمارت کھڑی کرنے کیلئے بُنیاد کی ضرورت ہوتی ہے، اُسی طرح خدا کے گھرانے کیلئے بھی بُنیاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ پولس رسول کہتا ہے کہ یہ بُنیاد یا نیو ''رسول اور نبی'' ہیں۔ ''رسولوں'' کو بُنیاد کہنے سے

بِلاشک و شبہ پولس کا اشارہ اُن بارہ آدمیوں کی طرف ہے جن کو مسیح نے اپنی گواہی دینے کیلئے چُنا، بعد میں پولس خود بھی مسیح کے وسیلے سے رسولوں کی جماعت میں شامل ہو گیا۔ ''نبیوں'' کو بُنیاد کہنے سے ممکن ہے پولس کا مطلب یہ ہے کہ اِنہی لوگوں کے سبب سے پُرانے عہد نامے کے صحائف لکھے گئے۔ لیکن زیادہ امکان یہ ہے کہ اُس کا اشارہ کلیسیا میں اُن لوگوں کی طرف ہے جن کو خاص طور پر یہ نعمت ملی تھی کہ نیا عہد نامہ لکھے جانے سے پہلے خدا کے کلام کا پرچار کریں۔ تین باب کی ۵ آیت میں پولس رسول کہتا ہے کہ خدا کا منصوبہ اور مقصد جو پچھلے زمانوں میں ظاہر نہ ہوا اَب نبیوں اور رسولوں پر ظاہر ہوا۔ اِس کے علاوہ چار باب کی ۱۱ سے ۱۳ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے کہ نبی اور رسول کلیسیا کو دیئے گئے ہیں تاکہ وہ خدا کے لوگوں کو خدمت گذاری کے کام کیلئے تیار کریں تاکہ وہ مسیح کی پہچان میں ایک ہو جائیں۔ نبیوں اور رسولوں کو خدا کے گھرانے کی بُنیاد کہنے سے پولس رسول کا مطلب یہ ہے کہ کلیسیا اُن کے اِختیار اور تعلیم پر قائم ہے۔ اِس سے ہم پر واضح ہو گیا کہ جو جماعت رسول کے اِختیار کا اِنکار کرتی ہے یا جو نئے عہدنامے کی تعلیم کی پیروی نہیں کرتی وہ خدا کے گھرانے میں شامل نہیں ہو سکتی۔

لیکن بُنیاد صرف نبیوں اور رسولوں پر ہی مشتمل نہیں، پولس رسول کہتا ہے کہ کونے کے سِرے کا پتھر خود مسیح یسوع ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اگر مسیح پر یہ عمارت قائم نہ ہو تو گر کر تباہ و برباد ہو جائے گی۔ جیسا کہ پولس

رسول ایک اَور مقام پر لکھتا ہے، ''سوا اُس نیو کے جو پڑی ہوئی ہے اور وہ یسوع مسیح ہے کوئی شخص دوسری نہیں رکھ سکتا۔'' (۱۔کرنتھیوں ۱۱:۳)

خدا کے گھرانے کی ایک اَور خصوصیت یہ ہے کہ وہ مل کر بنتا جاتا ہے۔ ہمارا اُردو ترجمہ کہتا ہے کہ خدا کے گھرانے میں ہر ایک عمارت ایک ساتھ ملی ہوئی ہے، زیادہ بہتر ترجمہ یہ ہوتا کہ ''ساری عمارت'' آپس میں مل کر بنی ہوئی ہے۔ کلیسیا کی بات کرتے ہوئے پولس رسول اِس خط کے چار باب میں زور دیتے ہوئے کہتا ہے کہ یہ محبت کے ساتھ قائم کی گئی ہے، اور اِسکا ہر ایک اعضا اور حصہ فروتنی و حلم سے مل کر کام کرتا ہے۔ کلیسیا جو خدا کا گھرانہ ہے، ایک ہونا چاہیے اِس کے باوجود کہ مختلف لوگ اُس میں شامل ہیں۔

پوِلس رسول لکھتا ہے کہ یہ عمارت ایک پاک مقدِس بنتا جاتا ہے۔ یروشیلم میں ہیکل اور وہ دیوار جو بیچ میں جدائی پیدا کر رہی تھی اِس خط کے لکھے جانے کے کچھ ہی سال بعد تباہ و برباد کر دی گئی۔ اور اِس کی جگہ خدا نے ایک اَور ہیکل کھڑی کی جو اُن لوگوں کے دِلوں سے بنائی گئی ہے جنہوں نے مسیح یسوع کے وسیلے سے اپنے گناہوں سے چھٹکارا پا لیا۔ ایک اَور مقام پر پاک صحائف میں لکھا ہے، ''تم بھی زندہ پتھروں کی طرح رُوحانی گھر بنتے جاتے ہو تاکہ کاہنوں کا مقدس فرقہ بن کر ایسی رُوحانی قربانیاں چڑھاؤ جو یسوع مسیح کے وسیلہ سے خدا کے نزدیک مقبول ہوتی ہیں۔'' (۱۔پطرس ۵:۲)

پولس رسول کہتا ہے کہ خدا اِس ہیکل میں اپنی رُوح کے وسیلہ سے رہتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم اِس ہیکل کا حصہ ہیں تاکہ خدا ہم میں بھی رہ سکے؟

بارھواں باب

مسیح کا بھید

(اِفسیوں ٣:١-٦)

افسیوں کے رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے الہامی خط میں پولس رسول لکھتا ہے کہ خدا نے مسیح یسوع کے وسیلے سے غیریہودی لوگوں کو یہودیوں کے ساتھ بالکل برابر کا مقام بخشا ہے۔ تین باب میں پولس کہتا ہے کہ خدا نے یہ پیغام اُس پر ظاہر کِیا ہے۔ ایک سے چھ آیت میں وہ لکھتا ہے،'' اِسی سبب سے مَیں پولس جو تم غیر قوم والوں کی خاطر مسیح یسوع کا قیدی ہوں۔ شائد تم نے خدا کے اُس فضل کے اِنتظام کا حال سُنا ہو گا جو تمہارے لئے مجھ پر ہوا، یعنی یہ کہ وہ بھید مجھے مکاشفہ سے معلوم ہوا۔ چنانچہ مَیں نے پہلے اُس کا مختصر حال لکھا ہے، جِسے پڑھکر تم معلوم کر سکتے ہو کہ مَیں مسیح کا وہ بھید کِس قدر سمجھتا ہوں۔ جو اَور زمانوں میں بنی آدم کو اِس طرح معلوم نہ ہوا تھا جس طرح اُس کے مقدس رسولوں اور نبیوں پر رُوح میں اَب ظاہر ہو گیا ہے، یعنی یہ کہ مسیح یسوع میں غیر قومیں خوشخبری کے وسیلہ سے میراث میں شریک اور بدن میں شامل اور وعدہ میں داخل ہیں۔''

پولس رسول کہتا ہے کہ وہ مسیح یسوع کا قیدی ہے۔ اگرچہ اِنسانی نکتۂ نظر سے پولس رومیوں کی قید میں تھا، وہ یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ مسیح پر ایمان رکھنے

اور اُس کی خدمت کرنے کی وجہ سے وہ جیل میں تھا۔ کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کے لئے ہمیں قید ہونا قبول کرنا چاہیے، مسیح کی پیروی ایسی ہی ایک بات ہے۔ پولس رسول جیل میں اطمینان محسوس کر سکتا تھا کیونکہ اُس نے اپنے آپ کو مسیح کے سپرد کر دیا تھا۔ اگر مسیح ہمارا مالک ہے تو وہ ہمارا مالک ہی رہے گا خواہ ہم آزاد ہیں یا قید میں، لیکن اگر ہمیں جیل ہی میں جانا ہے تو بہت ہی بہتر ہے کہ ہم مسیح کی پیروی کرتے ہوئے قید میں رہیں نہ کے کسی اَور وجہ سے ۔ پطرس رسول لکھتا ہے، ”تم میں سے کوئی شخص خونی یا چور یا بدکار یا اَوروں کے کام میں دست انداز ہو کر دکھ نہ پائے۔ لیکن اگر مسیحی ہونے کے باعث کوئی شخص دکھ پائے تو شرمائے نہیں بلکہ اِس نام کے سبب سے خدا کی تمجید کرے۔“ (۱-پطرس ۴:۱۵-۱۶)

پولس کہتا ہے کہ وہ غیریہودیوں کو یہ خط لکھ رہا ہے، اور اُنہی کی خاطر وہ جیل میں قید ہے۔ یہ اُس بات کی یاد دہانی ہے جو ہم اکثر بھول جاتے ہیں۔ اگر ہم نے مسیح کے بارے میں، اور اُس کے خون کے وسیلے سے گناہوں کی معافی کے بارے میں سُن رکھا ہے تو یہ صرف اُن لوگوں کی وجہ سے ہے جنہوں نے دکھ تکلیف سہی تا کہ ہم تک یہ پیغام پہنچے۔ ہمیں اُن لوگوں کی عزت و تعظیم کرنی چاہیے جنھوں نے خطرے کی پرواہ کِئے بغیر مسیح کا پیغام ہم تک پہنچایا۔

پولس رسول اُس فضل کی بخشش کو جس کے وسیلے سے وہ خط لکھ رہا ہے بھید کا نام دیتا ہے۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ خدا کہیں بہت دُور ہے، مگر کیونکہ ہم خدا کو دیکھ نہیں سکتے یا سمجھ نہیں سکتے کہ وہ

کیسے کام کرتا ہے تو اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اُس کا فضل ہم پر نہیں ہے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا تعلق خدا سے ہو بلکہ یہ ہماری اِنسانی سمجھ سے باہر ہے۔ کیا ہم خدا پر بھروسہ اور اُس سے محبت کر سکتے ہیں اِس کے باوجود کہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

لیکن وہ فضل جس کے بارے میں پولس رسول لکھ رہا ہے اَب ایک بھید نہیں رہا، بلکہ وہ کہتا ہے کہ یہ بھید اُسے مکاشفہ سے معلوم ہوا۔ یہ ایک بہت ہی اہم نکتہ ہے۔ پولس جو پیغام لکھ رہا ہے وہ اُس نے خود ایجاد نہیں کِیا۔ آیت پانچ میں وہ کہتا ہے کہ یہ الٰہی پیغام مجھ پر رُوح اُلقدس کے وسیلہ سے ظاہر ہوا۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ اگر ہم پولس رسول کے لکھے ہوئے کو رد کریں تو ہم محض اِنسان کے لفظوں کو رد نہیں کر رہے بلکہ خدا کے کلام کا اِنکار کر رہے ہیں۔

آیت تین میں پولس کہتا ہے کہ اُس نے اِن لوگوں کو پہلے ہی اُس بھید کے بارے مختصراً لکھ دیا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ کلسیوں کے نام خط کی طرف اشارہ ہو، جس کے بارے میں عالم حضرات سمجھتے ہیں کہ افسیوں کے نام خط کے تھوڑی دیر پہلے لکھا گیا۔ لیکن اِس بات کا زیادہ امکان ہے کہ اُس کا اشارہ پہلے سے لکھے ہوئے باب ایک کی ۹ آیت کی طرف ہو۔ جہاں وہ کہتا ہے، ''چنانچہ اُس نے اپنی مرضی کے بھید کو اپنے اُس نیک ارادہ کے موافق ہم پر ظاہر کِیا، جِسے اپنے آپ میں ٹھہرا لیا تھا۔''

آیت چار کے دو حِصے ہیں جہاں پولس رسول لکھتا ہے، ''جِسے پڑھکر تم معلوم کر سکتے ہو کہ مَیں مسیح کا وہ بھید کِس قدر سمجھتا ہوں...''

پہلے حصے میں پولس اپنے پڑھنے والوں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اُس کو اور اُس کے پیغام کو اچھی طرح سے پرکھیں اور جان پڑتال کریں۔ اَب جو لکھ رہا ہے وہ اُس سے بالکل مطابقت اور مناسبت رکھتا ہے جو اُس نے پہلے بتایا اور سکھایا۔ اور یہی وہ چیز ہے جس کی ہم خدا کے کلام سے توقع رکھتے ہیں، خدا کا کلام تبدیل نہیں ہوتا۔ اِسی طرح اگر کسی کو واقعی خدا نے بھیجا ہو تو وہ اُن لوگوں کے ساتھ جن کیلئے وہ بھیجا گیا ہے، صاف اور کھلے ذہن سے پیش آئے گا۔ اُس کی زندگی اور اُس کے پیغام کی پرکھ و پہچان صرف اُس کے خالص و سچا ہونے کو ظاہر کرے گی۔ دوسرا یہ کہ خدا کا یہ بھید پولس رسول پر صرف ظاہر ہی نہیں ہوا بلکہ پولس پر جو ظاہر ہوا اُس نے اُسے سمجھا بھی، اور کیونکہ اُس نے اُسے سمجھا اِس لئے وہ اِس قابل ہوا کہ دوسروں کو بھی وضاحت کے ساتھ بتا سکے۔

خدا کے وہ نبی اور رسول جن پر یہ بھید ظاہر ہوا مُقدس ہیں۔ اِس لفظ کا جو یہاں اِستعمال ہوا ہے بنیادی مطلب یہ ہے کہ ''خدا کے کام کیلئے الگ کر دیا گیا۔'' ہمارے لئے یہ ایک نہایت مضبوط ذریعہ ہے جس سے ہم اُس شخص کو پرکھ سکتے ہیں جو خدا کا پیغام پیش کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اگر اُس کی اپنی زندگی الٰہی اُصولوں کے مطابق نہیں تو ہمیں اُس کے پیغام کے بارے میں بڑا محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ایک بات جو ہمیں نہایت اعتماد و تقویت بخشتی یہ ہے کہ پولس رسول کی زندگی اُس الٰہی پیغام کے عین مطابق ہے جو اُس نے دوسروں تک پہنچایا۔

پولس رسول کہتا ہے کہ یہ بھید پہلے زمانوں میں بنی آدم کو اِس طرح معلوم نہ ہوا جس طرح کہ اَب ظاہر ہوا ہے۔ بعض اوقات ہم بڑے پریشان و بے چین ہو جاتے ہیں کہ خدا جس طرح ہم چاہتے ہیں ویسے جلدی جلدی کام نہیں کر رہا۔ لیکن خدا کا وقت ہمیشہ سے کامل ہے۔ اُس نے اِس بھید کو اُس وقت ظاہر کِیا جب اِسکو ظاہر کرنا بالکل مناسب تھا۔ جیسا کہ پاک صحائف میں لکھا ہے، ''لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا۔'' (گلتیوں ۴:۴) ایک اَور مقام پر لکھا ہے، ''...جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت پر مسیح بے دینوں کی خاطر مُؤا۔'' (رومیوں ۶:۵) اِسی طرح جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنا بھید ظاہر کر دیا۔

لیکن یہ بھید کیا ہے جس کے بارے پولس رسول نے لکھا ہے؟ پہلے باب کی آیت ۱۰ میں اِس بھید کی وضاحت کرتے ہوئے پولس کہتا ہے کہ خدا کا بھید یہ ہے کہ ''مسیح میں سب چیزوں کا مجموعہ ہو جائے، خواہ وہ آسمان کی ہوں خواہ زمین کی۔'' (افسیوں ۱:۱۰)

باب ۳ کی آیت ۶ میں پولس رسول ہمیں اِس کا ایک عملی نتیجہ بتاتے ہوئے لکھتا ہے، ''یعنی یہ کہ مسیح یسوع میں غیر قومیں خوشخبری کے وسیلہ سے میراث میں شریک اور بدن میں شامل اور وعدہ میں داخل ہیں۔'' (افسیوں ۳:۶)

آپ نے غور فرمایا کہ ایسا صرف اِنجیل کی خوشخبری کے وسیلہ ممکن ہوا۔ جیسا کہ پاک صحائف میں کسی اَور مقام پر لکھا ہے کہ ''خوشخبری'' سے مُراد وہ

پیغام ہے جس میں مسیح یسوع کی موت، دفن ہونے اور مُردوں سے جی اُٹھنے کا پیغام ہے۔ (۱-کرنتھیوں ۱۵:۱-۸)

پولس رسول اِس کا ۲ باب میں پہلے ہی ذکر کر چُکا ہے۔ صلیب پر مسیح کی موت کے وسیلہ سے وہ لوگ جو ایک دوسرے کے دُشمن اور ایک دوسرے سے جدا تھے، اب وہ نہ صرف ایک دوسرے کے ساتھ بلکہ خدا کے ساتھ بھی صلح کر کے امن و شانتی سے رہ سکتے ہیں۔ اَب مسیح میں سب لوگ ہمیشہ کی زندگی میراث میں پا سکتے ہیں۔ خدا کے وعدوں کا تعلق صرف چند مخصوص لوگوں یا کسی خاص نسل ہی سے نہیں بلکہ ہر کوئی جو مسیح کی پیروی کرے اِس میراث میں شامل ہو سکتا ہے۔

تیرھواں باب

خُوشخبری کا خادِم

(اِفسیوں ۳: ۷-۱۳)

افسیوں کے نام اپنے الہامی خط کے باب ۳ میں پولس رسول لکھتا ہے کہ خدا کا بھید اُس پر ظاہر ہوا ہے، اور وہ بھید یہ ہے کہ مسیح یسوع کو قبول کرنے سے غیریہودی لوگ اُن وعدوں میں شامل ہو سکتے ہیں جو خدا نے یہودی لوگوں سے کِئے ہیں۔ پولس رسول اِس پیغام کو ''خوشخبری'' کہتا ہے۔ آیت ۷ سے ۱۳ میں وہ لکھتا ہے، ''اور خدا کے اُس فضل کی بخشش سے جو اُس کی قدرت کی تاثیر سے مجھ پر ہوا مَیں اِس خوشخبری کا خادم بنا۔ مجھ پر جو سب مقدسوں میں چھوٹے سے چھوٹا ہوں یہ فضل ہوا کہ مَیں غیر قوموں کو مسیح کی بے قیاس دولت کی خوشخبری دوں، اور سب پر یہ بات روشن کروں کہ جو بھید ازل سے سب چیزوں کے پیدا کرنے والے خدا میں پوشیدہ رہا اُس کا کیا انتظام ہے، تاکہ اب کلیسیا کے وسیلہ سے خدا کی طرح طرح کی حکمت اُن حکومت والوں اور اِختیار والوں کو جو آسمانی مقاموں میں ہیں معلوم ہو جائے۔ اُس ازلی ارادہ کے مطابق جو اُس نے ہمارے خداوند مسیح یسوع میں کِیا تھا، جس میں ہم کو اُس پر ایمان رکھنے کے سبب سے دلیری ہے اور بھروسے کے ساتھ رسائی۔ پس مَیں درخواست

کرتا ہوں کہ تم میری اُن مصیبتوں کے سبب سے جو تمہاری خاطر سہتا ہوں ہمت نہ ہارو کیونکہ وہ تمہارے لئے عزت کا باعث ہیں۔''

کچھ لوگ یہ سوچ کر مغرور بن جاتے ہیں کہ خدا نے اُن پر اپنا پیغام نازل کیا ہے۔ وہ سمجھتے کہ اَب اُن کو دوسروں پر حُکم چلانے کا اختیار مل گیا ہے۔ لیکن پولس رسول کہتا ہے کہ وہ خوشخبری کا خادم بن گیا ہے۔ مسیح نے فرمایا، ''تم جانتے ہو کہ غیر قوموں کے سردار اُن پر حکم چلاتے اور امیر اُن پر اختیار جتاتے ہیں۔ تم میں ایسا نہ ہو گا بلکہ جو تم میں بڑا ہونا چاہے وہ تمہارا خادم بنے، اور جو تم میں اول ہونا چاہے وہ تمہارا غلام بنے۔ چنانچہ ابنِ آدم اِس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ اِس لئے کہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔'' (متی ۲۰:۲۵-۲۸)

دراصل جس شخص پر خدا کا پیغام نازل ہو اُسے ہرگز مغرور نہیں ہونا چاہیے۔ پولس رسول اِسکی دو وجوہات بیان کرتا ہے، سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ خوشخبری کا پیغام خدا کے فضل کی بخشش کے وسیلے دیا گیا ہے۔ اگر یہ فضل کے سبب سے مِلا ہے تو یقیناً اِس پر ہمارا حق نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ پیغام خدا کی قدرت کی تاثیر سے دیا گیا ہے۔ خوشخبری کا یہ پیغام قوت و طاقت سے بھرپور ہے، پیغام رساں کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کے وسیلے سے۔ پولس رسول اپنے آپ کو مقدسوں میں چھوٹے سے چھوٹا کہتا ہے۔ مگر پھر بھی کیونکہ وہ اپنی طاقت پر بھروسہ نہیں بلکہ خدا پر بھروسہ کرتا ہے اِسی لئے خدا نے اُس کی قابلیت و صلاحیت سے کہیں زیادہ اِستعمال کِیا۔ جب ہم دوسروں کو خدا کی

خوشخبری کا یہ پیغام سُناتے ہیں تو کِس کی طاقت پر بھروسہ کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنی طاقت سے یہ کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟

پولس رسول کو خوشخبری کے خادم کی حیثیت سے کیا کام سُونپا گیا؟ وہ لکھتا ہے کہ اُسے غیر یہودی لوگوں میں تبلیغ کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔ سب رسولوں کو ایک ہی کام نہیں سُونپا گیا۔ گلتیوں دو باب اُس کی سات آیت میں لکھا ہے کہ خدا نے پطرس رسول کو یہودی لوگوں میں تبلیغ کرنے کی ذمہ داری دی۔ اگر خدا نے ہمیں ایک خاص کام کرنے کی ذمہ داری سُونپی ہو تو ہمیں اُسے عذر کے طور پر اِستعمال کر کے کسی دوسرے کی ضروریات سے منہ نہیں موڑ لینا چاہیے۔ اِس کے باوجود کہ پطرس رسول کا کام یہودی لوگوں میں تبلیغ کرنا تھا، لیکن اُس کے وسیلے سے سب سے پہلے غیر یہودیوں نے مسیح کی خوشخبری کو سُنا۔ اِس کے باوجود کہ پولس رسول کا کام غیر یہودی لوگوں میں خوشخبری پھیلانا تھا مگر جب بھی اُسے موقع ملا اُس نے یہودیوں کو بھی پیغام سُنایا۔ پاک صحائف میں لکھا ہے، ''پس جہاں تک موقع ملے سب کے ساتھ نیکی کریں...'' (گلتیوں ۱۰:۶)

پولس رسول کو یہ ذمہ داری بھی سُونپی گئی کہ سب پر روشن کرے کہ الٰہی بھید کا انتظام کیا ہے۔ ماضی میں یہ بھید پوشیدہ تھا۔ لیکن اب خدا نے اِسے رسولوں اور نبیوں کے ذریعہ ظاہر کِیا اور پولس رسول کو یہ ذمہ داری سُونپی کہ وہ اِس بھید کی اِس طرح منادی کرے کہ آسانی سے ہر کسی کی سمجھ میں آ جائے۔

دوسری طرف گو خوشخبری کا یہ پیغام آسانی سے سمجھ لیا گیا، پولس رسول اِسے ''مسیح کی بے قیاس دولت'' بھی کہتا ہے۔

اِس بھید کی تبلیغ یا منادی کرنے سے خدا کا کیا مقصد تھا؟ پولس رسول لکھتا ہے، تاکہ خدا کی طرح طرح کی حکمت سب کو معلوم ہو جائے۔ اِس سے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا کی حکمت کے کئی پہلو ہیں۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول اِن پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے، ''لیکن تم اُس کی طرف سے مسیح یسوع میں ہو جو ہمارے لئے خدا کی طرف سے حکمت ٹھہرا یعنی راستبازی اور پاکیزگی اور مخلصی۔''

پولس رسول کہتا ہے کہ خدا کی حکمت کلیسیا کے ذریعہ معلوم ہونی چاہیے، اور اگر کلیسیا کے ذریعے خدا کی حکمت پھیل رہی ہے تو لازم ہے کہ وہ مسیح کو ہر فعل وعمل میں راستباز ٹھہرائے، پاکیزگی اور مخلصی کی مثال اور گناہوں کی معافی کا پرچار کرے۔

خدا کِن کو چاہتا ہے کہ اُس کی حکمت جانیں؟ پولس رسول کہتا ہے کہ ''حکومت والوں اور اختیار والوں کو جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔ شائد کوئی یہ سمجھے کہ یہ تو صرف اُن لوگوں کی طرف اشارہ ہے جو بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں یعنی بادشاہ اور گورنر یا وہ جو بااختیار ہیں۔ اگرچہ یہ تمام لوگ خدا کی حکمت جاننے کے اُمیدوار تو ہیں مگر پولس رسول کا اِس سے کہیں زیادہ گہرا مقصد ہے۔ پہلے باب میں پولس رسول لفظ ''آسمانی مقاموں'' اِستعمال کرتا ہے، جس سے اُس کا اشارہ مسیح کی طرف ہے جو خدا کے دائیں ہاتھ بیٹھا ہے۔ پولس رسول باب

چھ میں واضح کرتا ہے کہ، ''شرارت کی روحانی فوجوں'' کی بھی آسمانی مقاموں میں سکونت ہے۔ جب اِن حقائق پر غور کرتے ہیں تو پولس رسول کی یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ خدا اپنی حکمت نہ صرف لوگوں پر بلکہ آسمانی مقاموں پر بھی ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس کو مسیح کے پیروکاروں کو کبھی بھولنا نہیں چاہیے۔ ہماری زندگی اور ہمارے فعل و عمل کا اثر صرف ہمارے ارد گرد رہنے والوں پر ہی نہیں بلکہ اندیکھی رُوحانی دُنیا پر بھی ہونا چاہیے۔ جیسا کہ پولس رسول واضح کرتا ہے کہ خدا نے ایک طرح سے اپنا ازلی ارادہ و مقصد مسیح یسوع میں پہلے ہی سے پورا کر لیا ہے، لیکن یہ اَب کلیسیا کی ذمہ داری ہے کہ وہ اِس کی دوسروں کو پہچان کروائے۔

خدا کی حکمت کے بھید کو ظاہر کرنے کا ایک خاص نتیجہ نکلتا ہے: اور وہ ہے رسائی......اِس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح کے پیروکار خدا تک پہنچ سکتے ہیں۔ یہ ایک ایسے شخص کیلئے نہایت ناممکن سی بات ہے جس کے گناہ ابھی معاف نہیں ہوئے۔ لیکن جو کچھ مسیح نے ہمارے لئے کِیا ہے، اُس کی روشنی میں اگر ہم اپنی زندگیاں اُس کے سُپرد کر دیں تو خدا کی طرف دلیری اور بھروسہ کے ساتھ قدم بڑھائیں گے۔ ذرا غور فرمایئے کہ خدا تک رسائی صرف اور صرف مسیح کے وسیلے سے ہوسکتی ہے۔ یہ ایک وجہ ہے کہ مسیح کے پیروکار مسیح کے نام سے دُعا کرتے ہیں۔ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ، ''اَب تک تم نے میرے نام سے کچھ نہیں مانگا، مانگو تو پاؤ گے تاکہ تمہاری خوشی پوری ہو جائے۔'' (یوحنا ۱۶:۲۴)

پولس رسول اپنے اِس بیان کو بڑے ہی حیران کن انداز سے ختم کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اُس کا دُکھ تکلیف سہنا اُن لوگوں کے جلال و عظمت کیلئے ہے جنہیں وہ یہ خط لکھ رہا ہے۔ ہاں، پولس واقعی ایسا لکھ سکتا ہے کیونکہ اُس کے دُکھ تکلیف سہنے سے ہی کلیسیا کو قوت و طاقت ملی اور اُس کی مصیبت جھیلنے ہی سے خدا کا ارادہ و مقصد تکمیل تک پہنچا۔ خوشخبری کے خادم پولس رسول نے بڑی تابعداری و وفاداری سے اپنے کام کو مکمل کِیا۔

چودھواں باب

اِفسیوں کے لئے پولس رسول کی دُوسری دُعا

(اِفسیوں ۳: ۱۴-۲۱)

افسیوں کے رہنے والے مسیحیوں کے نام اپنے الہامی خط کے پہلے حصے میں پولس رسول یاد دِلاتا ہے کہ خدا نے مسیح یسوع کے وسیلہ سے اُن کے لئے کیا کِیا۔ مسیح میں اُن کو رُوحانی زندگی، گناہوں کی مُعافی، اُمید، خدا کے گھرانے میں شمولیت، خدا، اور ایک دوسرے کے ساتھ صلح جیسی برکات ملیں۔ خدا کے ازلی ارادے کی وضاحت کرنے کے بعد کہ یہودی اور غیریہودی مسیح کے وسیلے سے دیئے گئے خدا کے وعدوں میں شریک ہوں، پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کیلئے خدا سے دُعا کرتا ہے، وہ خدا کے سامنے آنے سے جھجھک محسوس نہیں کرتا کیونکہ وہ باب ۳ کی ۱۲ آیت میں پہلے ہی واضح کر چُکا ہے کہ، ''جس میں (یعنی مسیح میں) ہم کو اُس پر ایمان رکھنے کے سبب سے دلیری ہے اور بھروسے کے ساتھ رسائی۔'' باب ۳ ہی کی آیت ۱۴ سے ۱۵ میں وہ اپنی دُعا یوں شروع کرتا ہے، ''اِس سبب سے مَیں اُس باپ کے آگے گھٹنے ٹیکتا ہوں، جس سے آسمان اور زمین کا ہر ایک خاندان نامزد ہے۔''

اِس دُعا میں پولس رسول، خدا کو باپ کہکر کیوں مخاطب کرتا ہے؟ اِس کی کم سے کم تین وجوہات ہیں، پہلی یہ کہ اُس نے باب ۲ کی ۱۹ سے ۲۲

آیت میں پہلے ہی خدا اور مسیح کے پیروکاروں کے درمیان رشتے کو واضح کرنے کیلئے لفظ گھرانا یا خاندان استعمال کِیا ہے، اور پہلے باب کی آیت ۵ میں وہ لکھتا ہے کہ جو مسیح پر ایمان لاتے ہیں خدا اُن کو اپنے لے پالک بیٹے اور بیٹیاں بنا لیتا ہے۔ خدا کو باپ کہنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہی ہے، ''جس سے آسمان اور زمین کا ہر ایک خاندان نامزد ہے۔''

یہاں ہمیں خدا بحیثیت تخلیق کار نظر آتا ہے۔ جیسا کہ پولس رسول نے کسی اَور مقام پر واضح کِیا، ''وہ تو خود سب کو زندگی اور سانس اور سب کچھ دیتا ہے۔'' (اعمال۱۷:۲۵) مگر اِس سے بھی ضروری بات یہ ہے کہ پولس، خدا کو باپ کہہکر مخاطب کرتا ہے کیونکہ وہی ہمیں ایک نئ روحانی زندگی دیتا ہے۔ باب ۲ کی آیت ۴ سے ۵ میں پولس پہلے ہی لکھ چُکا ہے کہ، ''خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی، جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کِیا۔'' اِن تمام وجوہات کو سامنے رکھتے ہوئے مسیح کے پیروکاروں کے لئے نہایت مناسب ہے کہ وہ خدا کو باپ کہہکر پُکاریں۔

ہم دُعا میں اکثر اپنا زیادہ وقت خدا کی برکات مانگنے میں لگاتے ہیں، ہم صحت یابی، کامیابی اور دُنیاوی چیزیں مانگتے ہیں تاکہ ہم زیادہ آرام و سکون سے زندگی گزار سکیں، لیکن پولس رسول اِن برکات کیلئے دُعا نہیں کرتا بلکہ وہ سیرت و کردار میں ترقی کیلئے دُعا کرتا ہے، آیت ۱۶ سے ۱۹ میں وہ کہتا ہے، ''وہ اپنے جلال کی دولت کے موافق تمہیں یہ عنایت کرے کہ تم اُس کے رُوح

سے اپنی باطنی انسانیت میں بہت ہی زور آور ہو جاؤ، اور ایمان کے وسیلہ سے مسیح تمہارے دِلوں میں سکونت کرے تا کہ تم محبت میں جڑ پکڑ کے اور بُنیاد قائم کر کے سب مقدسوں سمیت بخوبی معلوم کر سکو کہ اُس کی چوڑائی اور لمبائی اور اُونچائی اور گہرائی کتنی ہے، اور مسیح کی اُس محبت کو جان سکو جو جاننے سے باہر ہے تا کہ تم خدا کی ساری معموری تک معمور ہو جاؤ۔''

پولس رسول دُعا کرتا ہے کہ اُس کے پڑھنے والے بہت ہی زور آور ہو جائیں۔ پہلے باب آیت ۱۹ میں وہ دُعا کرتا ہے کہ وہ خدا کی بڑی قدرت کو جانیں اور پہچانیں، اور یہاں ہم اُس بڑی قدرت کو جاننے اور اُس سے طاقت پانے کا مقصد دیکھتے ہیں، تا کہ مسیح ایمان کے وسیلہ سے اُن کے دِلوں میں سکونت کرے۔ باب ۲ کی آیت ۲۲ میں پولس رسول پہلے ہی بتا چُکا ہے کہ مسیح کے پیروکار اُس میں تعمیر کِئے جاتے ہیں تا کہ رُوح میں خدا کا مسکن ہوں۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے دونوں جگہوں پر حرکت و عمل بذات خود خدا کے پاک رُوح سے یا اُس کے وسیلے سے ہوتا ہے۔ پولس کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مسیح کے پیروکار خدا میں ایک مسکن بن جاتے ہیں جہاں خدا اپنی ساری معموری کے ساتھ رہنا چاہتا ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو پورے طور پر مسیح کے سُپرد کر دیا ہے تا کہ ہمارا دِل اِس قابل ہو کہ خدا اُس میں سکونت کر سکے؟

پولس رسول یہ بھی دُعا کرتا ہے کہ اُس کے پڑھنے والے محبت میں جڑ پکڑ کے اور بُنیاد قائم کر کے ترقی کرتے جائیں۔ جس طرح مسیح پر ایمان لائے

بغیر ہم نجات نہیں پا سکتے اُسی طرح ایمان بغیر محبت کے بے کار و فضول ہے۔ پولس ایک اَور مقام پر لکھتا ہے، ''میرا ایمان یہاں تک کامِل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹا دوں اور محبت نہ رکھوں تو مَیں کچھ بھی نہیں۔'' (۱۔کرنتھیوں۱۳: ۲)

محبت مسیح کے پیروکاروں کے کردار و سیرت کی ایک بُنیادی اور مرکزی خوبی ہے۔ مسیح نے اپنے شاگردوں کو کہا، ''اگر آپس میں محبت رکھو گے تو اِس سے سب جانیں گے کہ تم میرے شاگرد ہو۔'' (یوحنا۱۳: ۳۵) پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کو تلقین کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت رکھیں تا کہ مسیح کے دوسرے پیروکاروں کی طرح رُوحانی طور پر ترقی کریں۔ اِسی لئے وہ لکھتا ہے کہ تم محبت میں جڑ پکڑ کے اور بُنیاد قائم کر کے، ''سب مقدسوں کے ساتھ'' آگے بڑھتے جاؤ۔

محبت میں جڑ پکڑنے اور بُنیاد قائم رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم مسیح کی اُس محبت کو جان سکیں، ہم مسیح کی محبت کو اُس وقت تک نہیں جان سکتے جب تک ہم خود دوسروں سے محبت کرنا نہ سیکھیں۔

پولس رسول کی اگلی دُعا کچھ حیران کن معلوم ہوتی ہے، وہ اپنے پڑھنے والوں کیلئے دُعا کرتا ہے کہ وہ مسیح کی محبت کو جانیں، جو جاننے سے باہر ہے۔ پولس کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مسیح کی محبت اُس سے کہیں زیادہ ہے جو ہم اپنے دماغ میں سوچتے اور جانتے ہیں، اِسے ہم صرف تجربہ سے معلوم کر سکتے ہیں۔ اِسی محبت کی وجہ سے مسیح صلیب پر قربان ہوا تا کہ ہم زندگی پائیں، لیکن محبت محض یہ نہیں کہ خدا پہلے ہی ماضی میں ہمارے ساتھ کیا کر چُکا ہے، بلکہ

ہمیں بھی اُسی محبت کا نمونہ بن کے دِکھانا چاہیے۔ جیسا کہ پولس رسول باب ۵ اُس کی ایک سے دو آیت میں لکھتا ہے، ''پس عزیز فرزندوں کی طرح خدا کی مانند بنو، اور محبت سے چلو، جیسے مسیح نے تم سے محبت کی اور ہمارے واسطے اپنے آپ کو خوشبو کی مانند خدا کی نذر کر کے قربان کِیا۔''

پولس رسول کی دُعا کا مقصد یہ ہے کہ اُس کے پڑھنے والے، ''خدا کی ساری معمُوری تک معمُور ہو'' جائیں۔ جیسا کہ پہلے ہی ذکر کِیا جا چُکا ہے کہ خدا نے مسیح کے پیروکاروں کو اپنے لے پالک بیٹے اور بیٹیاں بنا لیا ہے، اور خدا کے بچوں کو خدا کی صفات اور خوبیوں کے ساتھ پہچانا نہائت ضروری ہے، خدا چاہتا ہے کہ ہم اُس کی مانند بنیں۔ پطرس رسول لکھتا ہے، ''اُس نے ہم سے قیمتی اور نہایت بڑے وعدے کِئے تا کہ اُن کے وسیلہ سے تم اُس خرابی سے چُھوٹ کر جو دُنیا میں بُری خواہش کے سبب سے ہے ذاتِ الٰہی میں شریک ہو جاؤ۔'' (۲-پطرس۱:۴) جب لوگ ہمیں دیکھتے ہیں تو کیا اُنہیں ہم میں خدا نظر آتا ہے؟

لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ پولس رسول کی دُعا سچ ثابت ہو جائے؟ کیا ایسا ممکن ہے کہ کوئی ذاتِ الٰہی میں شریک ہو جائے؟ جی ہاں، ایسا ممکن ہے! پولس رسول آیت ۲۰ اور ۲۱ میں کہتا ہے، ''اَب جو ایسا قادر ہے کہ اُس قدرت کے موافق جو ہم میں تاثیر کرتی ہے، ہماری درخواست اور خیال سے بہت زیادہ کام کر سکتا ہے۔ کلیسیا میں اور مسیح یسوع میں پُشت در پُشت اور ابدُالاباد اُس کی تمجید ہوتی رہے، آمین۔''

خدا نہ صرف پولس رسول کی اِس دُعا کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے قابل ہے، بلکہ وہ بھی جو ہم اُس سے مانگتے ہوئے ڈرتے ہیں، اور جو ہماری سمجھ اور ادراک سے بالکل باہر ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم خدا کی رُوح کو اپنے اندر کام کرنے دیں گے تاکہ وہ اپنا کام مکمل کر سکے۔ جب لوگ اپنا ایمان مسیح پر لائیں گے اور جب خدا کی رُوح کو اپنی باطنی اِنسانیت کے اندر کام کرنے دیں گے تو اُس وقت خدا کا جلال نہ صرف ہمارے اندر شخصی طور پر بلکہ جیسا کہ پولس رسول نے کہا کہ کلیسیا میں بھی ظاہر ہو گا۔

پندرھواں باب

بُلاوے کے لائق زِندگی گزارنا

(اِفسیوں ۴:۱-۷)

افُسس میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے الہامی خط میں پولس رسول لکھتا ہے کہ خدا نے مسیح پر ایمان رکھنے والوں کے ساتھ کیا کِیا، اور مسیح کی پیروی کرنے کے بدلے اُن کو کیسی کیسی برکات مِلیں۔ لیکن مسیح کی پیروی کرنے کا مطلب محض چند دینی باتوں پر عمل کرنا نہیں، ہمارا مذہب کچھ بھی نہ ہوا اگر اِس کا اثر ہمارے طرزِ زندگی پر نہ پڑے۔ مسیح پر سچا ایمان ہمیشہ حرکت و عمل پیدا کرتا ہے۔ پولس رسول اپنے اِس الہامی خط کے اگلے حصے میں مسیح پر ایمان کے عملی پہلوؤں کا ذکر کرتا ہے جو ہماری روز مرہ زندگی پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ ۴ باب آیت ایک سے ۶ میں وہ لکھتا ہے، ''پس مَیں جو خداوند میں قیدی ہوں تم سے التماس کرتا ہوں کہ جس بُلاوے سے تم بلائے گئے تھے اُس کے لائق چال چلو، یعنی کمال فروتنی اور حِلم کے ساتھ تحمل کر کے محبت سے ایک دوسرے کی برداشت کرو، اور اِسی کوشش میں رہو کہ رُوح کی یگانگی صُلح کے بند سے بندھی رہے۔ ایک ہی بدن ہے اور ایک ہی رُوح، چنانچہ تمہیں جو بُلائے گئے تھے اپنے بُلائے جانے سے اُمید بھی ایک ہی ہے۔ ایک ہی خداوند

ہے، ایک ہی ایمان، ایک ہی بپتسمہ، اور سب کا خدا اور باپ ایک ہی ہے جو سب کے اُوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر ہے۔''

پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کو مجبور کرتا ہے کہ وہ جس بُلاوے کیلئے بلائے گئے ہیں اپنے آپ کو اُس کے قابل بنائیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کون سا بُلاوا ہے؟ وہ کِس کیلئے بلائے گئے ہیں؟ پولس رسول اِس سوال کا جواب ہمیں آیت ۴ میں دیتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ اُمید کیلئے بلائے گئے ہیں۔ یہاں وہی بات دہرا رہا ہے جو اُس نے پہلے باب کی ۱۸ آیت میں کی تھی، ''... تاکہ تم کو معلوم ہو کہ اُس کے بُلانے سے کیسی کچھ اُمید ہے۔'' اِس کے برعکس پولس رسول ہمیں دوسرے باب کی آیت ۱۲ میں یاد دِلاتا ہے کہ جو مسیح کی پیروی کرنا قبول نہیں کرتے اُن کے پاس اُمید بھی نہیں ہوتی۔ مسیح جو اُمید ہمیں دیتا ہے وہ اتنی طاقت ور ہے کہ باہر کی چیزوں پر حاوی ہو جاتی ہے۔ پولس رسول نے جب یہ الہامی خط لکھا وہ اپنے ایمان کی وجہ سے جیل میں تھا۔ دُنیا کی نظر میں وہ ایک مجرم تھا، لیکن مسیح میں جو اُمید اُس کے پاس تھی، اُس کے ہی سبب سے وہ اپنے آپ کو مسیح کا قیدی کہہ سکا۔

مگر سوال یہ ہے کہ اِس بُلاوے کے قابل بننے کا مطلب کیا ہے؟ پولس رسول اِس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ جو بلائے گئے ہیں اُن کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ کمال فروتن، حلیم، تحمل، اور محبت سے ایک دوسرے کی برداشت کرنے والے ہوں۔ (۲:۴) دوسرے لفظوں میں یہ کہ پولس رسول کہہ رہا ہے کہ ہمارے لئے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ ہم اُس اُمید کے

حقدار نہیں جو خدا ہمیں بخشتا ہے۔ یہ وہی بات ہے جس کا ذکر مسیح یسوع نے پہاڑ پر اپنے واعظ کے دوران کِیا کہ، ''مُبارک ہیں وہ جو دِل کے غریب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی اُن ہی کی ہے۔'' (متی ۵:۳) اور یعقوب امثال کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے یعقوب کے عام خط میں لکھتا ہے، ''خدا مغرورُوں کا مقابلہ کرتا ہے مگر فروتنوں کو توفیق بخشتا ہے۔'' (یعقوب ۴:۶)

ہم سب جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں ہمارے سامنے دو راستے ہیں، ہم خدا کے بُلاوے کے قابل بن سکتے ہیں، یا ہم اپنے غرور میں ہی لٹکے رہیں گے، ہم دونوں راستے نہیں اپنا سکتے، ہمیں ایک راستے کا چناؤ کرنا ہے، اِدھر یا اُدھر۔

پولس رسول کہتا ہے کہ ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیے کہ ہم رُوح کی یگانگت کو صُلح سے جوڑے رکھیں۔ (۴:۳) غور طلب بات ہے کہ پولس یہ نہیں کہہ رہا کہ مسیح کے پیروکار متحد ہونے کی کوشش کریں بلکہ وہ کہتا ہے کہ وہ اُس یگانگت اور اتحاد کو برقرار رکھیں جو پہلے سے موجود ہے۔ ہمیں اِس یگانگت اور اتحاد کو برقرار رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر اِس کی کوئی اَور وجہ نہیں، تو بھی مسیح کی یہ خواہش ہے کہ مسیح کا ہر پیروکار متحد رہے۔ اگر ہم دعوٰی کرتے ہیں کہ ہم مسیح کی پیروی کرتے ہیں تو کیا ہمارا فرض نہیں اُس کا حکم بھی بجا لائیں؟ اپنے شاگردوں کیلئے دُعا کرتے ہوئے مسیح یسوع نے فرمایا، ''مَیں صرف اِن ہی کیلئے درخواست نہیں کرتا بلکہ اُن کیلئے بھی جو اِن کے کلام کے وسیلہ سے مجھ پر ایمان لائیں گے، تاکہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اَے باپ! تُو مجھ میں ہے اور مَیں تجھ میں ہوں...'' (یوحنا١٧:٢٠-٢١)

پولس رسول نہ صرف مسیح کی اِس دُعا کی طرف اشارہ کرتا ہے بلکہ آیت ۴ سے ۶ میں باہمی یگانگت کی مثال بھی پیش کرتا ہے جو مسیح کے پیروکاروں میں ہے۔

۱) ایک ہی بدن ہے، اِس سے پہلے پولس رسول باب ایک کی ۲۲ اور ۲۳ آیت میں بدن کو کلیسیا کی شکل میں واضح کرتا ہے۔ لہٰذا یہاں وہ، یہ کہہ رہا ہے کہ مسیح کے پیروکار اِس لئے متحد ہیں کیونکہ صرف ایک ہی کلیسیا ہے۔ اِس بات کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ مسیح کے پیروکار ہیں مختلف گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ہر کوئی اپنے آپ کو کلیسیا ہی کہتا ہے۔ یہ نہایت ضروری نکتہ ہے جس کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ لوگوں کے کہنے یا کسی تنظیم کے کہنے سے کوئی مسیح کے بدن کا حصہ نہیں بن سکتا، بلکہ خدا کے بُلاوے کا جواب دینا ہے، بدن کی پہچان ایک خاص گروہ یا تنظیم نہیں، بلکہ لوگوں کی وہ جماعت ہے جو مختلف تنظیموں میں رہتے ہوئے مسیح کی دِل و جان سے تابعدار و فرمانبردار ہے۔ ہمیں اپنے آپ سے پوچھنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم واقعی مسیح کے بدن کا حصہ ہیں یا محض کسی تنظیم کے ممبر ہیں۔

۲) ایک ہی رُوح ہے، جیسا کہ پولس رسول نے اپنے اِس الہامی خط میں بتایا کہ یہ رُوح ہی ہے جو خدا کے کلام کو ظاہر کرتی ہے، مسیح کے پیروکاروں کو ابدی میراث کا یقین دلاتی ہے اور خدا تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے۔ جبکہ رُوح ایک ہے، اِس لئے مسیح کے ہر پیروکار کیلئے ایک ہی پیغام ہے، مستقبل کیلئے

ایک ہی یقین دہانی ہے اور خدا تک رسائی حاصل کرنے کا ایک جیسا ہی حق ہے۔

۳) اُمید بھی ایک ہی ہے، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ مسیح کے سب پیروکاروں کے پاس ایک جیسا ہی حوصلہ اور ایک ہی منزلِ مقصود ہے۔

۴) ایک ہی خداوند ہے، اور وہ ہے مسیح یسوع۔ مسیح کے سارے پیروکار خواہ وہ کہیں بھی کیوں نہ ہوں اور کسی بھی جماعت سے اُن کا تعلق کیوں نہ ہو، وہ سب ایک ہی اختیار کے تحت ہیں اور ایک ہی مالک کے سامنے جواب دہ ہیں۔

۵) ایک ہی ایمان ہے، کوئی بھی مسیح کا پیروکار نہیں بن سکتا جب تک دِل و جان سے مسیح کے بارے میں ایمان و عقیدے کو نہ مانے۔ مثال کے طور پر پولس رسول لکھتا ہے کہ، ''چنانچہ مَیں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچا دی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتابِ مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کیلئے مُواؕ، اور دفن ہوا اور تیسرے دِن کتابِ مقدس کے مطابق جی اُٹھا...'' (۱۔کرنتھیوں ۱۵: ۳۔۴)

۶) ایک ہی بپتسمہ ہے، مسیح کا ہر پیروکار بپتسمہ لینے کے بعد مسیح کے بدن میں شامل ہو جاتا ہے، اِس کے علاوہ کوئی اَور راستہ نہیں جس پر چل کر کوئی خدا کے خاندان میں شریک ہو سکتا ہے۔

۷) ایک ہی خدا ہے جو سب کا باپ ہے، مسیحیت کی سب سے بُنیادی سچائی یہ ہے کہ خدا ایک ہے، گو بائبل مقدس ہمیں سکھاتی ہے کہ باپ، بیٹا اور

رُوح القدس تینوں خدا کو ظاہر کرتے ہیں، اور اِن سب کا اپنا اپنا کام ہے، مگر پھر بھی خدا ایک ہے، اور اَن دیکھا ہے۔ جس طرح خدا کو بانٹا نہیں جا سکتا بلکہ ایک ہی رہتا ہے، سب کے اُوپر اور سب کے درمیان اور سب کے اندر، اُسی طرح مسیح کے پیروکار کو بھی چاہیے کہ بانٹا نہ جائے، اِس کے باوجود کہ اُن میں سے ہر ایک کی اپنی ایک انفرادی حیثیت ہے۔ خدا کے لوگوں میں باہمی یگانگت و اتحاد ہونا چاہیے اِس کے باوجود کہ اُن کا تعلق مختلف رنگ و نسل ہوتا ہے۔

پولس رسول کا یہ کہنا بھی غور طلب ہے کہ یگانگت و اتحاد، صُلح کے بند سے بندھا ہونا چاہیے۔ کچھ لوگ اپنی فلسفیانہ تعلیم و دلائل اور مذہبی نظام کو دوسروں پر زبردستی ٹھونس کر اتحاد و یگانگت برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن صُلح و بھائی چارہ سچے مسیحی دین کی سب سے نمایاں اور امتیازی پہچان ہے۔ ہمیں ہر وقت اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا ہمیں اپنے اعمال سے صُلح و بھائی چارہ نظر آتا ہے یا ہم ہر طرف توڑ پھوڑ میں مصروف ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا باہمی بھائی چارہ اور یگانگت واقعی ممکن ہے؟ ہاں، بالکل ہے، خدا نے اُسے ہمارے لئے ممکن بنا دیا ہے جو ہمارے لئے خود سے کرنا ناممکن تھا۔ پولس رسول ۷ آیت میں لکھتا ہے، ''اور ہم میں سے ہر ایک پر مسیح کی بخشش کے اندازہ کے موافق فضل ہوا ہے۔''

سولھواں باب

راہنمائی کا انعام

(اِفسیوں ۴:۷-۱۳)

افُسس میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے الہامی خط میں پولس رسول اُنہیں ہدایت دیتے ہوئے کہتا ہے، ''اِسی کوشش میں رہو کہ رُوح کی یگانگی صُلح کے بند سے بندھی رہے۔'' (۴:۳) لیکن کیسے ممکن ہے کہ مختلف رنگ ونسل، ذات پات، تہذیب و تمدن، سماجی، معاشی اور تعلیمی پس نظر رکھنے والے لوگ آپس میں دِل و جان سے متحد ہو جائیں؟ پولس رسول اپنا یہ نکتہء نظر پیش کرتا ہے کہ جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں وہ سب بدن یعنی کلیسیا میں ایک ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ اِس کے علاوہ وہ مسیح میں اکٹھے ہیں کیونکہ رُوح اور خداوند یعنی مسیح اور باپ یعنی خدا ایک ہیں۔ لیکن بات صرف یہیں ختم نہیں ہو جاتی، مسیح کے پیروکاروں کو اپنی باہمی یگانگت و اتحاد برقرار رکھنے میں مدد دینے کیلئے اُن کو فضل کی نعمتیں دی گئیں، ۴ باب کی آیت ۷ سے ۱۰ میں پولس رسول لکھتا ہے، ''ہم میں سے ہر ایک پر مسیح کی بخشِش کے اندازہ کے مُوافق فضل ہوا ہے، اِسی واسطے وہ فرماتا ہے کہ جب وہ عالمِ بالا پر چڑھا تو قیدیوں کو ساتھ لے گیا اور آدمیوں کو انعام دیئے، (اُس کے چڑھنے سے اَور کیا پایا جاتا ہے سِوا اِسکے کہ وہ زمین کے نیچے کے علاقہ میں اُترا بھی تھا؟ اور یہ اُترنے والا

وہی ہے جو سب آسمانوں سے بھی اُوپر چڑھ گیا تاکہ سب چیزوں کو معمور کرے)''

پاک کلام کے اِس حوالے سے واضح ہو جاتا ہے کہ مسیح کی کلیسیا میں یگانگت و اتحاد برقرار رکھنے کیلئے صرف ایک نعمت نہیں بلکہ بہت سی نعمتیں بخشی گئیں، اور یہ بھی غور طلب بات ہے کہ یہ نعمتیں چند مسیحیوں کو نہیں بلکہ مسیح کے ہر پیروکار کو دی گئیں، ہر شخص کے پاس مختلف نعمت ہے، یہ نعمتیں خدا کے فضل کے ساتھ بانٹی گئی ہیں، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ نعمتیں اِس لئے نہیں مِلیں کہ اِن پر ہمارا حق ہے بلکہ مسیح کی ہم سے بھلائی و اچھائی کی بدولت ہمیں دی گئی ہیں۔

اپنے اِس نکتے کو واضح کرنے کیلئے پولس رسول زبور ٦٨ کا حوالہ دیتا ہے، لیکن اِس سے ایک اَور سوال اُبھرتا ہے، پولس لکھتا ہے، ''...تُو قیدیوں کو ساتھ لے گیا اور آدمیوں کو اِنعام دِیئے۔'' جبکہ زبور ٦٨ کی ١٨ آیت میں لکھا ہے، ''تُو قیدیوں کو ساتھ لے گیا، تجھے لوگوں سے بلکہ سرکشوں سے بھی ہدیئے مِلے۔'' کیا پولس رسول پاک صحائف کو اپنے مقصد کیلئے توڑ مروڑ کر پیش کر رہا ہے؟ نہیں، اگر ہم آیت ١٨ کا بغور مطالعہ کریں تو واضح ہو جائے گا کہ خدا نے سرکشوں سے ہدیئے لئے، لیکن پولس رسول اُن نعمتوں کی بات کر رہا ہے جو تابعدار لوگوں کو مِلے۔ اگر سارے زبور کا مطالعہ کِیا جائے تو صاف پتہ چل جائے گا کہ سرکشوں اور باغیوں سے ہدیئے اِس لئے وصول کِئے گئے تاکہ تابعداروں کو دیئے جائیں، لہٰذا پولس رسول پاک صحائف کو توڑ مروڑ کر پیش نہیں

کر رہا بلکہ وہ زبور کا خلاصہ پیش کر رہا ہے۔ یہ مسیح یسوع کی فتح ہے جس کی بدولت مسیح کے پیروکاروں کو یہ نعمتیں مِلی ہیں۔

یہ نعمتیں دینے والا کون ہے؟ پولس رسول اُس کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے، وہ جو سب آسمانوں سے بھی اُوپر چڑھ گیا، اِس سے بالکل صاف ظاہر ہے کہ یہ مسیح کے آسمان پر چڑھ جانے اور جلال پانے کی طرف اشارہ ہے۔ پولس رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ مسیح آسمان پر چڑھنے سے پہلے زمین پر نیچے آیا۔ جیسا کہ پاک صحائف میں لکھا ہے کہ، ''......مسیح نے اپنے آپ کو پست کر دیا اور یہاں تک فرمانبردار رہا کہ موت بلکہ صلیبی موت گوارا کی، اِسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کِیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔'' (فلپیوں ۲:۸-۹)

مسیح جیسی حلیمی و فروتنی مسیحی یگانگت و اتحاد کیلئے ایک بُنیادی اور مرکزی خوبی ہے۔ کسی عُہدے اور رُتبے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنا باہمی اختلاف و جھگڑے کا باعث بنتا ہے۔ حلیمی و فروتنی سے محبت و بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے جس سے ایک دوسرے کی خدمت کرنے کا جذبہ جنم لیتا ہے۔ پطرس رسول لکھتا ہے، ''سب کے سب ایک دوسرے کی خدمت کیلئے فروتنی سے کمر بستہ رہو اِس لئے کہ خدا! مغروروں کا مقابلہ کرتا ہے مگر فروتنوں کو توفیق بخشتا ہے۔ پس خدا کے قوی ہاتھ کے نیچے فروتنی سے رہو تاکہ وہ تمہیں وقت پر سَر بلند کرے۔'' (۱-پطرس ۵:۵-۶)

وہ کون سی نعمتیں ہیں جو مسیح یسوع نے دیں اور اُن کی مدد سے کیسے یگانگت و اتحاد برقرار رکھا جا سکتا ہے۔؟ آیت ۱۱ میں پولس رسول لکھتا ہے، ''اور اُسی نے بعض کو رُسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مُبشر اور بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا۔''

اِس آیت سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ مسیح نے اپنے پیروکاروں کو فضل کی جو نعمتیں بخشی ہیں اُن میں ایک، راہنما کی نعمت ہے، اِن راہنماؤں میں رُسول بھی ہیں اور نبی بھی۔ رُسولوں کو مسیح نے خود چُنا تاکہ اُس کی نمائندگی کریں۔ نبی الٰہی تحریک سے ایک ترجمان کا کام کرتے تھے جو خدا کا پاک کلام مسیح کے پیروکاروں تک پہنچاتے تھے۔ ۲ باب کی ۲۰ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے کہ رسول اور نبی، خدا کے گھرانے کی بُنیاد و مرکز ہیں، اور باب ۳ کی آیت ۵ میں وہ کہتا ہے کہ، رُوح نے مسیح کا بھید اُن پر ظاہر کر دیا۔ اِس سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ سچی اور حقیقی کلیسیا رسولوں اور نبیوں کی تعلیم پر تعمیر ہوئی، اگر کوئی شخص یا تنظیم اُن کی تعلیم کو رد کرتی ہے وہ مسیح کے بدن یعنی کلیسیا کا حصہ نہیں۔ یوحنا رسول لکھتا ہے، ''ہم خدا سے ہیں، جو خدا کو جانتا ہے وہ ہماری سُنتا ہے، جو خدا سے نہیں وہ ہماری نہیں سُنتا، اِسی سے ہم حق کی رُوح اور گمراہی کی رُوح کو پہچان لیتے ہیں۔'' (۱-یوحنا۴:۶)

مسیح نے کچھ کو مُبشر ہونے کی نعمت بخشی۔ اُن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اُن لوگوں کو مسیح کی خوشخبری سُنائیں جنھوں نے کبھی سُنی ہی نہیں، اور ایمان لانے والوں کو کلیسیا کی نئی جماعتوں میں شامل کریں۔

پولس رسول نے چرواہوں یعنی پاسٹرز اور اُستادوں یعنی ٹیچرز کا ذکر بھی کِیا ہے، اُس کے بیان سے صاف ظاہر نہیں کہ اُس کا اشارہ اُن چرواہوں کی طرف ہے جو تعلیم بھی دیتے ہیں یا وہ دو الگ الگ گروہوں سے مخاطب ہے۔ تعلیم دینے کی قابلیت چرواہے کی ایک خاص خوبی ہے، لیکن پاک کلام میں نمایاں طور پر اُستادوں کا بھی ذکر کِیا ہے۔ جبکہ نبی الٰہی تحریک پا کر خدا کا پاک کلام لوگوں تک پہنچاتے تھے، اُستاد یا تعلیم دینے والا چرواہا یعنی پاسٹر پاک کلام کی تشریح اور وضاحت کرتا ہے۔ تعلیم دینا نہ صرف وضاحت و تشریح کے ساتھ ہو بلکہ زندگی گزارنے کی عملی مثال بھی ہو جس کی سُننے اور دیکھنے والے پیروی کر سکیں۔ چرواہوں یا پاسٹرز کو پاک کلام میں بزرگ، نگہبان یا پاسبان، بشپ اور گلہ بان بھی کہا گیا ہے۔ یہ اُن کی ذمہ داری ہے کہ وہ کلیسیا کی پاسبانی اور نگہبانی کریں اور اُن کی رُوحانی فلاح و بہبود کا پورا پورا خیال رکھیں۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ آج کل کے کلیسیائی راہنماؤں میں رسول اور نبی نہیں ہیں، اُن کی زندگی کا یہ مقصد نئے عہدنامے کے پاک صحائف نے پورا کر دیا ہے۔ گو اُن کا کام نئے عہدنامے کے صحائف میں جاری ہے۔ رسولوں کی تبلیغ کرنے کی ذمہ داری مُبشر نے لے لی اور چرواہے یعنی پاسٹر نے نبی کی نشو و نما کرنے کی ذمہ داری سنبھال لی۔

مسیح نے اِن راہنماؤں کو کیوں یہ نعمتیں بخشیں؟ ہمارا اُردو ترجمہ آیت ۱۲ میں کہتا ہے، ''تاکہ مُقدس لوگ کامِل بنیں اور خدمت گذاری کا کام کِیا جائے اور مسیح کا بدن ترقی پائے۔'' لیکن شائد اِس سے بھی بہتر ترجمہ یہ ہوتا کہ،

’’تاکہ مُقدس لوگ خدمت کرنے کیلئے مکمل طور پر تربیت پائیں اور مسیح کے بدن کی ترقی کا باعث ہوں۔‘‘

پولس رسول کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ راہنماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کو خدمت کا کام کرنے کیلئے تربیت دیں اور لوگوں کی ضروریات کو پورا کریں۔ ایسا کرنے سے کلیسیا ترقی پائے گی۔

اِس تربیت یا ٹریننگ کا مقصد یا گول کیا ہے؟ پولس رسول آیت ۱۳ میں لکھتا ہے، ’’جب تک ہم سب کے سب خدا کے بیٹے کے ایمان اور اُس کی پہچان میں ایک نہ ہو جائیں اور کامِل اِنسان نہ بنیں یعنی مسیح کے پورے قد کے اندازہ تک نہ پہنچ جائیں۔‘‘

کلیسیا کی طاقت وصحت کا اندازہ اُس کے ممبروں کی تعداد اور اُس کے روپے پیسے سے نہیں لگایا جا سکتا، بلکہ اِس سے کہ ایمان میں کہاں تک ایک ہے اور اِس سے کہ ممبر مسیح کی طرح زندگی گزارتے یا نہیں ہیں۔ ہم سب کو باخبر ہونے کی ضرورت ہے کہ ہماری کلیسیائیں کِس حد تک اِس معیار تک پہنچ گئی ہیں۔

سترھواں باب

ہر طرح سے بڑھتے جائیں

(اِفسیوں ۴:۱۱-۱۶)

پولس رسول افُسس کے نام اپنے الہامی خط میں لکھتا ہے کہ مسیح نے اپنے پیروکاروں کو جو نعمتیں دیں اُن میں راہنما یا راہبر بھی ایک نعمت ہے۔ ۴ باب کی ۱۱ سے ۱۶ آیت میں وہ کہتا ہے، ''اور اُسی نے بعض کو رُسول اور بعض کو نبی اور بعض کو مُبشِر اور بعض کو چرواہا اور اُستاد بنا کر دے دیا، تاکہ مُقدس لوگ کامِل بنیں اور خدمت گذاری کا کام کِیا جائے اور مسیح کا بدن ترقی پائے۔ جب تک ہم سب کے سب خدا کے بیٹے کے ایمان اور اُس کی پہچان میں ایک نہ ہو جائیں اور کامِل اِنسان نہ بنیں یعنی مسیح کے پورے قد کے اندازہ تک نہ پہنچ جائیں، تاکہ ہم آگے کو بچے نہ رہیں اور آدمیوں کی بازیگری اور مکاری کے سبب سے اُن کے گمراہ کرنے والے منصُوبوں کی طرف ہر ایک تعلیم کے جھوکے سے موجوں کی طرح اُچھلتے بہتے نہ پھریں، بلکہ محبت کے ساتھ سچائی پر قائم رہ کر اور اُس کے ساتھ جو سَر ہے یعنی مسیح کے ساتھ پیوستہ ہو کر ہر طرح سے بڑھتے جائیں، جس سے سارا بدن ہر ایک جوڑ کی مدد سے پیوستہ ہو کر اور گھٹ کر اُس تاثیر کے مُوافق جو بقدرِ ہر حصہ ہوتی ہے اپنے آپ کو بڑھاتا ہے تاکہ محبت میں اپنی ترقی کرتا جائے۔''

مسیح کے پیروکاروں کو راہنما یا راہبر تین وجوہات کی بِنا پر دیئے گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ اُن کی تربیت کریں تاکہ وہ خدمت کے جذبے سے سرشار ہو کر ضرورت مندوں کی مدد کرسکیں۔ اکثر لوگ مسیح اور کلیسیا یعنی چرچ کی طرف اپنے ذاتی مفاد کیلئے جاتے ہیں۔ مسیح پر ایمان لانے سے اُن کا صرف یہ مقصد ہوتا ہے کہ کِس طرح وہ زیادہ سے زیادہ دُنیادی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، لیکن مسیح کا سچا پیروکار خدمت کا جذبہ رکھتے ہوئے اپنا آپ دوسروں کیلئے وقف کر دے گا۔ مثال کے طور پر یعقوب رُسول نے پاک کلام میں لکھا، ''ہمارے خدا اور باپ کے نزدیک خالص اور بے عیب دینداری یہ ہے کہ یتیموں اور بیواؤں کی مُصیبت کے وقت اُن کی خبر لیں اور اپنے آپ کو دُنیا سے بیداغ رکھیں۔'' (یعقوب۱:۲۷)

یہ راہنماؤں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کی تربیت کریں کہ کیسے ضرورت مندوں کی خدمت کریں۔

راہنما یا راہبر کی دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کو مسیح پر ایمان اور علم کے بارے میں ہم خیال اور یک دِل رکھے۔ یہ مسیح یسوع کی اُس دُعا کے عین مطابق ہے جو اُنہوں نے اپنے پیروکاروں کیلئے مانگی، ''تاکہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اے باپ! تُو مجھ میں ہے اور مَیں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں اور دُنیا ایمان لائے کہ تُو ہی نے مجھے بھیجا۔'' (یوحنا ۱۷:۲۱)

راہنما یا راہبر کی تیسری ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مسیح کے پیروکاروں کی مدد کریں جب تک وہ، ''مسیح کے پورے قد کے اندازہ تک نہ پہنچ جائیں۔'' دوسرے لفظوں میں یہ کہ وہ لوگوں کی اِس طرح مدد کریں کہ وہ زیادہ سے زیادہ مسیح کی مانند ہوتے چلے جائیں۔ ایک اَور مقام پر پولس رسول لکھتا ہے، ''جن کو اُس نے پہلے سے جانا، اُن کو پہلے سے مقرر بھی کِیا کہ اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہوں...'' (رومیوں ۸:۲۹)

ایک اچھے راہنما کی کلیسیا یعنی چرچ میں اہمیت و پہچان کا اندازہ نہ صرف اُس کی ذمہ داریوں سے لگایا جا سکتا ہے بلکہ یہ بھی کہ اُس کے بغیر کیا نتائج نکلتے ہیں۔ اِس حوالے میں پولس رسول مختلف زاویوں سے اپنے نکتے کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر وہ کہتا ہے کہ الٰہی راہنماؤں کے بغیر مسیح کے پیروکار آدمیوں کے گمراہ کرنے والے منصوبوں کا شکار ہو سکتے ہیں۔ پطرس رسول جھوٹے اُستادوں کی تصویر کچھ اِس طرح سے کھینچتا ہے، ''وہ گھمنڈ کی بیہودہ باتیں بک بک کر شہوت پرستی کے ذریعہ سے اُن لوگوں کو جسمانی خواہشوں میں پھنساتے ہیں جو گمراہوں میں سے نکل ہی رہے ہیں۔'' (۲-پطرس۲:۱۸)

پولس رسول کہتا ہے کہ اگر مسیح کے پیروکار مسیح میں یک دِل اور ہم خیال نہ ہوں گے تو ڈر ہے کہ کہیں ''ہر ایک تعلیم کے جھوکے سے موجوں کی طرح اُچھلتے بہتے نہ پھریں۔'' یگانگت و اتحاد میں موافقت اور رضا مندی بھی شامل ہے، جیسا کہ پولس رسول ایک اَور مقام پر لکھتا ہے، ''اے بھائیو! یسوع مسیح جو ہمارا خداوند ہے اُس کے نام کے وسیلہ سے مَیں تم سے التماس کرتا ہوں

کہ سب ایک ہی بات کہو اور تم میں تفرقے نہ ہوں بلکہ باہم یک دِل اور یک رای ہو کر کامِل بنے رہو۔" (۱۔کرنتھیوں۱:۱۰)

لیکن ایک بات کا بھی ڈر ہے کہ مسیح کے پیروکار گمراہ کن باتوں میں بھی یک دِل اور یک رای نہ ہو جائیں۔ "گمراہ کرنے والے منصوبوں" کے برعکس پولس رسول کہتا ہے کہ اگر مسیح کے پیروکار رُوحانی طور پر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو لازم ہے کہ وہ "سچائی پر قائم" رہیں۔

لہذا ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ ہمارے راہنما اور راہبر جس تعلیم کا پرچار کر رہے ہیں وہ سچی ہے؟ اِس مسئلے کی وضاحت کیلئے پولس رسول راہنماؤں کے ایک گروپ سے باخبر کرتے ہوئے لکھتا ہے، "خود تم میں سے ایسے آدمی اُٹھیں گے جو اُلٹی اُلٹی باتیں کہیں گے تاکہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔" (اعمال ۲۰:۳۰)

اِس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے لازم ہے کہ ہم سمجھنے کی کوشش کریں کہ پولس نے مسیح کی کلیسیا یعنی چرچ کو بخشی گئی جن نعمتوں کا ذکر کِیا ہے اُن میں رسول اور نبی بحیثیت راہنما کے شامل ہیں۔ اپنے اِسی خط کے دوسرے باب کی ۲۰ آیت میں پولس رسول کہتا ہے کہ رسول اور نبی خدا کے گھرانے کی بُنیاد ہیں۔ ۳ باب کی ۵ آیت میں بھی پولس ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ خدا کا پیغام، خدا کی پاک رُوح کے وسیلے سے رسولوں اور نبیوں پر نازل ہوا۔ رسولوں اور نبیوں نے بڑی حفاظت اور پورے دھیان سے خدا کے پاک کلام کو لکھا، اور اِس الٰہی پیغام کو اُنہوں نے اُس کتاب میں محفوظ کر لیا جِسے آج ہم نیا عہد نامہ یا انجیل

مقدس کہتے ہیں۔ نیا عہد نامہ ایک ایسا معیار، ایک ایسا ترازو ہے جس کی روشنی میں ہم کسی بھی تعلیم کو پرکھ سکتے ہیں، اور یہی کتاب وہ مرکز و محور ہے جو مسیح کے ہر پیروکار کو یک دِل و یک رای کر کے ایک بند میں باندھ سکتی ہے۔ لیکن ایک بات کا دھیان رہے کہ سچائی میں یک دِل و یک رای ہونا ہی کافی نہیں بلکہ پولس رسول زور دیتے ہوئے کہتا ہے کہ محبت میں بھی قائم و دائم رہیں۔ جیسا کہ پولس کسی اَور مقام پر لکھتا ہے، ''اگر مجھے نبوت مِلے اور سب بھیدوں اور کُل علم کی واقفیت ہو اور میرا ایمان یہاں تک کامِل ہو کہ پہاڑوں کو ہٹا دُوں اور محبت نہ رکھوں تو مَیں کچھ بھی نہیں۔'' (۱۔کرنتھیوں ۱۳:۲) کیا ہم ایک دوسرے سے ویسی ہی محبت کا مظاہرہ کرتے ہیں جیسی مسیح نے ہم سے کی؟

آیت ۱۳ میں پولس رسول لکھتا ہے کہ سچے الٰہی راہنماؤں اور راہبروں کی نگہبانی اور ہدایت میں مسیح کے پیروکار ایک کامِل اِنسان بن کر مسیح کے قد کے اندازہ تک پہنچ جائیں گے، لیکن آیت ۱۴ میں وہ خبردار کرتا ہے کہ وہ جو ابھی تک ایمان میں بچے ہی ہیں، پانی کی موجوں کی طرح اِدھر اُدھر بہتے پھریں گے۔ اِس سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ مسیح کے پیروکاروں کیلئے نہایت ضروری ہے کہ وہ رُوحانی طور پر ترقی کریں اور مسیح کے ساتھ اپنے تعلق و رشتہ کو اَور زیادہ مضبوط بنائیں۔ لیکن یہ ترقی و مضبوطی صرف ذاتی یا شخصی نہیں ہونی چاہیے، مسیح کے پیروکاروں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اکٹھے مِل کر اجتماعی طور پر ترقی پائیں، پولس رسول اُن کو ایک بدن سے تشبیہ دیتا ہے۔ پہلے باب کی ۲۲ اور ۲۳ آیت میں وہ مسیح کے بدن کو کلیسیا یعنی چرچ کہتا ہے، لہذا کلیسیا کیلئے بہت

ضروری ہے کہ وہ رُوحانی طور پر ترقی کرے اور ایمان میں آگے بڑھتی جائے۔ یہ بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جس طرح پولس رسول نے ذاتی یا شخصی طور پر مسیح کی مانند بننے پر زور دیا ہے، اُسی طرح وہ بدن یعنی چرچ یا کلیسیا کی مسیح میں جو سَر ہے، اجتماعی ترقی و مضبوطی کا خواہش مند ہے۔ کلیسیا یا چرچ کی ترقی و مضبوطی اور طاقت و صحت کا اندازہ اُس کے بنک میں پڑے روپے پیسے یا ممبروں کی بہت بڑی تعداد سے نہیں لگایا جا سکتا بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ کیا وہ مسیح کی مانند ہے یا نہیں۔ لازم ہے کہ کلیسیا کا مرکز و محور ہمیشہ مسیح ہونا چاہیے، مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم مسیح کی مانند ہیں؟

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ کلیسیا میں رُوحانی ترقی و مضبوطی راتوں رات حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس طرح ایک اِنسانی بچے کو جوانی تک پہنچنے کیلئے وقت درکار ہوتا ہے، اُسی طرح کلیسیا کو بھی رُوحانی ترقی پانے کیلئے وقت درکار ہوتا ہے، اور جس طرح ایک بچے کو مناسب خوراک و دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ نشو و نما پا کر صحت مند اِنسان بنے، اُسی طرح پولس رسول کہتا ہے کہ کلیسیا کے ممبروں کیلئے آپس میں محبت بہت ضروری ہے، سچی محبت ہی ہے جو کلیسیا کی رُوحانی ترقی و مضبوطی کا باعث بنتی ہے۔ گو پولس رسول کلیسیا کی ترقی میں راہنماؤں کے کردار پر زیادہ زور دیتا ہے، لیکن وہ واضح طور پر کہتا ہے کہ یہ کلیسیا کے ہر ممبر کا بھی فرض ہے کہ وہ نہ صرف اپنی بلکہ کلیسیا کی ترقی و بہتری میں بھی بڑھ چڑھ کر حِصہ لے۔

اٹھارھواں باب

اُس میں تعلیم پائی

(اِفسیوں ۴:۱۷-۲۴)

اِفُسس میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے الہامی خط کے ۴ باب کی ۱۱ سے ۱۶ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے کہ، مسیح کے بدن یعنی کلیسیا میں رُوحانی ترقی و مضبوطی صرف راہنماؤں اور راہبروں ہی کی ذمہ داری نہیں، جن کو مسیح نے نعمت کے طور پر دیا ہے، بلکہ کلیسیا یا چرچ بدن کے مختلف اعضا یعنی افراد سے بنتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مسیح کا پیروکار رُوحانی طور پر کیسے ترقی کر سکتا ہے؟

۴ باب کی آیت ۱۷ سے ۲۱ میں پولس رسول کہتا ہے، ''اِس لئے مَیں یہ کہتا ہوں اور خداوند میں جتائے دیتا ہوں کہ جس طرح غیر قومیں اپنے بیہودہ خیالات کے مُوافق چلتی ہیں تم آیندہ کو اُس طرح نہ چلنا، کیونکہ اُن کی عقل تاریک ہو گئی ہے اور وہ اُس نادانی کے سبب سے جو اُن میں ہے اور اپنے دِلوں کی سختی کے باعث خدا کی زندگی سے خارج ہیں۔ اُنہوں نے سُن ہو کر شہوت پرستی کو اِختیار کِیا تاکہ ہر طرح کے گندے کام حِرص سے کریں۔ مگر تم نے مسیح کی ایسی تعلیم نہیں پائی بلکہ تم نے اُس سچائی کے مطابق جو یسوع میں

ہے اُسی کی سُنی اور اُس میں یہ تعلیم پائی ہو گی۔'' یاد رہے کہ غیر قوموں سے مُراد وہ لوگ ہیں جو یہودی نہیں۔

پولس رسول کے اِس بیان کا نچوڑ یہ ہے کہ مسیح کا پیروکار اپنے ماضی کو پیچھے چھوڑ دے اور مسیح میں ایک نیا مخلوق بن جائے۔ پولس اپنا یہ الہامی خط غیر قوموں کو لکھ رہا ہے، لیکن پھر بھی وہ آیت ۱۷ میں کہتا ہے کہ، ''جس طرح غیر قومیں اپنے بیہودہ خیالات کے مُوافق چلتی ہیں تم آیندہ کو اُس طرح نہ چلنا۔'' یہ محض ایک مشورہ یا رائے ہی نہیں ہے، بلکہ پولس رسول ''خداوند میں'' حُکم دیتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسیح میں آنے کیلئے ہم اپنا پچھلا سب کچھ کیوں چھوڑ دیں؟ ۲ باب کی آیت ۱۹ میں پولس رسول نے پہلے ہی اشارہ کر دیا ہے کہ، ''پس اَب تم پردیسی اور مُسافر نہیں رہے بلکہ مُقدسوں کے ہموطن اور خدا کے گھرانے کے ہو گئے ہو۔'' جب ایک مُلک کا شہری کسی دوسرے مُلک کی شہریت اختیار کر لیتا ہے تو اُس کو اپنے پہلے مُلک کے ساتھ ساری وفاداری کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ جب ہم مسیح کی پیروی کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تو ہمیں اپنی پُرانی روش کے ساتھ وفاداری کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ رُوحانی نکتۂ نظر سے ہم پھر غیرقوم والے نہیں رہتے بلکہ نئے دیس کے شہری بن جاتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ فیصلہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ہم مسیح میں شامل ہو کر ایک نیا مخلوق بن جانا چاہتے ہیں یا اپنی پُرانی روش پر ہی چلنا چاہتے ہیں۔

پولس رسول کہتا ہے کہ غیرقوموں کی سوچ بیہودہ ہے، اور آیت ۱۸ میں وہ اِس کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے، ''کیونکہ اُن کی عقل تاریک ہو گئی ہے

اور وہ اُس نادانی کے سبب سے جو اُن میں ہے اور اپنے دِلوں کی سختی کے باعث خدا کی زندگی سے خارج ہیں۔'' اِس کا بہتر ترجمہ یہ ہونا چاہیے تھا، ''اُن کی عقل تاریک ہو گئی ہے، وہ اپنی سخت دِلی کے باعث جہالت میں گرفتار ہیں اور خدا کی دی ہوئی زندگی میں اُن کا کوئی حِصہ نہیں۔''

غیر قوموں کی سوچ اِس لئے بیہودہ ہے کیونکہ اُن کی عقل تاریک ہو گئی ہے، اور عقل جہالت کی وجہ سے تاریک ہے، لیکن اُن کی جہالت نادانی کے سبب سے نہیں، نہ ہی اُن کی جہالت علم کی کمی کی وجہ سے ہے بلکہ دِلوں کی سختی کے باعث ہے۔ وہ خدا کی مرضی کو اِس لئے نہیں جانتے، کیونکہ وہ جاننا چاہتے ہی نہیں۔ جب کوئی اِنسان اپنا دِل سخت کر لیتا ہے، اور خدا کی آواز کو سُننا ہی نہیں چاہتا، تو وہ خدا کی دی ہوئی زندگی سے خارج ہو جاتا ہے اور شہوت پرستی اور ناپاکی میں ڈوب جاتا ہے۔

یونانی زبان جس میں پولس رسول نے اپنا یہ الہامی خط لکھا، ۲۰ اور ۲۱ آیت میں وہ ایک شرط پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ، اگر کسی نے مسیح کے بارے میں سُنا ہے تو اُنہوں نے غیر قوموں کی گمراہ کن سوچ اور حرکات کی وجہ سے اُس کو نہیں جانا۔ اگر کوئی مسیح کو پورے دِل سے جاننا چاہتا ہے تو پولس رسول اُس کے سامنے تین حقائق رکھتا ہے، پہلی حقیقت یہ کہ سچائی مسیح میں ہے، مسیح یسوع نے خود فرمایا کہ، ''مَیں اِس لئے پیدا ہوا اور اِس واسطے دُنیا میں آیا ہوں کہ حق پر گواہی دُوں۔'' (یوحنا ۱۸:۳۷) اِس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی مسیح کی صحیح طور پر پیروی اور کسی دوسری تعلیم کو ایک ساتھ قبول نہیں کر سکتا۔

دوسری حقیقت اُن لوگوں کے تجربہ سے حاصل ہوتی ہے جنہوں نے مسیح کی پیروی کی اور ''اُسی کی سُنی۔'' پہلے باب کی ۱۳ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''اور اُسی میں تم پر بھی جب تم نے کلامِ حق کو سُنا جو تمہاری نجات کی خوشخبری ہے...'' جیسا کہ ہم نے دیکھا کہ رُوحانی نکتہ نظر سے ''سُننا'' ہمیشہ حرکت و عمل کے ساتھ ہوتا ہے تاکہ جو سُنا گیا اُس پر ایکشن بھی لیا جائے۔ اِس الہامی خط کی روشنی میں ''سُننے'' کے ساتھ خاص طور ایمان بھی شامل ہے یعنی جو سُنا گیا اُس پر پورا پورا ایمان ہو۔ ''سُننے'' کیلئے ایک نرم دِل بھی چاہیے تاکہ جو پیغام سُنا گیا اُس کو قبول کرے۔

گو خوشخبری کے کلام یعنی انجیل مُقدس کے پیغام کو سُننا اور سُن کر قبول کرنا نہایت ضروری و اہم ہے، یہ رُوحانی سفر محض آغاز ہے۔

اور تیسرا تجربہ جس میں مسیح کے سارے پیروکار ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہیں کہ سب نے ''اُس میں یہ تعلیم پائی۔'' اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم مسیح کی تعلیم جو ہم نے سُنی اُس پر عمل کریں۔ ہم مسیح کے پیروکار نہیں رہ سکتے اگر ہم اُس کی باتوں پر عمل نہیں کریں گے۔

لیکن سوال یہ کہ مسیح کی تعلیم کیا ہے؟ پولس رسول آیت ۲۲ سے ۲۴ میں اِس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے، ''تم اپنے اگلے چال چلن کی اُس پُرانی اِنسانیت کو اُتار ڈالو جو فریب کی شہوتوں کے سبب سے خراب ہوتی جاتی ہے، اور اپنی عقل کی رُوحانی حالت میں نئے بنتے جاؤ، اور نئی اِنسانیت کو پہنو جو خدا کے مطابق سچائی کی راستبازی اور پاکیزگی میں پیدا کی گئی ہے۔''

پہلی تعلیم یہ ہے کہ ''پُرانی اِنسانیت کو اُتار ڈالو۔'' اِس سے عادات و کردار اور طرزِ زندگی مُراد ہے۔ پولس رسول کہتا ہے کہ، ''پُرانی اِنسانیت فریب کی شہوتوں سے خراب ہوتی جاتی ہے۔'' جب کوئی مسیح کا پیروکار بن جاتا ہے تو وہ پہلے جیسا اِنسان نہیں رہتا۔ پولس جو فعل یہاں اِستعمال کرتا ہے اُس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ مسیح کو قبول کرنے سے ''پُرانی اِنسانیت'' خود بخود دُور نہیں ہو جاتی بلکہ مسلسل محنت و کوشش درکار ہوتی ہے۔

لیکن طرزِ زندگی میں تبدیلی ظاہری یعنی صرف باہر سے ہی نہیں ہونی چاہیے۔ پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کو کہتا ہے کہ، ''اپنی عقل کی رُوحانی حالت میں نئے بنتے جاؤ۔''

آیت ۱۷ اور ۱۸ میں وہ کہتا ہے کہ، ''...غیرقومیں اپنے بیہودہ خیالات کے مُوافق چلتی ہیں... کیونکہ اُن کی عقل تاریک ہو گئی ہے...'' اُس اِنسان کی عقل و حکمت جس نے اپنا سب کچھ مسیح کے سُپرد کر دیا ہوتا ہے، دوسروں سے قطعی طور پر مختلف ہوتی ہے، لیکن اِس تبدیلی کی قابلیت مسیح کا پیروکار خود بخود اپنے اندر نہیں رکھتا، اِس آیت کا اگر لفظ بہ لفظ ترجمہ کِیا جائے تو کچھ یوں ہو گا، ''اپنی عقل کی رُوح میں نئے بنتے جاؤ۔'' تبدیلی اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم خدا کی رُوح کو موقع دیتے ہیں کہ وہ ہماری رُوح کو نیا بنائے۔

مسیح کے پیروکار کو نہ صرف پُرانی اِنسانیت کو اُتار ڈالنے کی ضرورت ہے بلکہ پوری محنت و کوشش سے ''نئی اِنسانیت کو'' پہننے کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن

یہ نئی اِنسانیت کیا ہے؟ پولس رسول کہتا ہے کہ یہ، ''خدا کے مطابق سچائی کی راستبازی اور پاکیزگی میں پیدا کی گئی ہے۔''

پاک صحائف میں لکھا ہے کہ، ''خدا نے اِنسان کو اپنی صُورت پر پیدا کِیا، خدا کی صُورت پر اُس کو پیدا کِیا...'' (پیدائش۱:۲۷) مگر ہمارے گناہوں نے اِس پاکیزگی اور راستبازی کی اِس مشابہت کو تباہ و برباد کر دیا۔ وہ لوگ جو مسیح کی پیروی کرتے ہیں، نئے سِرے سے خدا کی شبیہ پر پیدا ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم خدا کی شبیہ پر پیدا ہوئے ہیں تو ہمیں خدا کی سیرت و کردار کے مطابق زندگی گزارنا چاہیے۔ جب لوگ ہمیں دیکھتے ہیں تو اُنہیں ہماری کون سی صُورت یا زندگی نظر آتی ہے؟ کیا وہ ہم میں خدا کو دیکھتے ہیں؟

اُنّیسواں باب

پُرانی اِنسانیّت کو اُتار ڈالو، نئی اِنسانیّت کو پہنو

(اِفسیوں ۴:۲۵-۳۲)

افُسس کے نام اپنے الہامی خط میں پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کو کہتا ہے کہ وہ خدا کے مطابق سچائی کی راستبازی اور پاکیزگی میں پیدا کِئے گئے ہیں۔(۲:۴) اِس کی روشنی میں وہ اُنہیں ہدایت دیتا ہے کہ پُرانی اِنسانیت کو اُتار ڈالیں اور نئی اِنسانیت کو پہن لیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کوئی یہ کیسے کر سکتا ہے؟ پولس رسول ۴ باب کی ۲۵ سے ۳۲ آیت میں اِس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے، ''پس جھوٹ بولنا چھوڑ کر ہر ایک شخص اپنے پڑوسی سے سچ بولے کیونکہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے عُضو ہیں۔ غصہ تو کرو مگر گناہ نہ کرو، سُورج ڈوبنے تک تمہاری خفگی نہ رہے، اور ابلیس کو موقع نہ دو۔ چوری کرنے والا پھر چوری نہ کرے بلکہ اچھا پیشہ اِختیار کر کے ہاتھوں سے محنت کرے تاکہ محتاج کو دینے کیلئے اُس کے پاس کچھ ہو۔ کوئی گندی بات تمہارے منہ سے نہ نکلے بلکہ وہی جو ضرورت کے مُوافق ترقی کیلئے اچھی ہو تاکہ اُس سے سُننے والوں پر فضل ہو، اور خدا کے پاک رُوح کو رنجیدہ نہ کرو جس سے تم پر مخلصی کے دِن کے لئے مُہر ہوئی۔ ہر طرح کی تلخ مزاجی اور قہر اور غصہ اور شور و غل اور بد گوئی ہر قِسم کی بدخواہی سمیت تم سے دُور کی جائیں، اور ایک دوسرے پر مہربان اور نرم دِل ہو

اور جس طرح خدا نے مسیح میں تمہارے قصور معاف کِئے ہیں تم بھی ایک دوسرے کے قصور معاف کرو۔"

کلامِ پاک کے اِس حوالے میں پولس رسول ہماری زندگی کے مختلف پہلوؤں کو بہتر بنانے کیلئے چھ ہدایات دیتا ہے، وہ ہمیں بتاتا ہے کہ کیا چیز اُتار پھینکو یا چھوڑ دو اور اِس کے بدلے کون سا رویہ یا عادت اِختیار کرو، اور ایسا کرنے کی کیا وجہ یا سبب ہے۔

نمبر۱۔ اخلاقیات۔ پولس رسول کہتا ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کو جھوٹ بولنا چھوڑ دینا چاہیے، آیت ۲۱ میں وہ پہلے ہی کہہ چُکا ہے کہ سچائی مسیح یسوع میں ہے، اور آگے چل کر کہتا ہے، جو مسیح کو اپنا خداوند مان لیتے ہیں اُن کو چاہیے کہ وہ اُس چیز سے دُور بھاگیں جس میں سچائی نہیں، بے شک اِس کا بُنیادی مطلب ہماری بول چال سے ہے، لیکن یہ بھی واضح ہے کہ جھوٹ کو چھوڑنے کے لئے جن اُصولوں پر عمل کرنا پڑتا ہے وہ محض ہماری بول چال سے کہیں زیادہ ہیں۔ مثال کے طور پر مسیح یسوع نے اِس بارے میں کیا خوب فرمایا، "...جو دِل میں بھرا ہے وہی مُنہ پر آتا ہے۔" (متی ۱۲:۳۴) اگر ہمیں جھوٹ بولنا چھوڑنا ہے تو لازم ہے ہم اپنے دِل میں بھری جھوٹی باتوں کو اُکھاڑ باہر پھینکیں، جھوٹ کی کئی قِسمیں ہیں، نہ صرف ہم جھوٹ بولتے ہیں بلکہ ایسی باتیں لکھتے بھی ہیں جو سچی نہیں، لیکن ہم حرکات و سکنات سے بھی جان بوجھ کر دوسروں پر اپنا جھوٹا رنگ جمانے اور اُنہیں دھوکا و فریب دینے کی کوشش کرتے ہیں، جھوٹ خواہ کسی بھی رنگ اور شکل میں کیوں نہ ہو اُس سے دُور بھاگنا

چاہیے۔ مسیح کے پیروکار کو جھوٹ کی جگہ سچ بولنا چاہیے، اور ہر حال میں خالص رہنا چاہیے۔ یہ اہم نکتہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بولنا حق و سچائی سے بولنے کا حِصہ ہے۔ اگر ہماری خاموشی سے کوئی دوسرا جھوٹ کو سچ جان کر قبول کر رہا ہے تو ایسی حالت میں ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہیے۔ گو نہایت ضروری ہے کہ ہم سچ بولیں، جیسا کہ پولس رسول نے آیت ۱۵ میں ہمیں نصیحت کی ہے، مگر سچائی کو محبت کے ساتھ پیش کِیا جانا چاہیے تاکہ ہم مسیح کے ساتھ اپنے رشتے وتعلق میں اَور زیادہ مضبوط ہوں۔ جھوٹ چھوڑنے اور سچ بولنے کیلئے پولس رسول یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ ہم سب جو مسیح کے پیروکار ہیں مسیح کے بدن کا حِصہ ہیں۔ جب ہم دوسرے ایمانداروں سے جھوٹ بولتے ہیں تو ہم اُس بدن سے جھوٹ بول رہے ہیں جس کا ہم حِصہ ہیں، اور جب ہم محبت میں سچ بولتے ہیں تو بدن کو اَور زیادہ مضبوط وتوانا کر رہے ہوتے ہیں۔

نمبر۲- جذبات۔ ہم اپنے جذبات و احساسات کو ہر وقت قابو میں نہیں رکھ سکتے، لیکن ہم یقیناً جذبات و احساسات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی حالت پر اپنے فعل وعمل سے قابو پا سکتے ہیں، اِس کی روشنی میں پولس رسول زبور ۴ کی ۴ آیت کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے، ''غصہ تو کرو مگر گناہ نہ کرو...'' (۲۶:۴) غصہ کرنا بذاتِ خود گناہ نہیں ہے، یہاں تک کہ خدا بھی غصے کا اظہار کرتا ہے، لیکن غصہ ہمیں بڑی آسانی سے گناہ میں دھکیل سکتا ہے۔ آیت ۳۱ میں پولس مسیح کے پیروکاروں کو ہدایت دیتا ہے کہ ہر طرح کی تلخ مزاجی اور غصہ دُور کر دو۔ ہمیں غصے کو اپنے اندر پلنے کا موقع نہیں دینا چاہیے، بلکہ اِس کے

برعکس ہمیں سُورج کے ڈوبنے تک ساری ناراضگی اور خفگی ختم کر دینی چاہیے۔ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمیں اپنے مسائل اور غلط فہمیاں روز کی روز دُور کرنی چاہییں، اور پولس رسول اِس کی یہ وجہ بیان کرتا ہے ابلیس یعنی شیطان کو حالات خراب کرنے کا مزید موقع نہ مِلے۔ اگر ہم اپنے مسائل اور غلط فہمیاں روز کے روز حل کریں تو اُن کو بڑھنے کا موقع نہیں مِلے گا۔

نمبر۳۔ ملازمت۔ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شائد اُن کی دیکھ بھال اور فلاح و بہبود دُنیا کی ذمہ داری ہے، وہ چوری کرنے کا کوئی نہ کوئی معقول عذر ڈھونڈ لیتے ہیں کہ اِن چیزوں پر اُن کا حق ہے، لیکن مسیح کے پیروکاروں کو یہ کام زیب نہیں دیتے۔ پولس رسول لکھتا ہے کہ جو ایسے کام کر رہا ہے، اُسے اِن کاموں سے باز آ جانا چاہیے، اور اپنے ہاتھوں سے کوئی فائدہ مند کام کرنا چاہیے۔ دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سمجھتے ہیں کہ محنت مزدوری کر کے پیٹ پالنا اُن کی شان کے خلاف ہے، لیکن کام کوئی بھی کیوں نہ ہو اگر خدا کے لئے کِیا جائے تو وہ پاک ہوتا ہے۔ کلسیوں کے نام خط میں پولس رسول لکھتا ہے، ’’جو کام کرو جی سے کرو، یہ جان کر کہ خداوند کے لئے کرتے ہو نہ کہ آدمیوں کے لئے، کیونکہ تم جانتے ہو کہ خداوند کی طرف سے اِس کے بدلہ میں تم کو مِیراث مِلے گی، تم خداوند مسیح کی خدمت کرتے ہو۔‘‘ (کلسیوں ۳:۲۳-۲۴)

مسیح یسوع خود ایک بڑھئی تھا، کیا وہ جو اُس کی پیروی کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے کام کر کے فخر محسوس نہ کریں؟ ایک مناسب و معقول ملازمت تلاش کرنے سے پولس رسول کا مقصد یہ ہے کہ ایماندار کے پاس ضرورت مندوں کی

مدد کرنے کیلئے کچھ نہ کچھ ہو۔ ایک اَور مقام پر پولس لکھتا ہے، ''یہ نہیں کہ کہ اَوروں کو آرام مِلے اور تم کو تکلیف ہو بلکہ برابری کے طور پر اِس وقت تمہاری دولت سے اُن کی کمی پوری ہو تاکہ اُن کی دولت سے بھی تمہاری کمی پوری ہو...'' (۲-کرنتھیوں ۸:۱۳-۱۴)

نمبر۴- بول چال۔ مسیح کے پیروکار کے منہ سے کوئی گندی بات نہ نکلے، پولس رسول نے جو لفظ یہاں اِستعمال کِیا ہے اُس کا لفظی مطلب ہے گلی سڑی اور بوسیدہ۔ یہ ایک ایسی گفتگو یا بول چال ہے جو کسی بھی رشتہ کو خراب یا بگاڑ سکتی بلکہ تباہ و برباد کر سکتی ہے، ایسی ہی گفتگو میں الزام تراشی اور فضول گپ شپ بھی شامل ہے۔ اِس کے برعکس ہماری گفتگو اور بول چال ایسی ہونی چاہیے جس سے دوسروں کی بھلائی اور بہتری ہو۔ یہ نہایت اہم بات ہے کہ جو کچھ ہم منہ سے نکالیں وہ ضرورت کے مُوافق ہو، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم اِتنا کچھ بول جاتے ہیں، جس کی موقع کے مطابق ضرورت نہیں ہوتی۔ اِس ہدایت کا مقصد یہ ہے کہ سُننے والوں کو فائدہ پہنچے۔ اگر ہم اپنے آپ سے ایماندار ہیں تو ہم تسلیم کریں گے کہ اکثر جو ہم باتیں کرتے ہیں اُن کا کوئی سَر پاؤں نہیں ہوتا یا اُن سے کسی کی بھلائی اور بہتری نہیں ہوتی۔

نمبر۵- رُوحانیت۔ مسیح کے پیروکاروں کیلئے اگلی نصیحت یہ ہے کہ وہ خدا کی پاک رُوح کو رنجیدہ نہ کریں، ۲ باب کی ۲۲ آیت میں پولس رسول نے پہلے ہی لکھ دیا ہے، ''اور تم بھی اُس میں یعنی مسیح میں باہم تعمیر کِئے جاتے ہو تاکہ رُوح میں خدا کا مسکن بنو۔''

جبکہ رُوح میں خدا ہم میں سکونت کرتا ہے، ظاہر ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ خدا مستقل طور پر ہماری زندگیوں میں رہے تو ہم کوئی ایسی بات یا حرکت نہیں کریں گے جس سے خدا کی رُوح ہم سے جُدا ہو جائے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمیں اپنی زندگیوں کو ایسی مثالی زندگیاں بنانے کی ضرورت ہے جن میں خدا خوشی سے سکونت کرے، اور پولس رسول اِس کی یہ وجہ بیان کرتا ہے کہ خدا کی رُوح کے وسیلے سے ہم پر، ''مخلصی کے دِن کے لئے مُہر ہوئی۔'' پولس رسول نے پہلے باب کی آیت ۱۳ سے ۱۴ میں پہلے ہی وضاحت کر دی ہے کہ، ''وہی خدا کی ملکیت کی مخلصی کے لئے ہماری میراث کا بیعانہ ہے۔''

نمبر۶۔ باہمی تعلقات۔ مسیح کے پیروکار کو اپنی زندگی نہ صرف ایسی مثالی بنانا ہے کہ خدا اُس میں رہتے ہوئے خوشی محسوس کرے، بلکہ اُس کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر سے ایسی تمام باتیں نکال دے جن سے اُس کے تعلقات دوسرے ایمانداروں سے خراب ہو رہے ہیں۔ تلخ مزاجی، قہر، غصہ، جھگڑا، بدگوئی اور بغض کی ایسے شخص کی زندگی میں کوئی جگہ نہیں جس نے اپنے آپ کو مسیح کے سُپرد کر دیا ہو۔ یہ بُرا اثر ڈالنے والی تباہ کُن عادات و خصائل نکال کر اپنے اندر مہربانی، ہمدردی، تحمل و معافی جیسی انمول خوبیاں و اوصاف ڈالیں۔ پولس رسول ایک دوسرے کو معاف کرنے کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ خدا نے بھی ہماری خطاؤں اور قصوروں کو معاف کر کے قبول کر لیا ہے، کیا ہمارا فرض نہیں کہ ہم بھی وہی تحمل و ہمدردی دوسروں کے ساتھ دِکھائیں جس کا مظاہرہ خدا نے ہمارے ساتھ کِیا؟

بیسواں باب

خُدا کی مانِند بنو

(اِفسیوں ۵:۱-۱۴)

وہ جو مسیح کی پیروی کرنے کا فیصلہ کرتے ہیں تبدیل شدہ لوگ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پولس رسول افُسس کے نام اپنے الہامی خط کے ۴ باب کی آیت ۲۴ میں لکھتا ہے، وہ خدا کے مطابق سچائی کی راستبازی اور پاکیزگی میں پیدا کِئے گئے ہیں، اِسی لئے پولس آگے چل کر باب ۵ میں کہتا ہے، ''پس عزیز فرزندوں کی طرح خدا کی مانند بنو۔'' (۵:۱)

لیکن خدا کی مانند بننے سے کیا مُراد ہے؟ کوئی کِس طرح خدا کی مانند بن سکتا ہے؟ آنے والی آیات میں پولس رسول ہمیں وہ راستہ دِکھاتا ہے جس پر چل کر خدا کی مانند بن سکتے ہیں۔ آیت ۲ میں وہ لکھتا ہے، ''اور محبت سے چلو، جیسے مسیح نے تم سے محبت کی، اور ہمارے واسطے اپنے آپ کو خوشبو کی مانند خدا کی نذر کر کے قربان کِیا۔''

اگر ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ خدا کِس طرح کا ہے، تو ہمیں صرف مسیح پر نظر لگانے کی ضرورت ہے، پاک صحائف میں لکھا ہے، ''وہ اُس کے یعنی خدا کے جلال کا پَرتو اور اُس کی ذات کا نقش ہو کر سب چیزوں کو اپنی قدرت کے کلام سے سنبھالتا ہے...'' (عبرانیوں ۱:۳) اگر ہم خدا کی مانند بننا اور اُس کی

طرح محبت کرنا چاہتے ہیں، تو ہمیں مسیح کی مانند کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پولس رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ محبت کا سب سے بُنیادی اور مرکزی پہلو دوسروں کو دینا ہے، لہذا محبت کی زندگی گزارنے کیلیئے ہمیں اپنی زندگی دوسروں کیلیئے وقف کر دینے کی ضرورت ہے، بالکل جس طرح مسیح نے کی۔

پولس رسول اُن باتوں کا بھی ذکر کرتا ہے جو محبت کی زندگی کے بالکل برعکس ہیں۔ ''اور جیسا کہ مُقدسوں کو مناسب ہے تم میں حرامکاری اور کسی طرح کی ناپاکی یا لالچ کا ذکر تک نہ ہو، اور نہ بے شرمی اور بیہودہ گوئی اور ٹھٹھا بازی کا کیونکہ یہ لائق نہیں بلکہ برعکس اِس کے شکرگذاری ہو۔'' (۵:۳-۴)

مسیح کے پیروکار کو حرامکاری، ناپاکی اور لالچ سے دُور اِس لئے رہنا چاہیے کہ یہ چیزیں اُس کے لئے نا مناسب ہیں، بے شرمی، بیہودہ گوئی اور ٹھٹھا بازی سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ مسیحی چال چلن کے لائق نہیں۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ پولس رسول طنز و مزاح سے بھرپور ہنسی مذاق کے خلاف نہیں، اور نہ اِس سے منع کرتا ہے۔ دراصل وہ گندی اور لچر گفتگو، بیہودہ لطیفے بازی یا ذو معنی بات یا سوچ جو دوسروں کو ناچ رنگ اور حرامکاری سے بھرپور خواہشات اور رویے کی طرف مائل کرے، سے دُور رہنے کی تلقین کر رہا ہے۔ زندگی کی اِن شیطانی عادات کے برعکس مسیح کے پیروکار کو شکر گزاری کے ساتھ رہنا چاہیے۔ یہ ایک اچھا ٹیسٹ یا امتحان ہے جس کی روشنی میں ہم اپنے آپ کا جائزہ لے سکتے ہیں کہ ہماری زندگی میں محبت کہاں تک ہے۔ کیا ہم شکر گزار ہیں؟ یا ہمارا دماغ شہوت پرستی کے جذبات و خیالات سے بھرا پڑا ہے؟

زندگی گزارنے کا جو بھی فیصلہ ہم کریں، ہمیں اُس کے نتائج کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے۔ آیت ۵ سے ۷ میں پولس رسول کہتا ہے، ''کیونکہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ کسی حرامکار یا ناپاک یا لالچی کی جو بُت پرست کے برابر ہے مسیح اور خدا کی بادشاہی میں کچھ میراث نہیں۔ کوئی تم کو بے فائدہ باتوں سے دھوکا نہ دے کیونکہ اِن ہی گناہوں کے سبب سے نافرمانی کے فرزندوں پر خدا کا غضب نازل ہوتا ہے۔ پس اُن کے کاموں میں شریک نہ ہو۔''

جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ محبت کی بُنیاد دینا یا دوسروں کیلئے وقف کرنا ہے، محبت دوسروں کا فائدہ چاہتی ہے۔ اِس کے برعکس جو لوگ حرامکاری، ناپاکی اور لالچ میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں اُن کو اپنی ذات کے علاوہ اَور کچھ نظر نہیں آتا، اِسی لئے پولس رسول اُنہیں بُت پرست کہتا ہے۔ اگرچہ وہ ظاہری طور پر ہاتھ کے بنے ہوئے بتوں کے سامنے سَر نہیں جُھکاتے مگر اُنہوں نے اپنی خواہشات کو خدا سے زیادہ اولیت و فوقیت دی رکھی ہے۔ بُت پرست ہونے کے ساتھ ساتھ وہ نافرمان بھی ہیں۔ مسیح کے پیروکار بُت پرست اور نافرمان نہیں ہو سکتے، ایسے کام کرنے والوں پر خدا کا غضب نازل ہو گا۔

آیت ۸ سے ۱۴ میں پولس رسول ایک اَور طریقہ بتاتا ہے جس پر عمل کر کے مسیح کے پیروکار خدا کی مانند بن سکتے ہیں، ''کیونکہ تم پہلے تاریکی تھے مگر اَب خداوند میں نور ہو، پس نور کے فرزندو کی طرح چلو، اِس لئے کہ نور کا پھل ہر طرح کی نیکی اور راستبازی اور سچائی ہے، اور تجربہ سے معلوم کرتے رہو کہ خداوند کو کیا پسند ہے، اور تاریکی کے بے پھل کاموں میں شریک نہ ہو بلکہ اُن

پر ملامت ہی کِیا کرو، کیونکہ اُن کے پوشیدہ کاموں کا ذکر بھی کرنا شرم کی بات ہے، اور جن چیزوں پر ملامت ہوتی ہے وہ سب نور سے ظاہر ہوتی ہیں کیونکہ جو کچھ ظاہر کِیا جاتا ہے وہ روشن ہو جاتا ہے۔ اِس لئے وہ فرماتا ہے اے سونے والے جاگ اور مُردوں میں سے جی اُٹھ تو مسیح کا نور تجھ پر چمکے گا۔"

پاک کلام میں لکھا ہے کہ، "...خدا نور ہے اور اُس میں ذرا بھی تاریکی نہیں۔" (۱۔یوحنا ۱:۵) اِس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر ہم خدا کی مانند بنیں گے تو ہم پر لازم ہے کہ خدا کے نور کو ظاہر کریں۔ مسیح یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا، "تم دُنیا کے نور ہو... تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے تاکہ وہ تمہارے نیک کاموں کو دیکھ کر تمہارے باپ کی جو آسمان پر ہے تمجید کریں۔" (متی ۵: ۱۴۔۱۶)

مگر اِس کا کیا مطلب ہے کہ "نور کے فرزندوں کی طرح چلو" یا "تمہاری روشنی آدمیوں کے سامنے چمکے"؟ پولس رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ اِس نور یا روشنی کا پھل ہر طرح کی نیکی اور راستبازی اور سچائی ہے، یہ تینوں اوصاف اور خوبیاں خدا سے نکلتی ہیں۔ پاک کلام میں لکھا ہے کہ "خدا نیک، راست باز" اور سچا ہے، پولس رسول کہتا ہے کہ "تجربہ سے معلوم کرتے رہو کہ خداوند کو کیا پسند ہے۔" (۵:۱۰) اِس سے ہم جانتے ہیں کہ خدا کیا چاہتا ہے، ہر وہ بات اور کام جس کا پھل نیکی، راستبازی اور سچائی ہو، اور اِن کے برعکس ہر وہ بات اور کام جس میں یہ خوبیاں اور اوصاف نہ ہوں وہ نور سے نہیں بلکہ وہ تاریکی کے بے پھل کام ہیں۔ (۵:۱۱) تاریکی کے بے پھل کاموں کا نتیجہ شرمندگی ہے،

یہاں تک کہ اُن کا ذکر کرنا بھی شرم کی بات ہے، اور غور فرمایئے کہ اگر اُن کا ذکر کرنا بھی شرم کی بات ہے تو اُن میں شریک ہونا کِس قدر ندامت و رسوائی کی بات ہو گی۔

پولس رسول کہتا ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کو چاہیے کہ تاریکی کے بے پھل کاموں پر ملامت کریں، لیکن اِس سے ہمارے لئے ایک اَور معمہ کھڑا ہو جاتا ہے کہ ہم اِن پر ملامت کیسے کر سکتے ہیں جبکہ اِن کا ذکر کرنا بھی شرم کی بات ہے؟ اِس کا جواب نور کی طبیعت و اثر کو سمجھنے میں ہے، نور کا اثر و خاصیت یہ ہے کہ اُس کے ساتھ تاریکی نہیں رہ سکتی، جہاں نور ہو گا وہاں تاریکی نہیں ہو گی۔ جب ہم کمرے میں کوئی چیز دیکھنا چاہتے ہیں تو ہم تاریکی کو بھگانے کی کوشش نہیں کرتے تاکہ وہ چیز نظر آ جائے بلکہ ہم روشنی جلاتے ہیں، پولس رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ یہ نور یا روشنی ہے جو ہر چیز کو ظاہر کر دیتی ہے۔ اِسی طرح تاریکی کے بے پھل کام بھی ظاہر ہو جاتے ہیں جب مسیح کے پیروکار نور کے فرزندوں کی طرح چلتے ہیں۔ اُن کی سوچ، رویہ، مقاصد، اور فعل و عمل یہاں تک کہ اُن کی زندگیاں بھی اُن کے لئے ملامت کا باعث ہوتی ہیں جو نافرمان ہیں۔

تاریکی کے بے پھل کاموں کو ظاہر کرنے اور ملامت کرنے کا مقصد کیا ہے؟ تاکہ لوگ نور یعنی روشنی کو دیکھیں، اور رُوحانی موت مرنے سے بچ جائیں۔ ''جاگ اور مُردوں میں سے جی اُٹھ...'' (۵:۱۴) پولس رسول اپنے پڑھنے والوں

کو یاد دِلاتا ہے کہ کبھی وہ بھی تاریکی میں چل رہے تھے اور اُنہیں بھی نور کی ضرورت تھی۔

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ نور کہاں سے صادر ہوتا ہے یا نکلتا ہے۔ یہ خود بخود وجود میں نہیں آ جاتا، مسیح کے پیروکار نور کو پیدا کرنے والے نہیں بلکہ وہ نور کو لے کر چلنے والے ہیں۔ پولس رسول بالکل واضح کر دیتا ہے کہ یہ "مسیح کا نور" ہے جو اُن میں اور اُن کے وسیلے سے چمکتا ہے۔ مسیح یسوع نے خود فرمایا، "دُنیا کا نور مَیں ہوں، جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا بلکہ زندگی کا نور پائے گا۔" (یوحنا ۸:۱۲)

کیا ہم مسیح کے سچے پیروکار ہیں؟ یا ہم ابھی تک تاریکی ہی میں چل رہے ہیں؟

اکیسواں باب

دانائی سے زِندگی گزارنا

(اِفسیوں ۵:۱۵-۲۰)

مسیح کے پیروکاروں کو جو چیز دوسرے لوگوں سے الگ کر کے مثالی بناتی ہے، یہ ہے کہ وہ خدا کی مانند پھر سے پیدا کِئے گئے ہیں، اور اِس لئے اُن پر لازم ہے کہ وہ خدا کی مانند خوبیاں اور اوصاف بھی رکھیں۔ اِس سے اُن کی روزمرہ کی زندگی میں عملی نتائج نکلتے ہیں۔ پولس رسول افسس کے نام اپنے الہامی خط کے ۵ باب میں لکھتا ہے کہ نہایت ضروری ہے کہ مسیح کے پیروکار نور کے فرزندوں کی طرح محبت سے بھرپور زندگی گزاریں۔ ''نور کے فرزندوں'' سے اِس تصور کی عکاسی ہوتی ہے کہ مسیح کا نور اُن میں نظر آنا چاہیے اور مسیح کے پیروکاروں کی زندگیوں سے روشن ہونا چاہیے۔ اپنے اِس بیان کی وضاحت کرتے ہوئے پولس رسول آیت ۱۵ سے ۲۱ میں لکھتا ہے، ''پس غور سے دیکھو کہ کِس طرح چلتے ہو، نادانوں کی طرح نہیں بلکہ داناؤں کی مانند چلو، اور وقت کو غنیمت جانو کیونکہ دِن بُرے ہیں۔ اِس سبب سے نادان نہ بنو بلکہ خداوند کی مرضی کو سمجھو کہ کیا ہے، اور شراب میں متوالے نہ بنو کیونکہ اِس سے بدچلنی واقع ہوتی ہے بلکہ رُوح سے معمور ہوتے جاؤ، اور آپس میں مزامیر اور گیت اور رُوحانی غزلیں گایا کرو اور دِل سے خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو، اور سب باتوں میں

ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام سے ہمیشہ خدا باپ کا شکر کرتے رہو، اور مسیح کے خوف سے ایک دوسرے کے تابع رہو۔"

ہمارا اردو ترجمہ کہتا ہے کہ "غور سے دیکھو کہ کِس طرح چلتے ہو" لیکن حقیقت میں پولس رسول کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنی زندگیاں کیسے گزارنی چاہییں۔ اگر کوئی اپنی زندگی خدا کی مانند گزارنے کی کوشش کرنا چاہتا ہے تو اُسے اپنی سیرت و کردار کی تین خوبیوں پر غور کرنا چاہیے۔ اُن تین خوبیوں میں سے لفظ "غور سے" ایک خوبی ہے۔ پولس رسول جب یہ الہامی خط لکھ رہا تھا تو جو لفظ اُس نے واقعی اِستعمال کِیا اُس کا مطلب ہے "محتاط" یا "ہوشیار۔" دوسرے لفظوں میں یہ کہ مسیح کا پیروکار اپنی زندگی کے بارے میں بہت گہرائی سے سوچے، اپنا تنقیدی جائزہ لے، نہ کے جلدباز، بے احتیاط اور لاپرواہ ہو۔

مسیح کے پیروکار کو یہ بھی چاہیے کہ وہ "داناؤں" کی مانند چلے۔ پولس رسول نے جو لفظ یہاں اِستعمال کِیا ہے وہ اُن کے لئے مناسب ہے جو کسی کام میں ماہر یا کوئی خاص ہنر جانتے ہیں۔ جب ہم کسی کے بارے میں سوچتے ہیں کہ وہ کسی کام میں ماہر یا کوئی خاص ہنر رکھتا ہے تو ہمیں معلوم ہے کہ وہ یہاں تک راتوں رات ہی نہیں پہنچ گیا بلکہ اُس نے گھنٹوں اُس کام پر لگائے ہوں گے، دوسروں کی رائے اور مشورے کو پورے دھیان سے سُنا ہو گا اور بڑی حلیمی کے ساتھ اپنی غلطیوں سے سیکھا ہو گا۔ اِسی طرح ہمیں یہ توقع نہیں رکھنی چاہیے کہ مسیحی زندگی میں کامیابی خود بخود ہی مِل جائے گی، اِس کے لئے پریکٹِس یعنی

بار بار مشق کرنے، نظم و ضبط اور دِل سے آگے بڑھنے اور بہتری لانے کا جذبہ ہونا چاہیے۔

مسیح کی پیروی کرنے والے کی زندگی میں تیسری خوبی یہ ہونی چاہیے کہ وہ، ''وقت کو غنیمت'' جانے۔ پولس رسول جو لفظ یہاں اِستعمال کر رہا ہے اُس کا مطلب ہے، ''مخلصی دِلانا'' یا ''پھر سے خرید لینا۔''

دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمیں وقت کو ایک بیش قیمت چیز کی طرح اِستعمال کرنا چاہیے، پولس رسول اِس کی وجہ یہ بیان کرتا ہے کہ ''دِن بُرے ہیں۔'' اگر ہم اپنے اردگرد کا جائزہ لیں تو ہمیں پتہ چل جائے گا یہ سب دُرست ہے۔ جس زمانے میں ہم رہ رہے ہیں نہ صرف اخلاقی طور پر بُرا ہے بلکہ وقت و مدت کے لحاظ سے چھوٹا بھی ہے۔ خدا کی مرضی اور کام کو مکمل کرنے کیلئے ہمارے پاس بہت ہی کم وقت ہے۔ ۴ باب میں پولس رسول وقت کی اہم ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہتا ہے کہ، ''نئی اِنسانیت کو پہنو۔'' اَب سوال یہ ہے کہ اِس الٰہی مشن کو انجام تک پہنچانے کیلئے، کیا ہم وقت کا استعمال بہتر طور پر کر رہے ہیں؟ پولس رسول یہ نہیں کہہ رہا کہ مسیح کا پیروکار کبھی آرام ہی نہ کرے یا اپنی زندگی کا بھرپور مزہ نہ لے، بلکہ وہ کہہ رہا ہے کہ ہمارے پاس جو وقت ہے اُسے عقلمندی کے ساتھ اِستعمال کریں تاکہ سودمند ثابت ہو۔

اگر ہمیں عقلمندی کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہے تو ہمیں ہرگز نادان نہیں بننا، پولس رسول جو لفظ یہاں اِستعمال کر رہا ہے اُس کا مطلب ہے ''بغیر کسی وجہ کے۔'' دوسرے لفظوں میں یہ کہ ہمیں جذباتی اور جلدبازی میں فیصلے نہیں کرنے

چاہییں۔ اِس کے برعکس پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کو زور دیتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ، ''خداوند کی مرضی کو'' سمجھیں۔ یہ وہی بات ہے جو وہ آیت ۱۰ میں پہلے ہی کہہ چُکا ہے، ''تجربہ سے معلوم کرتے رہو کہ خداوند کو کیا پسند ہے۔'' کیا جب ہم کوئی فیصلہ کرتے ہیں تو اُس میں ہماری اپنی خوشی یا مرضی شامل ہوتی ہے یا ہم مسیح کی خوشی یا مرضی کو پورا کرتے ہیں؟

ہمیں ہر کام کے نتیجہ سے پتہ چل جاتا ہے کہ اچھا ہے یا بُرا۔ نادانی یا عقلمندی سے زندگی بسر کرنے کا فرق پولس رسول ایک اَور مثال سے پیش کرتا ہے، یعنی شراب میں مدہوشی یا پاک رُوح سے معموری، وہ کہتا ہے کہ شراب نوشی اِنسان کو بدچلنی کی طرف لے جاتی ہے، اِس کے برعکس ہم گلتیوں کے نام خط ۵ باب کی آیت ۲۲ سے ۲۳ میں پڑھتے ہیں، ''...رُوح کا پھل محبت، خوشی، اطمینان، تحمل، مہربانی، نیکی، ایمانداری، حِلم، پرہیزگاری ہے...'' اَب سوال یہ ہے کہ ہماری زندگیوں سے کون سا پھل ظاہر ہوتا ہے؟

اگرچہ اُردو ترجمہ سے یہ بات پوری طرح واضح نہیں ہے، پولس رسول لکھتا ہے کہ رُوح سے بھرنا یا معمور ہونا، موسیقی سے بھی عیاں ہوتا ہے۔ وہ زبور، مزامیر اور روحانی غزلوں کی بات کرتا ہے۔ اِس سلسلے میں بہت کوشش کی گئی ہے کہ اِن کو موسیقی کے ایک خاص انداز یا اسٹائل سے جوڑ دیا جائے مگر کوئی بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہاں کِس قِسم کی موسیقی کی بات کی گئی ہے۔ اِس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ پُرانے عہدنامے کے زبور موسیقی کا ایک حصہ بن گئے ہیں، یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ ایک مناسب اور موزوں موسیقی یا

دُھن صرف زبوروں تک ہی محدود نہیں۔ خدا کو موسیقی کا ایک نہیں بہت سے انداز و اسٹائل پسند ہیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ مسیح کے پیروکار کِس طرح اندازہ لگائیں کہ کون سا میوزک یا موسیقی وہ سُنیں اور کِس کو اپنی عبادت کا حصہ بنائیں؟ جہاں تک رُوحانی گیتوں کی بات ہے پولس رسول ہمارے سامنے ایک خاص معیار رکھتا ہے جس کی روشنی میں ہم کسی بھی موسیقی کو پرکھ سکتے ہیں۔ رُوحانی گیت وہ ہوتا ہے جو خدا کے پاک رُوح کی تحریک سے پھوٹ نکلتا ہے، اور اَب سوال یہ ہے کہ ہم کیسے جانیں کہ فلاں گیت رُوح کی تحریک سے نکلا ہے؟ ہم نے رُوح کے پھلوں کا ذکر پہلے ہی کر دیا ہے، کیا وہ گیت ہمارے اندر تحریک پیدا کرتا ہے کہ ہم محبت، خوشی، اطمینان، تحمل اور رُوح کے دوسرے پھلوں میں بڑھتے اور ترقی کرتے جائیں۔ اگر ایسا ہے تو وہ گیت رُوح سے ہے۔

ہمارے اُردو ترجمہ میں لکھا ہے کہ، ''آپس میں مزامیر اور گیت اور رُوحانی غزلیں گایا کرو۔'' پولس رسول کے لکھنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ ' ایک دوسرے کے ساتھ مزامیر، گیتوں اور رُوحانی غزلوں میں باتیں کِیا کرو' مگر اِس سے اُس کا کیا مطلب ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کِیا کرو؟' پاک کلام میں ایک اَور مقام پر لکھا ہے، ''مسیح کے کلام کو اپنے دِلوں میں کثرت سے بسنے دو اور کمال دانائی سے آپس میں تعلیم اور نصیحت کرو اور اپنے دِلوں میں فضل کے ساتھ خدا کے لئے مزامیر اور گیت اور رُوحانی غزلیں گاؤ۔'' (کلسیوں ۱۶:۳) کیا

ہمارے گیتوں میں مسیح کا کلام شامل ہے؟ کیا وہ رُوحانی تعلیم دیتے اور نصیحت کرتے ہیں؟ کیا اُن سے دانائی ملتی ہے یا نادانی؟

اِس سے بڑھ کر یہ کہ رُوح کی باہمی شراکت اور ترقی کیلیئے، ہماری رُوحیں خدا کی رُوح کے ساتھ موسیقی کے ذریعہ ہمکلام ہوتی ہیں، اور اِس کو حقیقت کا روپ دینے کیلیئے ہمارے گیت خواہ وہ اخلاقی اصلاح و ترقی کے لئے ہوں یا وہ عبادت و پرستش کے گیت ہوں یا وہ توبہ و ندامت کے گیت ہوں، لازم ہے وہ خدا کے حضور دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے پیش کِئے جائیں۔ کیا ہم دِل سے رُوحانی گیت گاتے ہیں یا ہم منہ سے صرف لفظ نکال رہے ہیں؟

رُوح سے معمور زندگی شکر گزار ہوتی ہے۔ شکر گزاری میں حالات و وجوہات کی شرط شامل نہیں ہے۔ گو ہمارا اُردو ترجمہ اِس نکتہ کو واضح نہیں کرتا، پولس رسول کہتا ہے کہ ہم تمام حالات و وجوہات میں محض شکرگزار ہی نہ ہوں (جیسا کہ وہ تھسلنیکیوں کے نام ۵ باب کی ۱۸ آیت میں کہتا ہے) بلکہ ہر بات کے لئے شکرگزاری ظاہر کریں۔ ممکن ہے کہ یہ آسان کام نہ ہو، یقینا یہ کام اُن لوگوں کے لئے ناممکن ہے جو مسیح کی پیروی نہیں کرتے کیونکہ ہماری شکرگزاری مسیح کے وسیلے سے خدا کو جانی چاہیے۔ مسیح کے پیروکاروں کو ہر حال میں شکرگزار رہنے کی وجہ یہ ہے کہ اُن کے پاس خدا کا وعدہ ہے، جس کا ذکر رومیوں کے نام خط ۸ باب ۲۸ آیت میں ہے، ''سب چیزیں مِل کر خدا سے محبت رکھنے والوں کیلیئے بھلائی پیدا کرتی ہیں...'' کیا ہم واقعی خدا کے اِس وعدے پر یقین رکھتے ہیں؟

بائیسواں باب

بیوی اور شوہر

(اِفسیوں ۵:۲۱-۳۳)

افسس میں رہنے والے مسیح کے پیروکاروں کے نام اپنے الہامی خط میں پولس رسول اُنہیں ہدایت دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ لازم ہے کہ وہ خدا کے پاک رُوح سے بھرے رہیں۔ خدا کے رُوح سے معمور شخص کی ایک خصُوصیت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مزامیر اور گیتوں میں باتیں کرتے ہیں، اور دِل سے خدا کی حمد و تمجید کرتے اور اُس کا شکر بجا لاتے ہیں۔ ۵ باب کی ۲۱ آیت میں پولس کردار کی چوتھی خصُوصیت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے، ''مسیح کے خوف سے ایک دوسرے کے تابع رہو۔''

اِس سے پہلے کہ ہم اِس حکم پر عمل کرنے کے لئے اُن خاص مثالوں کو سامنے رکھیں، لازم ہے کہ ہم پہلے کچھ غلط فہمیوں کو دُور کر لیں۔ ہمارا اُردو ترجمہ یہ لفظ اِستعمال کرتا ہے ''مسیح کے خوف۔'' یہ یقیناً اُس کا لفظی مطلب ہے جس کے بارے میں پولس رسول نے لکھا ہے، لیکن اِس سے ایک مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اپنے پورے کے پورے الہامی خط میں پولس نے خدا اور مسیح کی محبت، مسیح کے پیروکاروں کی خدا سے اور ایک دوسرے سے محبت پر زور دیا ہے۔ مثال کے طور پر اِسی باب کی آیت ۱ اور ۲ میں وہ لکھتا ہے، ''پس عزیز فرزندوں کی

طرح خدا کی مانند بنو، اور محبت سے چلو، جیسے مسیح نے تم سے محبت کی...'' اِس کی روشنی میں پولس رسول کیسے کہہ سکتا ہے کہ ہمیں مسیح کا خوف رکھنا چاہیے؟ جیسا کہ یوحنا رسول ہمیں بتاتا ہے کہ، ''...کوئی خوف کرنے والا محبت میں کامل نہیں ہوا۔'' (۱-یوحنا ۴:۱۸) لیکن اِس مسئلہ کا حل اُس وقت نکلتا ہے جب ہمیں احساس ہوتا ہے کہ پولس رسول جو لفظ یہاں اِستعمال کر رہا ہے اُس کا صرف ایک ہی مطلب نہیں۔ خوف کے ساتھ ساتھ یہ لفظ عزت و احترام کے معنی بھی دیتا ہے، اور یہی وہ مطلب و معنی ہے جس کو وہ اِس حوالے میں بیان کر رہا ہے۔

اِس کو ذہن میں رکھتے ہوئے اُس پہلی عملی مثال پر غور کریں جو پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کو ہدایت و نصیحت دیتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ ایک دوسرے کے تابع رہو۔ آیت ۲۲ سے ۲۴ میں وہ کہتا ہے، ''اے بیویو! اپنے شوہروں کی ایسے تابع رہو جیسے خداوند کی، کیونکہ شوہر بیوی کا سَر ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کا سَر ہے اور وہ خود بدن کا بچانے والا ہے، لیکن جیسے کلیسیا مسیح کے تابع ہے ویسے ہی بیویاں بھی ہر بات میں اپنے شوہروں کے تابع ہوں۔''

یہ بدقسمتی اور افسوس کی بات ہے کہ کچھ لوگ اِن آیات کو ڈنڈے کے طور پر اِستعمال کرتے ہیں تاکہ اپنی بیویوں کو تابعداری پر مجبور کریں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ درحقیقت پاک کلام کا غلط اِستعمال کر رہے ہیں، اور اُن کی یہ حرکت مسیحیت کی رُوح کے خلاف ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ یہ آیات بیویوں کیلئے لکھی گئی ہیں، نہ کے شوہروں کیلئے۔ بیویوں کو اپنی مرضی سے خود بخود تابعداری

کرنی ہے، پاک کلام میں کہیں بھی شوہروں کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ اُن کے ساتھ جبر یا زبردستی کریں۔

بیویوں کو شوہروں کے تابع رہنے کی وجہ یہ ہے کہ شوہر، بیوی کا سَر ہے، اور اِس تعلق و رشتے کی مناسبت و مطابقت ظاہر کرنے کیلئے پولس رسول، مسیح کے اختیار و رتبے کا ذکر کرتا ہے کہ وہ کلیسیا کا سَر ہے۔ جس طرح کلیسیا کو ہر وقت مسیح کا تابع رہنا چاہیے اُسی طرح بیویوں کو بھی ''ہر بات میں'' اپنے شوہروں کے تابع ہونا چاہیے۔ تو کیا اِس کا مطلب ہوا کہ بیویاں اپنے شوہر کی ہر وہ بات بھی مان لیں جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو؟ یہ بات ذہن میں رکھنا ہے کہ پولس رسول یہ خط ایمانداروں کو لکھ رہا ہے، اور اِس حوالے میں اُسے پورا یقین ہے کہ دونوں شوہر بیوی مسیح کے پیروکار ہیں۔ جس نے اپنے آپ کو مسیح کے تابع کر دیا ہے وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ دوسروں سے ایسا کام کروائے جو خدا کی مرضی کے خلاف ہو، اور آگے چل کر دیکھیں گے کہ پولس رسول شوہروں کو بھی لکھتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے ویسے ہی محبت رکھیں جس طرح مسیح نے کلیسیا سے رکھی۔ جہاں کامِل محبت کی کامِل تابعداری ہو گی وہاں خدا کی مرضی کے خلاف کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

آیت ۲۵ سے ۳۳ میں پولس رسول لکھتا ہے، ''اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالہ کر دیا، تا کہ اُس کو کلام کے ساتھ پانی سے غسل دے کر اور صاف کر کے مُقدس بنائے، اور ایک ایسی جلال والی کلیسیا بنا کر اپنے

پاس حاضر کرے جس کے بدن میں داغ یا جُھری یا کوئی اَور ایسی چیز نہ ہو بلکہ پاک اور بے عیب ہو، اِسی طرح شوہروں کو لازم ہے کہ اپنی بیویوں سے اپنے بدن کی مانند محبت رکھیں۔ جو اپنی بیوی سے محبت رکھتا ہے وہ اپنے آپ سے محبت رکھتا ہے، کیونکہ کبھی کسی نے اپنے جسم سے دُشمنی نہیں کی بلکہ اُس کو پالتا اور پرورش کرتا ہے جیسے کہ مسیح کلیسیا کو، اِس لئے کہ ہم اُس کے بدن کے عُضو ہیں، اِسی سبب سے آدمی باپ اور ماں سے جُدا ہو کر اپنی بیوی کے ساتھ رہے گا اور وہ دونوں ایک جسم ہوں گے۔ یہ بھید تو بڑا ہے لیکن مَیں مسیح اور کلیسیا کی بابت کہتا ہوں، بہر حال تم میں سے بھی ہر ایک اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے اور بیوی اِس بات کا خیال رکھے کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے۔''

اِس حوالے کے بارے میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر ہم یہاں چند خاص خاص باتوں پر روشنی ڈالیں گے۔ سب سے پہلی غور طلب بات یہ ہے کہ شوہروں کو اپنی بیویوں سے ویسے ہی محبت کرنے کی ہدایت دی گئی ہے جیسے مسیح نے کلیسیا سے محبت رکھی۔ یہ محبت اپنا آپ قربان کر دیتی ہے اور اِس میں ہرگز خود غرضی شامل نہیں ہوتی۔ لوگ اکثر دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ محبت کرتے ہیں مگر اپنا آپ دینے کی بجائے توقع رکھتے ہیں کہ پہلے اُن کی خواہشات کا احترام کِیا جائے۔ ایسی محبت جس میں صرف اپنی خوشی وتسکین شامل ہو گی، وہ محبت نہیں جو شوہر کو اپنی بیوی سے ہونی چاہیے، بلکہ شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی سے ایسی محبت رکھے کہ اُس پر اپنا آپ قربان کر دے جس طرح مسیح نے کلیسیا کی خاطر اپنی

جان کا نذرانہ پیش کر دیا ۔ کیا ہم ایمانداری سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنی بیویوں سے ایسی ہی محبت رکھتے ہیں؟

محبت کی منزل یا گول کیا ہے؟ مسیح نے اِس لئے اپنی جان قربان کی تاکہ کلیسیا پاک، بے داغ اور جلالی بنے۔ مسیح کی محبت ہر وقت دوسروں کی فلاح و بہبود کے بارے میں سوچتی رہتی ہے، اِسی طرح شوہر کو بھی چاہیے کہ ہمیشہ اپنی بیوی کی بہتری و بھلائی کے بارے میں سوچتا رہے، ایسا کرنے سے وہ اُسے عزت دے کر سر بلند کرے گا۔

اَب سوال یہ ہے کہ شوہر کیوں اپنی بیوی سے ایسی محبت رکھے؟ اگر کوئی اَور وجہ نہ بھی ہو تو پولس رسول مسیح کے سب پیروکاروں کو زور دیتے ہوئے کہتا ہے کہ اپنے خداوند کی مانند بنو۔ اور اگر ہمیں مسیح کی مانند بننا ہے تو ہمیں اُس کی مانند محبت بھی کرنا ہے، لیکن ایک اَور وجہ بھی ہے، پولس رسول پیدائش کی کتاب ۲ باب اُس کی ۲۴ آیت کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے اِس نکتے کو اَور وضاحت سے پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ شوہر اور بیوی درحقیقت ایک ہیں، وہ ایک دوسرے کے حریف یا دُشمن نہیں ہیں بلکہ ایک عضو یا ایک جسم ہیں۔ مسیح یسوع نے فرمایا، ''...جس گھر میں پھوٹ پڑے وہ برباد ہو جاتا ہے۔'' (لوقا ۱۱:۱۷) جب شوہر اپنی بیوی کو ویسے پیار کرتا ہے جیسے اُس کو کرنا چاہیے تو تو شادی کی ساری زندگی کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ہمار اُردو ترجمہ اِس حصے کو یہ کہہ کر ختم کرتا ہے کہ بیوی اپنے شوہر سے ڈرتی رہے، جیسا کہ پہلے وضاحت کی جا چکی ہے کہ یہ ایک کمزور ترجمہ

ہے، اِس حوالے کا دُرست ترجمہ یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کا احترام و عزت کرے۔

دراصل اِس حوالے میں پولس رسول نے شادی کے رشتے کو تشبیہاً مسیح اور کلیسیا کے رشتے کے ساتھ منسوب کِیا ہے۔ یہ بات غور طلب ہے کہ مسیح نے کلیسیا کو یعنی اپنے پیروکاروں کو، ''کلام کے ساتھ پانی سے غُسل دے کر اور صاف کر کے مُقدس'' بنایا ہے۔ اِس میں کوئی شک و شبہے کی گنجائش نہیں کہ اِس سے اُس کی مُراد بپتسمہ ہے۔ اکثر لوگ پولس رسول کے اِلہامی الفاظ کا اِنکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مُقدس کِئے جانے کیلئے بپتسمہ ضروری نہیں ہے، لیکن پاک کلام میں ایک اَور مقام پر لکھا ہے، ''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اُس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟ پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اُس کے ساتھ دفن ہوئے تا کہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مُردوں میں سے جِلایا گیا اُسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔'' (رومیوں ۶:۳-۴)

بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو مسیح کا پیروکار کہتے ہیں ابھی تک گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں، کیا ممکن ہے کہ وہ کبھی بھی مسیح کے ساتھ بپتسمہ میں دفن نہیں ہوئے تا کہ پانی کی قبر سے نکل کر نئی زندگی میں داخل ہو جائیں؟

تیئیسواں باب

فرزند اور والدین، غُلام اور مالِک

(اِفسیوں ۶:۱-۹)

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے مذہب کو روزمرہ زندگی سے الگ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ خدا کو اپنی عبادت گاہوں تک ہی محدُود رکھتے ہیں۔ اِس کے برعکس مسیح کا کوئی بھی سچا پیروکار ایسے زندگی نہیں گزار سکتا، اُس کا مسیح سے رشتہ نہ صرف اُس کی عبادت بلکہ زندگی کے ہر پہلو پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مسیح یا تو ہر بات میں خداوند ہے یا وہ کسی بات میں بھی خداوند نہیں۔ اُس کی ہر چیز کا مالک اور وہ خود سے کسی بھی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ اگر ہم سچے دِل سے مسیح پر ایمان رکھتے ہیں تو اِس سے نہ صرف ہماری عبادت بلکہ کاروباری لین دین اور خاندانی زندگی بھی بدل جائے گی۔

شوہر اور بیوی کے درمیان تعلقات کی وضاحت کرنے کے بعد پولس رسول ماں باپ اور بچوں کے درمیان تعلق و رشتہ کا ذکر کرتا ہے۔ افسیوں کے نام اپنے الہامی خط کے باب ۶ کی ۱ سے ۴ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''اے فرزندو! خداوند میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو کیونکہ یہ واجب ہے۔ اپنے باپ کی اور ماں کی عزت کر (یہ پہلا حُکم ہے جس کے ساتھ وعدہ بھی ہے) تاکہ تیرا بھلا ہو اور تیری عُمر زمین پر دراز ہو، اور اے اولاد والو! تم اپنے

فرزندوں کو غصہ نہ دِلاؤ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے دے کر اُن کی پرورش کرو۔"

اِس حوالے میں پولس رسول پہلے ہی سے خیال کرتا ہے کہ ماں باپ اور بچے جن کو وہ یہ خط لکھ رہا ہے، مسیح کے پیروکار ہیں۔ اُس زمانے کی تہذیب و کلچر کے مطابق جس میں یہ لوگ رہ رہے تھے، یہی سمجھا جاتا تھا کہ بچے خواہ کچھ بھی ہو، مکمل طور پر ماں باپ کے تابع ہیں۔ قانونی نکتۂ نظر سے اور یہودی اور غیر یہودی گھرانوں کے دستور کے مطابق ماں باپ کی نافرمانبرداری اور بے عزتی کی سزا بہت سخت ہوتی تھی بلکہ جان بھی لے لی جاتی تھی، مگر پولس رسول مسیحی زندگی کے معیار کو قانونی اور سماجی اختیار و پابندیوں سے کہیں بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ، بچوں کو "خداوند میں" تابعدار رہنا چاہیے، دوسرے لفظوں میں یہ کہ اُن کا ماں باپ کے تابع ہونا، مسیح کی خدمت ہی ہے۔ یہاں ایک اہم اُصول ہے کہ ہمیں ایک خاص رویہ یا ایک مخصوص طرزِ زندگی محض اِس لئے اِختیار نہیں کرنا کیونکہ لوگ اِس کی ہم سے توقع رکھتے ہیں، بلکہ ہم وہ کریں جو مسیح کے نزدیک واجب ہے۔

یہ بات بھی غور طلب ہے کہ پولس رسول اُن بچوں کو لکھ رہا ہے کہ جو عمر میں اِتنے بڑے ہیں کہ مسیح کی خاطر ماں باپ کی خدمت کرنا بخوشی پسند کریں۔ کئی ایسے معاشرے ہیں جن میں بچوں کو اُن کے ماں باپ کے دین و عقائد سے ہی جانا پہچانا جاتا ہے، لیکن مسیح کے پیروکاروں میں ایسا نہیں ہے، کوئی بھی مسیحی دین لے کر پیدا نہیں ہوتا ہے، چاہے اُس کے ماں باپ سینکڑوں سال

سے مسیحی کیوں نہ ہوں، اِس سے وہ مسیحی ہرگز نہیں بن سکتا۔ کوئی بھی اِنسان مسیحی صرف اپنی ذاتی خواہش و مرضی اور پسند سے مسیحیت میں شامل ہوتا ہے۔ کیا آپ نے مسیحی بننے کا فیصلہ کر لیا ہے؟ یا آپ ابھی تک صرف اپنے ماں باپ کے مسیحی کہلانے کی وجہ سے محض نام کے مسیحی ہیں؟

مسیحی بچوں کو نہ صرف ماں باپ کی تابعداری کرنی چاہیے بلکہ اُن کا احترام اور عزت بھی کرنی چاہیے۔ اپنے اِس بیان کی مضبوطی و تائید کیلئے پولس رسول اِستثنا ۵ باب اُس کی ۱۶ آیت کا حوالہ پیش کرتا ہے، جہاں لکھا ہے، ''اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا جیسا خداوند تیرے خدا نے تجھے حُکم دیا ہے تاکہ تیری عُمر دراز ہو اور جو مُلک خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے اُس میں تیرا بھلا ہو۔''

خدا کے دیئے ہوئے دَس احکام میں سے یہ پانچواں حُکم ہے۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ دَس احکام میں یہی ایک حُکم ہے جس کے ساتھ ایک وعدہ بھی ہے، یہ وعدہ دو حِصوں پر مشتمل ہے، کہ تیرا بھلا ہو اور تیری عمر دراز ہو۔ اگر ہم سطحی طور پر دیکھیں تو لگتا ہے کہ یہ وعدہ پورا نہیں ہوتا، کیونکہ مسیح کے پیروکاروں پر اکثر ظلم و ستم برپا ہوتا ہے بلکہ کئی تو اپنے ایمان کی وجہ سے ہلاک بھی ہو جاتے ہیں، مگر مسیح کے پیروکار کی اِس بارے میں سوچ ذرا مختلف ہے۔ جیسا کہ پولس رسول کسی اَور مقام پر لکھتا ہے، ''کون ہم کو مسیح کی محبت سے جُدا کرے گا؟ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار؟ ...مگر اُن

سب حالتوں میں اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی ہم کو فتح سے بڑھ کر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔'' (رومیوں ۸:۳۵، ۳۷)

جس زمانے میں پولس رسول نے اپنا یہ اِلہامی خط لکھا، باپ کو اپنے بچوں پر لامحدود اختیار ہوتا تھا۔ اُس کو بچوں کی جائداد اور آمدنی پر بھی اختیار تھا۔ وہ اُنہیں غلام کی حیثیت سے بیچ بھی سکتا تھا اور اُن کو جسم فروشی پر بھی لگا سکتا تھا، یہاں تک کہ باپ، اپنے بچوں کو قانونی طور پر ہلاک بھی کر سکتا تھا۔ غیر یہودی گھرانوں میں یہ عام بات تھی کہ بچوں کو پیدا ہوتے ہی مار دیا جائے یا اُنہیں مرنے کیلئے سڑک کے کنارے پھینک دیا جائے۔ روم کے معاشرے میں بچوں کے پاس غلاموں سے بھی کم حقوق ہوتے تھے، مگر مسیح میں حالات اِس سے بالکل برعکس ہیں۔ اگرچہ باپ کے پاس لامحدود اختیار اور طاقت تو ہو سکتی ہے، لیکن یہ طاقت و اختیار مسیحی اُصولوں کے مطابق قابو میں رکھے اور جانچے جاتے ہیں۔ پولس رسول اِس سلسلے میں دو ہدایات دیتا ہے، پہلی ہدایت دیتے ہوئے وہ منع کرتا ہے کہ مسیحی باپ اپنے بچوں کو طیش یا غصہ نہ دِلائے، اِس کا مطلب یہ کہ وہ بے اِنصاف اور ظالم و سخت گیر نہ ہو۔ کلسیوں کے نام خط باب ۳ اُس کی ۲۱ آیت میں پولس رسول اپنے اِس نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اِس میں ہر وہ چیز جو بچوں کو دِق یا تکلیف پہنچائے یا اُنہیں بے دِل کرے شامل ہے۔ دوسری ہدایت یہ کہ ایک مسیحی باپ، ''خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے دے کر پرورش،'' کرے گا۔ وہ بچوں کو نہ صرف مسیح خداوند کے بارے میں بتائے گا بلکہ خود اپنے آپ کو مسیح کی مانند بن کر دِکھائے

گا۔ مسیح کی طرح زندگی گزارنے والا باپ ہمیشہ وہ کام کرے گا جس میں بچوں کی بہتری و بھلائی ہو گی۔

جس زمانے میں یہ خط لکھا گیا اُس وقت غلامی زندگی کا ایک حصہ تھی، اور جوں جوں اِنجیل کی خوشخبری سلطنتِ روم میں پھیلنا شروع ہوئی، بہت سے غلام اور غلاموں کے مالک مسیح کے پیروکار بن گئے، اور جیسا کہ توقع تھی مسیحی زندگی کے اُصولوں نے اُن کے آپس کے تعلقات پر بھی گہرا اثر ڈالا۔ پولس رسول آیت ۵ سے ۹ میں لکھتا ہے، ''اَے نوکرو! جو جسم کے رُو سے تمہارے مالک ہیں اپنی صاف دِلی سے ڈرتے اور کانپتے ہوئے اُن کے ایسے فرمانبردار رہو جیسے مسیح کے، اور آدمیوں کو خوش کرنے والوں کی طرح دِکھاوے کیلئے خدمت نہ کرو بلکہ مسیح کے بندوں کی طرح دِل سے خدا کی مرضی پوری کرو، اور اُس خدمت کو آدمیوں کی نہیں بلکہ خداوند کی جان کر جی سے کرو، کیونکہ تم جانتے ہو کہ جو کوئی جیسا اچھا کام کرے گا خواہ غلام ہو خواہ آزاد خداوند سے ویسا ہی پائے گا، اور اے مالکو! تم بھی دھمکیاں چھوڑ کر اُن کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو کیونکہ تم جانتے ہو کہ اُن کا اور تمہارا دونوں کا مالک آسمان پر ہے اور وہ کسی کا طرفدار نہیں۔

گو غلامی نئے عہدنامہ میں واضح طور پر منع تو نہیں کی گئی، لیکن ضروری بات ذہن میں رکھنے کی یہ ہے کہ غلامی اور غلاموں کی تجارت مسیحیت کی رُوح کے بالکل مخالف ہے۔ (۱۔تیمتھیس ۱:۸۔۱۱) تاریخ گواہ ہے کہ مسیحی، غلامی کو ختم کرنے کی مہم میں سب سے آگے آگے رہے ہیں۔

اور جہاں غلامی اور غلاموں کی تجارت پورے طور پر ختم نہیں ہوئی، وہاں مسیحیت نے غلاموں کی حالت بہتر بنانے کیلئے، اور اُن کے مالکوں پر کڑی نظر رکھنے کیلئے ضروری قدم اُٹھائے ہیں۔ اِس حوالے میں پولس رسول غلاموں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ اپنے کام کو مسیح کی خدمت سمجھ کر کریں۔ یہ نہائت مشکل بات ہے کہ کوئی شخص ظلم و ستم کی حالت میں اچھے رویہ کا مظاہرہ کر سکے، لیکن جب ہم مسیح خداوند کے لئے کچھ کرتے ہیں تو ہماری خدمت مُقدس اور پاک ہو جاتی ہے، جِسے ہم دِل کی اتھاہ گہرائیوں سے پایۂ تکمیل تک پہنچا سکتے ہیں، اور ہمارا مالکوں کیلئے رویہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے، کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ جو ہم کر رہے ہیں، مسیح کے لئے کر رہے ہیں، وہی ہمیں اِس خدمت کا صلہ دے گا۔

غلاموں کے مالکوں کو یہ سوچنے پر مجبور کِیا گیا کہ آسمان پر اُن کا بھی ایک مالک ہے، اور وہ ویسے ہی ہے جیسے غلام کا حقیقی مالک، اور جب غلام کے مالک کو احساس ہوتا ہے کہ وہ بھی اُسی طرح کسی کے سامنے جوابدہ ہے جس طرح اُس کا غلام اُس کے سامنے جوابدہ ہے تو وہ اُس کے ساتھ اِنصاف پسندی سے پیش آئے گا، اور اُس کی فلاح و بہبود کا خیال رکھے گا۔

آج کے زمانے میں ہم میں سے کوئی بھی اُس غلامی کا سامنا نہیں کرتا جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں، لیکن کیا ہمیں یہی اُصول اپنی ملازمت پر لاگو نہیں کرنا چاہیے؟ اگر ہم کہیں ملازم ہیں تو کیا ہمیں اپنے کام کو مسیح کی خدمت سمجھ کر

نہیں کرنا چاہیے؟ اور اگر ہم ملازم کو ملازمت دینے والے یعنی مالک ہیں تو کیا ہمیں یہ یادنہیں رکھنا کہ ہمارا بھی ایک مالک ہے جس کا ہم پر اختیار ہے؟

چَوبِیسواں باب

خُدا کے سب ہتھیار باندھ لو

(اِفسیوں ۶: ۱۰۔۱۷)

پولس رسول افسس کے نام اپنے اِلہامی خط میں مسیح کے پیروکاروں کو مسیح کے وسیلہ سے نجات، جلالی میراث، کلیسیا یعنی چرچ کا مقصد اور زندگی گزارنے کے بارے میں ہدایات دینے کے بعد آخر میں وہ شیطان کے خلاف جنگ کے لئے تیار کرتا ہے۔ باب ۶ کی ۱۰ سے ۱۲ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''غرض خداوند میں اور اُس کی قدرت کے زور میں مضبوط بنو۔ خدا کے سب ہتھیار باندھ لو تاکہ تم اِبلیس یعنی شیطان کے منصُوبوں کے مقابلہ میں قائم رہ سکو، کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کشتی نہیں کرنا ہے بلکہ حکومت والوں اور اِختیار والوں اور اِس دُنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن رُوحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔''

مسیح کے پیروکار کو صرف اپنی طاقت پر بھروسہ نہیں کرنا بلکہ خداوند کی قدرت و طاقت میں مضبوط بننا ہے کیونکہ شیطانی فوجیں جو مقابلہ پر کھڑی ہیں، قوت و قابلیت میں کہیں زیادہ ہیں۔ ہاں، اگر یہ محض خون اور گوشت یعنی جسم کی جنگ ہوتی تو ہم اپنی طاقت پر بھروسہ کر کے دُشمن کا ہر حملہ پسپا کر سکتے ہیں، مگر یہ جنگ جسمانی فوجوں سے نہیں بلکہ رُوحانی فوجوں سے ہے۔ اکثر لوگ اِس

غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ مسیحیت کا دفاع کرنے کیلئے تشدد، توڑ پھوڑ اور جنگ کرنی چاہیے، مگر ہماری جنگ اِنسانوں سے نہیں بلکہ رُوحانی فوجوں سے ہے، اور رُوحانی جنگ جسمانی ہتھیاروں سے کبھی جیتی نہیں جا سکتی۔

پولس رسول کا کیا مطلب ہے جب وہ کہتا ہے کہ ''خدا کے سب ہتھیار باندھ لو۔'' اِن کو باندھنے کا مقصد یہ ہے کہ مسیح کا پیروکار اِبلیس کے منصوبوں کے مقابلے میں قائم رہ سکے۔ اِس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسیح کا پیروکار جنگ میں فتح پانے کا ذمہ دار ہے۔ جنگ میں فتح مسیح نے پہلے ہی پا لی ہے، جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے، ''اُس نے حکُومتوں اور اِختیاروں کو اپنے اُوپر سے اُتار کر اُن کا برملا تماشا بنایا اور صلیب کے سبب سے اُن پر فتحیابی کا شادیانہ بجایا۔'' (کلسیوں ۲:۱۵)

اگرچہ جنگ پہلے ہی سے جیتی جا چُکی ہے، مگر ہر شخص کے رُوح کی انفرادی جنگ ابھی تک جاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پولس رسول مسیح کے پیروکاروں کو ہدایت دیتا ہے کہ وہ خدا کے سب ہتھیار باندھ کر قائم رہیں۔

ہماری جنگ خون اور گوشت کے خلاف نہیں، تاریخ میں یہ نہایت شرم کی بات ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے ہیں مسیح کے نام پر جنگ کرنے پر اُٹھ کھڑے ہوئے، لیکن کوئی جو کچھ مرضی کہے، اِن جنگوں اور لڑائی جھگڑوں کا مسیح سے کچھ بھی تعلق واسطہ نہیں، حقیقی دُشمن اِبلیس یعنی شیطان، اور اُس کے وہ منصوبے ہیں جو وہ اِس دُنیا کے حاکموں اور اختیار والوں کے ذریعہ سے باندھتا ہے۔ حکومت والے اور اختیار والے بذاتِ خود ہمارے دُشمن نہیں

ہیں، بلکہ اصلی جنگ ''شرارت کی رُوحانی فوجوں سے ہے جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔'' پولس رسول ایک اَور مقام پر لکھتا ہے، ''کیونکہ ہم اگرچہ جسم میں زندگی گزارتے ہیں مگر جسم کے طور پر لڑتے نہیں، اِس لئے کہ ہماری لڑائی کے ہتھیار جسمانی نہیں بلکہ خدا کے نزدیک قلعوں کو ڈھا دینے کے قابل ہیں، چنانچہ ہم تصورات اور ہر ایک اُونچی چیز کو جو خدا کی پہچان کے برخلاف سَر اُٹھائے ہوئے ہے ڈھا دیتے ہیں اور ہر ایک خیال کو قید کر کے مسیح کا فرمانبردار بنا دیتے ہیں۔'' (۲-کرنتھیوں ۱۰:۳-۵)

پولس رسول آیت ۱۳ سے ۱۷ میں بڑی وضاحت سے خدا کے ہتھیاروں کو بیان کرتا ہے، ''اِس واسطے تم خدا کے سب ہتھیار باندھ لو تاکہ بُرے دِن میں مقابلہ کر سکو اور سب کاموں کو انجام دے کر قائم رہ سکو۔ پس سچائی سے اپنی کمر کس کر اور راستبازی کا بکتر لگا کر، اور پاؤں میں صُلح کی خوشخبری کی تیاری کے جُوتے پہن کر، اور اُن سب کے ساتھ اِیمان کی سِپر لگا کر قائم رہو جس سے تم اُس شریر کے سب جلتے ہوئے تِیروں کو بُجھا سکو، اور نجات کا خود اور رُوح کی تلوار جو خدا کا کلام ہے لے لو۔''

خدا کے ہتھیاروں کی وضاحت کرتے ہوئے پولس رسول وہی تصویر کھینچ رہا ہے جس کا اظہار یسعیاہ نبی نے یسعیاہ کی کتاب باب ۱۱، ۴۹، ۵۲ اور ۵۹ میں کِیا ہے۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اِس صحیفہ کا ہر ایک حصہ مسیح کی آمد کے بارے میں پیشین گوئی کر رہا ہے۔ یسعیاہ نبی کہتا ہے کہ گناہ نے خدا اور اِنسان کے درمیان جُدائی پیدا کر دی ہے، کیونکہ بنی نوع اِنسان اِس قابل نہیں

کہ اپنی نجات کا سامان کر سکے اور نہ ہی کوئی اُس کی شفاعت کرنے والا ہے لہذا خدا خود دُنیا میں نجات دہندہ بھیجے گا۔

مسیح کے پیروکاروں کے سامنے مسیح کی آمد کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہوئے جو تصویر یسعیاہ نبی نے کھینچی ہے، پولس رسول بھی وہی نقشہ کھینچ رہا ہے۔ پولس ایک نہائت اہم سچائی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جس طرح خدا نے مسیح کے وسیلہ سے بنی نوع اِنسان کو نجات دی، اُسی طرح مسیح اپنے پیروکاروں کو اِستعمال کرتا ہے کہ وہ بھی نجات و خوشخبری کا یہ پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔ باب ۴ اور ۵ میں پولس رسول پہلے ہی واضح کر چُکا ہے کہ مسیح کے پیروکاروں کا مسیح کی مانند بننا کِتنا ضروری اور اہم ہے۔ جبکہ مسیح کے وسیلہ سے دُنیا میں نجات آئی، تو کیا ہم جو مسیح کے پیروکار ہیں، مسیح کی یہ خوشخبری اُن تک نہ پہنچائیں جن کو اِس بارے میں کچھ خبر نہیں؟

اکثر لوگ اپنے مذہب کے لئے حد سے زیادہ غیرت و جوش رکھتے ہیں، اور اُس کا دفاع کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ مسیح کے پیروکار حقیقت میں ایک مذہبی جنگ میں شامل ہیں، لیکن یہ جنگ اُس جنگ و لڑائی سے بالکل مختلف ہے جو دُنیا جانتی اور سمجھتی ہے۔ پولس رسول پانچ چیزوں کا ذکر کرتا ہے جو دفاع کے کام آتی ہیں، اور جن سے ہم اپنی حفاظت کر سکتے ہیں۔

نمبر۱، سچائی سے اپنی کمر کس کر، نمبر۲، راستبازی کا بکتر لگا کر، نمبر۳، پاؤں میں صلح کی خوشخبری کی تیاری کے جُوتے پہن کر، نمبر۴، ایمان کی سپر لگا کر، اور نمبر۵، نجات کا خود پہن کر۔ اِس سے ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہم

جو اپنے مذہب کا دفاع کر رہے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے یا نہیں ۔ کیا ہمارا دفاع سچائی پر مبنی ہے؟ کیا ہم صلح کی خوشخبری پھیلانے کیلئے ہر دم مستعد و تیار رہتے ہیں؟ کیا ہم اپنے اُوپر ہونے والے حملوں کا مقابلہ ایمان سے کرتے ہیں؟ کیا ہم اپنی نجات کا علم اور سمجھ بوجھ رکھتے ہیں؟ اگر اِن سوالوں کا جواب ہاں میں ہے تو ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمارا دفاع الٰہی ہاتھوں میں ہے، اور اِس کے برعکس اگر ہم اپنے مذہب کا دفاع و حفاظت کرنے کے لئے جھوٹ اور دھوکے سے کام لیتے ہیں، اگر ہم اپنی کوشش و جدوجہد کو گناہ کرنے کے جواز کے طور پر اِستعمال کرتے ہیں، اگر ہم لڑائی جھگڑا اور فتنہ فساد ڈالتے ہیں، اگر ہم اپنے مخالفین کی دھمکیوں کا جواب ایمان سے دینے کی بجائے ڈنڈے سے دیتے ہیں، اگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دُشمنوں کو نیست و نابود کر کے ہم نجات پا لیں گے، تو اگرچہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ اپنے مذہب کا دفاع و حفاظت کر رہے ہیں مگر حقیقت میں ہم خدا کی مخالفت کر رہے ہوتے ہیں۔ بے شک ہمارے ساتھ مسیح کا نام جڑا ہوا ہوتا ہے، مگر ہمارے دفاع کا اُس سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہوتا۔

پولس رسول نے صرف ایک ہی جارحانہ ہتھیار کا ذکر کیا ہے، اور وہ ہے ''رُوح کی تلوار،'' جس کو وہ ''خدا کا کلام'' کہہ کر واضح کرتا ہے۔ عام طور پر جب ہم خدا کے کلام کے بارے میں سوچتے ہیں تو ہمارے ذہن میں بائبل مُقدس آ جاتی ہے، لیکن پولس رسول کتاب میں لکھے ہوئے لفظوں کی بات نہیں کر رہا، جو لفظ وہ اِستعمال کر رہا ہے اُس کا مطلب ہے زبانی اقرار و اعلان۔ پولس کہنا یہ چاہتا ہے کہ مسیح کے ہر پیروکار کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف

بائبل مُقدس کو پڑھے بلکہ زبان سے دوسروں تک اِس پیغام و خوشخبری کو پہنچائیے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم یہ جنگ اپنی خوش بیانی اور اعلیٰ تقریر و تبلیغ کی وجہ سے نہیں جیت سکتے بلکہ جیسا کہ پولس رسول نے اپنے حوالے کے شروع میں لکھا کہ یہ جنگ خدا کی قدرت کے زور سے جیتی جا سکتی ہے۔ یہ ہم نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے جو اپنا اثر دِکھاتا اور فتح مند کرتا ہے۔ جیسا کہ پاک کلام میں لکھا ہے، ’’کیونکہ خدا کا کلام زندہ اور مؤثر اور ہر ایک دو دھاری تلوار سے زیادہ تیز ہے اور جان اور رُوح اور بند بند اور گودے گودے کو جُدا کر کے گذر جاتا ہے اور دِل کے خیالوں اور اِرادوں کو جانچتا ہے۔‘‘ (عبرانیوں ۱۲:۴)

پچّیِسواں باب

رُوح میں دُعا کرنا، تخُلُّص، آخری دُعائے خیر

(اِفسیوں ۶:۱۸-۲۴)

اِنسان ہونے کے ناطے ہمارا ردِعمل یہ ہوتا ہے کہ ہمیں جب کوئی مسئلہ یا تکلیف پیش آتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہم اِسے خود ہی حل کر لیں گے، لیکن مسیح کے پیروکار یہ بھول جاتے ہیں کہ جس جنگ میں وہ شامل ہیں وہ جسمانی نہیں بلکہ رُوحانی ہے۔ افسس کے نام اپنے الہامی خط میں پولس رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ وہ اپنی طاقت سے فتح نہیں پا سکتے، کامیابی و کامرانی صرف خدا کی قدرت کے زور سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اُن کو خداوند میں مضبوط رہنے، خدا کے سب ہتھیار باندھنے، اور قائم و دائم رہنے کا مشورہ دینے کے بعد پولس رسول اُنہیں دُعا کرنے کی ہدایت و تلقین کرتا ہے۔ باب ۶ اُس کی ۱۸ سے ۲۰ آیت میں وہ لکھتا ہے، ''اور ہر وقت اور ہر طرح سے رُوح میں دُعا اور مِنت کرتے رہو اور اِسی غرض سے جاگتے رہو کہ سب مُقدسوں کے واسطے بِلاناغہ دُعا کِیا کرو، اور میرے لئے بھی تاکہ بولنے کے وقت مجھے کلام کرنے کی توفیق ہو جس سے مَیں خوشخبری کے بھید کو دلیری سے ظاہر کروں، جس کے لئے زنجیر سے جکڑا ہُوا ایلچی ہوں اور اُس کو ایسی دلیری سے بیان کروں جیسا بیان کرنا مجھ پر فرض ہے۔''

باب ۲ کی ۱۸ آیت میں پولس رسول اپنے پڑھنے والوں کو یاد دِلاتا ہے کہ اُن کو خدا تک رسائی رُوح کے وسیلہ سے ملی ہے، اور اَب وہ اُنہیں ہدایت دیتا ہے کہ وہ اپنی دُعائیں اور مِنتیں اِسی وسیلے سے خدا کے پاس لائیں۔ شائد کوئی سوال کرے کہ رُوح میں دُعا کرنا کیوں ضروری ہے؟ کیا پاک کلام میں نہیں لکھا کہ ہم مسیح کے نام سے دُعا کریں؟ اور یہ کہ وہ ہمارا درمیانی ہے۔ ہاں، یہ بالکل حقیقت ہے، مگر پاک کلام یہ بھی یقین دِلاتا ہے کہ، ''خدا رُوح ہے، اور ضرور ہے کہ اُس کے پرستار رُوح اور سچائی سے پرستش کریں۔'' (یوحنا ۴:۲۴)

لیکن ایک اَور وجہ بھی ہے جس کے تحت ہم پر لازم ہے کہ رُوح میں دُعا کریں۔ اکثر ہم نہیں جانتے کہ ہم خدا کی مرضی کے مطابق دُعا کیسے کریں یا دُعا میں کیا کہیں۔ رومیوں کی کتاب ۸ باب اُس کی ۲۶ سے ۲۷ آیت میں لکھا ہے، ''اِس طرح رُوح بھی ہماری کمزوری میں مدد کرتا ہے کیونکہ جس طور سے ہم کو دُعا کرنا چاہیے ہم نہیں جانتے مگر رُوح خود ایسی آہیں بھر بھر کر ہماری شفاعت کرتا ہے جن کا بیان نہیں ہو سکتا۔'' اگرچہ خدا اور ہمارے بیچ مسیح ایک درمیانی کا کام کرتا ہے، مگر رُوح ہماری شفاعت کرتا ہے یا ایک مترجم کا کردار ادا کرتا ہے تاکہ وہ باتیں جو ہم خدا تک نہیں پہنچا سکتے، اُنہیں ہماری خاطر خدا کی حضوری میں پہنچائے۔

دُنیا میں کچھ مذاہب ایسے ہیں جن کی نماز و دُعا کا دِن میں خاص وقت مُقرر ہے، لیکن مسیحیت میں دُعا نماز کا یہ معیار کہیں بلند و اعلیٰ ہے۔ پولس رسول

مسیح کے پیروکاروں کو کہتا ہے کہ، ''ہر وقت اور ہر طرح سے رُوح میں دُعا اور مِنت کرتے رہو۔'' ایک اَور مقام پر پاک کلام میں لکھا ہے، ''بِلاناغہ دُعا کرو۔'' (۱۔تھسلنیکیوں ۵:۱۷) خدا چاہتا ہے کہ اُس کے لوگ اُس کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھیں۔

رُوح میں دُعا کرنے کا مطلب ہے کہ خدا کے پاک رُوح کی حضوری میں رہ کر دُعا کرنا، شائد کوئی یہ سمجھے کہ اِس کا مطلب یہ ہوا کہ دُعا کرنے والے پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی ہے، پولس رسول اِس غلط تصور کی وضاحت کرتا ہے اور مسیح کے پیروکاروں کو خبردار کرتے ہوئے ہدایت دیتا ہے کہ، ''جاگتے رہو'' باب ۵ کی ۱۸ آیت میں وہ پہلے ہی کہہ چُکا ہے کہ، ''رُوح سے معمور ہوتے جاؤ۔'' لیکن رُوح سے بھرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں اپنے اِرد گرد کا ہوش نہیں رہتا، بلکہ اِس کے برعکس ہم پہلے سے کہیں زیادہ خبردار و ہوشیار ہو جاتے ہیں، اِسی لئے ہم سب مقدسوں کے لئے بِلاناغہ دُعا بھی کر سکتے ہیں اور رُوح کے وسیلے سے دوسروں کی ضروریات کو بہتر طور پر سمجھ بھی سکتے ہیں۔

دُعا کے بارے میں ہدایات دینے کے بعد پولس رسول اپنے لئے دُعا کرنے کی درخواست کرتا ہے، ذہن میں رکھیں کہ پولس رسول جیل سے یہ خط لکھ رہا ہے، وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے، ایسی حالت میں بہت سے لوگ اپنی رہائی کیلئے دُعا کی درخواست کریں گے، لیکن پولس رسول ایسی کوئی درخواست پیش نہیں کرتا، بلکہ وہ کہتا ہے کہ میرے لئے دُعا کرو کہ خدا مجھے ایسا کلام عطا کرے

جس سے مَیں اَور مُوثر طور پر پوری جراٗت و دلیری کے ساتھ نجات کی خوشخبری کو پھیلا سکوں۔ ہمیں اِس سے کئی فائدہ مند سبق ملتے ہیں،

نمبرا، اگر ہم خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں تو خدا کی مرضی ہمارے وسیلے سے ضرور پوری ہو گی خواہ ہمیں کیسے ہی حالات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ ناسازگار حالات میں رکھنے کا خدا کا ایک مقصد ہے، خواہ وہ جیل کی کوٹھڑی ہی کیوں نہ ہو، کیا ہم چاہتے ہیں کہ خدا ہمیں ناسازگار حالات کے باوجود اِستعمال کرے؟

نمبر۲، مسیح کے پیروکار اُس کے نمائندے ہیں خواہ وہ کہیں بھی کیوں نہ رہتے ہوں، پولس رسول اپنے آپ کو مسیح کا ایلچی کہتا ہے، حالانکہ وہ زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ کیا بُرے سے بُرے حالات میں بھی لوگ ہم میں مسیح کو دیکھتے ہیں؟ کیا ہم حالات کی پرواہ کِئے بغیر اُس کا پیغام پوری ایمانداری سے دوسروں تک پہنچاتے ہیں؟ پولس رسول کو اپنی پرواہ ہرگز نہ تھی، بلکہ اِس کے برعکس اُس کو یہ پرواہ تھی کہ دوسروں کو نجات کی خوشخبری سُننے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے۔ ہم کِس چیز کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں؟

آیت ۲۱ اور ۲۲ میں پولس رسول لکھتا ہے، ''اور تُخِکُس جو پیارا بھائی اور خداوند میں دیانتدار خادم ہے تمہیں سب باتیں بتا دے گا تاکہ تم بھی میرے حال سے واقف ہو جاؤ کہ مَیں کِس طرح رہتا ہوں، اُس کو مَیں نے تمہارے پاس اِسی واسطے بھیجا ہے کہ تم ہماری حالت سے واقف ہو جاؤ اور وہ تمہارے دِلوں کو تسلی دے۔''

تُخِکُس کا نام پاک کلام میں کئی بار آیا ہے، اگرچہ ہم اُس کے آبائی شہر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے، وہ ایشیا کے رُومی صوبے سے تھا جس کو آج جنوب مغربی تُرکی کا حصہ کہتے ہیں۔ یہ وہی علاقہ ہے جہاں اِفُسس ہے۔ اُس نے تیسرے تبلیغی دورے کا کچھ حصہ پولس رسول کے ساتھ گزارا، اور شائد وہ یروشلیم کی ضرورت مند کلیسیا کو چندہ دینے پولس کے ساتھ گیا۔ پولس رسول نے تُخِکُس کو ایک پیغامبر یا ایلچی کے طور پر اِستعمال کِیا۔ اِس اِلہامی خط کے علاوہ وہ کلسیوں کے نام خط بھی لے کر گیا، اور شائد اُنیسمُس کے ساتھ بھی فلیمون کیلئے خط لے کر گیا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ پولس رسول نے اُسے کریتے میں تبلیغی مشن پر بھیجا ہو۔

اِس خط کو پہنچانے کے علاوہ پولس رسول کا مقصد یہ تھا کہ تُخِکُس ذاتی طور پر وہاں لوگوں کو اُس کی حالت کے بارے میں بتائے۔ ایشیا کے صوبے میں رہنے والے مسیح کے پیروکار پولس کی قید کے بارے میں جانتے تھے اور یقینا اُس کے لئے فکر مند بھی تھے۔ تُخِکُس کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ وہ جا کر چرچ میں لوگوں کی فکرمندی کو کم کرے اور اُن کو تسلی و تشفی دے۔

تُخِکُس کو پولس رسول اپنا ”پیارا بھائی اور خداوند میں دیانتدار خادم“ کہتا ہے۔ کیا ہمارے لئے بھی ایسے ہی الفاظ اِستعمال کِئے جا سکتے ہیں؟ اگر ہمیں چرچ کی طرف سے کوئی کام سُونپا جائے تو کیا ہم اُسے دیانتداری سے سر انجام دیں گے؟ کیا ہم اُن لوگوں کیلئے تسلی و تشفی کا باعث ہوں گے جن کے پاس ہمیں بھیجا گیا ہو؟

آداب و تسلیمات کہتے ہوئے پولس رسول اپنے خط میں مسیح کے پیروکاروں کے لئے اطمینان اور فضل چاہتا ہے، وہ اپنے خط کو اِنہی برکات سے بند بھی کرتا ہے، لیکن ساتھ ساتھ محبت اور ایمان کا اضافہ کر دیتا ہے۔ آیت ۲۳ اور ۲۴ میں وہ لکھتا ہے، ''خدا باپ اور خداوند یسوع مسیح کی طرف سے بھائیوں کو اطمینان حاصل ہو اور اُن میں ایمان کے ساتھ محبت ہو، جو ہمارے خداوند یسوع مسیح سے لازوال محبت رکھتے ہیں اُن سب پر فضل ہوتا رہے۔''

اپنے اِس خط کے شروع میں پولس رسول، مسیح کے پیروکاروں کو ''مُقدسوں'' کہہ کر مخاطب ہوتا ہے، اور یہاں آخر میں اُنہیں ''بھائیوں'' کہتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے کہ پولس نے عورتوں کو اپنی برکات سے خارج کر دیا ہے۔ پاک کلام میں جب بھی لفظ بھائیوں اِستعمال ہوتا ہے تو اُس میں ہر وہ شخص خواہ عورت ہو یا مرد شامل ہے جو مسیح کا پیروکار ہے۔ پولس رسول لفظ بھائی اِس لئے اِستعمال کرتا ہے تاکہ اُس پر زور دے جو وہ پہلے ہی باب ۲ میں کہہ چُکا ہے کہ مسیح کے پیروکار خدا کے گھرانے میں شامل ہیں۔ اِس سے چرچ و کلیسیا کے اُس اتحاد و یکجہتی کا بھی پتہ چلتا ہے جو اُس میں ہونا چاہیے۔

پولس رسول اپنے خط کی آخری برکات مسیح کے اُن پیروکاروں کیلئے چاہتا ہے جو مسیح سے لازوال محبت رکھتے ہیں، لیکن اِس سے ایک بہت ہی دلچسپ سوال ذہن میں اُبھرتا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ محبت پر زوال بھی آ سکتا ہے؟

چھبّیسواں باب

لازوال محبّت

اِفُسس کے رہنے والوں کے نام پولس رسول کے الہامی خط کا مستقل پیغام محبت ہے، اور یہ بالکل مناسب ہے کیونکہ بائبل مُقدس کا بُنیادی اور مرکزی پیغام محبت ہے، خاص طور پر نئے عہدنامے کا۔ ساری کی ساری بائبل جس میں پولس رسول کا افُسس کے نام خط بھی شامل ہے، خدا کے رُوح کی تحریک سے لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ یوحنا رسول ہمیں یاد دِلاتا ہے کہ، ''...خدا محبت ہے...'' (ا-یوحنا ۱۶:۴) اور جب کہ خدا محبت ہے تو ہمیں اُس کی پاک کتاب میں محبت جگہ جگہ نظر آنی چاہیے۔

یہ خدا کی محبت ہی ہے جس کے وسیلے سے گناہگاروں کیلئے نجات پانا ممکن ہوا، باب ۲ کی ۴ اور ۵ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''مگر خدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی، جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کِیا ...تم کو فضل ہی سے نجات ملی ہے۔''

خدا کی محبت کا سب سے بڑا ثبوت اور اظہار یسوع مسیح ہے، مسیح کی صلیب پر قربانی ہی تھی جس کے عوض ہم نے گناہوں سے چھٹکارا پایا۔ باب ۲

کی ۱۳ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''مگر تم جو پہلے دُور تھے اَب مسیح یسوع میں مسیح کے خون کے سبب سے نزدیک ہو گئے ہو۔''

ہمارے لئے خدا کی محبت کا اظہار جو مسیح کے وسیلے سے ہوا ہے اِتنا عظیم ہے کہ اُس کا تجربہ حاصل کرنے کے باوجود لفظوں میں بیان نہیں کِیا جا سکتا۔ پولس رسول باب ۳ کی آیت ۱۷ سے ۱۹ میں لکھتا ہے، ''اور ایمان کے وسیلہ سے مسیح تمہارے دِلوں میں سکونت کرے تاکہ تم محبت میں جڑ پکڑ کے اور بُنیاد قائم کر کے، سب مُقدسوں سمیت بخوبی معلوم کر سکو کہ اُس کی چوڑائی اور لمبائی اور اُونچائی اور گہرائی کتنی ہے، اور مسیح کی اُس محبت کو جان سکو جو جاننے سے باہر ہے...''

لیکن جن لوگوں کو خدا اور مسیح کی محبت کا تجربہ ہو چُکا ہے اُن پر ایک ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔ جس کو محبت مِلے اُس پر لازم ہے کہ وہ بھی دوسروں سے محبت کرے۔ باب ۵ کی ۱ اور ۲ آیت میں پولس رسول لکھتا ہے، ''پس عزیز فرزندو کی طرح خدا کی مانند بنو، اور محبت سے چلو، جیسے مسیح نے تم سے محبت کی اور ہمارے واسطے اپنے آپ کو خُوشبو کی مانند خدا کی نذر کر کے قُربان کِیا۔''

اِس حوالے میں مسیح کے پیروکاروں کو محبت کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش کرنے کو کہا گیا ہے، اپنے آپ کی قربانی دینا تاکہ دوسروں کی بھلائی اور اچھائی ہو۔ جبکہ اُن کو خدا کی مانند بننا ہے تو وہ اُس محبت کا بھی بھرپور مظاہرہ کیوں نہ کریں جو خدا کی ذات کا حصہ ہے؟

یہ محبت اپنے آپ کہاں ظاہر ہو گی؟ بِلاشک و شبہہ گھر وہ جگہ ہے جہاں محبت پروان چڑھتی ہے۔ پولس رسول باب ۵ اُس کی ۲۵ آیت میں لکھتا ہے، ''اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو جیسے مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُس کے واسطے موت کے حوالہ کر دیا۔'' اگر شوہر ایسی لاثانی محبت کا مظاہرہ کریں گے تو گھروں میں لڑائی جھگڑے بھی کم ہو جائیں گے۔

لیکن وہ محبت جس کا مسیح کے پیروکاروں کو مظاہرہ کرنا ہے صرف گھر تک ہی محدُود نہیں، بلکہ یہ خدا کے سب لوگوں کیلئے ہے۔ پولس رسول باب ۴ کی ۲ آیت میں لکھتا ہے، ''کمال فروتنی اور حِلم کے ساتھ تحمل کر کے محبت سے ایک دوسرے کی برداشت کرو۔'' دوسرے لفظوں میں یہ کہ مسیح کے پیروکاروں کی ایک دوسرے سے محبت سارے چرچ کیلئے ہونی چاہیے۔ پولس رسول اپنے اِس بیان کو جاری رکھتے ہوئے ۱۵ اور ۱۶ آیت میں لکھتا ہے، ''بلکہ محبت کے ساتھ سچائی پر قائم رہ کر اور اُس کے ساتھ جو سَر ہے یعنی مسیح کے ساتھ پیوستہ ہو کر ہر طرح سے بڑھتے جائیں، جس سے سارا بدن ہر ایک جوڑ کی مدد سے پیوستہ ہو کر اور گٹھ کر اُس تاثیر کے مُوافق جو بقدرِ ہر حصہ ہوتی ہے اپنے آپ کو بڑھاتا ہے تاکہ محبت میں اپنی ترقی کرتا جائے۔''

اپنے الہامی خط میں مسیح کے پیروکاروں کو محبت کی ترغیب دینے کے بعد پولس رسول اِسے بڑی ہوشیاری سے ختم کرتے ہوئے باب ۶ کی ۲۴ آیت میں کہتا ہے، ''جو ہمارے خداوند یسوع مسیح سے لازوال محبت رکھتے ہیں اُن سب پر فضل ہوتا رہے۔''

اِس سے ایک نہایت ضروری سوال ذہن میں اُبھرتا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ محبت پر زوال آ جائے؟ اِس آیت سے صاف نظر آتا ہے کہ ہاں، ایسا ممکن ہے، بلکہ مسیح یسوع نے آنے والے زمانے کی بابت پیشین گوئی کرتے ہوئے کہا، ''اور بے دینی کے بڑھ جانے سے بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا۔'' (متی ۲۴: ۱۲-۱۳) لہٰذا ظاہر ہوا کہ محبت پر زوال آ سکتا ہے۔

شائد سب سے اہم ترین سبق جو ہم اُفسُس کی کلیسیا سے سیکھ سکتے ہیں یہ ہے کہ مسیح کی مانند محبت کو پروان چڑھانے اور قائم و دائم رکھنے کی ضرورت ہے۔ ہم پولس رسول کی محبت کے بارے میں نصیحت و تنبیہ کو دیکھ چُکے ہیں۔ ممکن ہے کہ یہ سوال پوچھا جائے کہ پولس جن لوگوں کو یہ خط لکھ رہا ہے، کیا وہ ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے؟ جیسا کہ ہم نے اپنے پچھلے پروگرام میں دیکھا، حالانکہ ہمارے اُردو ترجمہ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا، باب ۱ کی ۱۵ آیت میں لکھا ہے کہ اُفسُس میں رہنے والے مسیحی کسی وقت خدا کے لوگوں سے محبت رکھنے میں مشہور تھے، اِس خط میں پولس رسول اُنہیں نصیحت و تنبیہ اور اُن کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ اُس محبت میں روز بروز ترقی کریں جو کبھی ایک دوسرے سے رکھتے تھے۔

اگرچہ اُفسُس کا چرچ اپنی محبت کیلئے مشہور تھا، مگر اُنہیں ایک مسئلہ بھی درپیش تھا۔ چرچ کے بزرگوں کے ساتھ ایک میٹنگ میں پولس رسول نے اُنہیں اِس مسئلہ کے بارے میں باخبر و آگاہ کِیا، ''مَیں یہ جانتا ہوں کہ میرے جانے

کے بعد پھاڑنے والے بھیڑیے تم میں آئیں گے جنہیں گلہ پر کچھ ترس نہ آئے گا، اور خود تم میں سے ایسے آدمی اُٹھیں گے جو اُلٹی اُلٹی باتیں کہیں گے تاکہ شاگردوں کو اپنی طرف کھینچ لیں، اِس لئے جاگتے رہو...'' (اعمال ۲۰:۲۹-۳۱)

افسوس کی بات ہے کہ پولس رسول کا آگاہ و باخبر کرنا دُرست ثابت ہوا، اور افُسس میں سے ہی جھوٹے اُستاد اُٹھ کھڑے ہوئے۔ پولس نے اپنے ہمخدمت تیمتھیس کو اُن کے پاس بھیجا کہ اِس مسئلہ کو حل کرے، اُس نے اُسے یہ ہدایات دیں، ''جس طرح مَیں نے مکدُنیہ جاتے وقت تجھے نصیحت کی تھی کہ اِفُسس میں رہ کر بعض شخصوں کو حُکم کر دے کہ اَور طرح کی تعلیم نہ دیں، اور اُن کہانیوں اور بے اِنتہا نسبناموں پر لحاظ نہ کریں جو تکرار کا باعث ہوتے ہیں اور اُس اِنتظامِ الٰہی کے مُوافق نہیں جو ایمان پر مبنی ہے اُسی طرح اَب بھی کرتا ہوں۔ حُکم کا مقصد یہ ہے کہ پاک دِل اورنیک نیت اور بے ریا ایمان سے محبت پیدا ہو۔'' (۱۔تیمتھیس ۱:۳-۵)

یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ گو تیمتھیس کا کام یہ تھا کہ وہ جھوٹی تعلیم کا خاتمہ کرے مگر اُس کا بُنیادی مقصد یہ تھا کہ وہاں محبت کو پروان چڑھائے۔ پاک کلام میں لکھا ہے، کلیسیا یعنی چرچ ''حق کا ستُون اور بُنیاد ہے۔'' (۱۔تیمتھیس ۳:۱۵) نہایت ضروری ہے کہ جھوٹ کی جڑیں چرچ سے اُکھاڑ باہر پھینکی جائیں، لیکن ذہن میں رکھنا ہے کہ سچائی پر قائم رہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ مسیح کی مانند محبت تک راہنمائی کرے۔

اَب سوال یہ ہے کہ افُسس کی کلیسیا کِس حد تک اِس گول یا مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی؟ رسولوں کے زمانے کے آخر میں، مسیح یسوع نے آسمان سے کئی کلیسیاؤں سے یوحنا رسول کے ذریعہ کلام کِیا۔ افُسس کی کلیسیا کے نام جو اِلہامی پیغام دیا گیا اُس کا کچھ حصہ یوں ہے، ''مَیں تیرے کام اور تیری مشقت اور تیرا صبر تو جانتا ہوں اور یہ بھی کہ تُو بدوں کو دیکھ نہیں سکتا اور جو اپنے آپ کو رسول کہتے ہیں اور ہیں نہیں، تُو نے اُن کو آزما کر جھوٹا پایا، اور تُو صبر کرتا ہے اور میرے نام کی خاطر مُصیبت اُٹھاتے اُٹھاتے تھکا نہیں مگر مجھ کو تجھ سے یہ شکایت ہے کہ تُو نے اپنی پہلی سی محبت چھوڑ دی۔ پس خیال کر کہ تو کہاں سے گِرا ہے اور توبہ کر کے پہلے کی طرح کام کر اور اگر تُو توبہ نہ کرے گا تو مَیں تیرے پاس آ کر تیرے چراغدان کو اُس اُس کی جگہ سے ہٹا دوں گا۔'' (مُکاشفہ ۲:۲-۵)

افُسس کی کلیسیا اِس قابل تو تھی کہ اپنی تعلیم کی سچائی کو قائم و دائم رکھ سکتی مگر ساتھ ساتھ اُس نے اُس محبت کو بھی کھو دیا جو سچائی کا اہم ترین حصہ ہے۔ آج افُسس کھنڈرات کا ڈھیر ہے، کسی بھی چرچ یا کلیسیا کا وہاں نام و نشان تک نہیں، اِس سے ہمارے ذہن میں کچھ ضروری سوال اُبھرتے ہیں، کہ کیا میرا ایمان سچائی پر مبنی ہے؟ سچائی کو پانے کے جوش و ولولہ میں کیا مَیں اپنی محبت کھو چُکا ہوں؟ کیا مَیں مسیح کی مانند محبت میں ترقی کر رہا ہوں؟ آیئے ہم سب افُسس کی کلیسیا سے سبق سیکھنے کی کوشش کریں کہ اُس کے ساتھ کیا ہوا۔